اس کتاب میں آنحضرت ﷺ کی بشریت کے ثبوت پر قرآنی آیات، مرفوع احادیث، اقوالِ صحابہ وتابعین، مفسرین، محدثین اور فقہاء کرام کے اقوال نیز اس مسئلہ پر وارد ہونے والے تمام شبہات کے مفصل ومدلل جوابات

# التحقیق المقبول فی اثبات بشریۃ الرسول

# پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کا مدلل ثبوت


تالیف

مناظر اسلام

حضرت مولانا علی اکبر جلبانی مدظلہ

(استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی)

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہ

استاذ الحدیث جامعہ دار الخیر گلستان جوہر کراچی

مقدمہ

حضرت مولانا محمد نعمان مدظلہ

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم کورنگی کراچی





ناشر

مکتبہ رحمانی پاکستان

# التحقيق المعقول

# فی

# اثبات بشرية الرسول

# پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

# کی

# بشریت کا مدلل ثبوت

تالیف


**مناظر اسلام حضرت مولانا علی اکبر جلبانی مدظلہ**

(استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی)


تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہ

مقدمہ

حضرت مولانا محمد نعمان مدظلہ

# فہرست



## بشر کی افضلیت پر دلائل

## اولاً: قرآن کریم سے

| صفحہ نمبر | مضامین |
|---|---|



## ثانیاً: حدیث مبارکہ سے



## ثالثاً: بریلوی علماء کے اقوال سے



## عقیدہ بشریت الرسول ضروریات دین میں سے ہے

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|



## مسئلہ نور و بشر کے متعلق بریلوی علماء کی متعارض عبارات



## باب اول: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل قرآن کریم سے

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|

| مضامین | صفحہ نمبر |
| --- | --- |

| مضامین | صفحہ نمبر |
| --- | --- |



## باب ثانی: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل حدیث مبارکہ سے

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|



# باب ثالث: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل اقوال صحابہ سے



# باب رابع: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مفسرین کے اقوال سے

| صفحہ نمبر | مضامین |
|---|---|



## باب خامس: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا ثبوت اقوال محدثین سے



## باب سادس: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت فقہاء کرام کے اقوال سے

مضامین | صفحہ نمبر

## باب سابع: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت سلف صالحین کے اقوال سے



## حصہ دوم

## باب اول: بریلویوں کے قرآن کریم سے کچھ مغالطے اور ان کے جوابات

مضامین | صفحہ نمبر



## نور سے مراد نور ہدایت ہے اقوال مفسرین

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|



## مفسرین کی عبارات

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|

مضامین | صفحہ نمبر

# اقوال مفسرین



# اقوال مفسرین

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|



## باب ثانی: بریلویوں کے احادیث مبارکہ سے کچھ مغالطے اور ان کے جوابات

| صفحہ نمبر | مضامین |
|---|---|

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|



# باب ثالث: بریلویوں کے اقوال صحابہ سے کچھ مغالطے اور ان کے جوابات

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|



## باب رابع: اہل بدعت کے اقوال سلف سے کچھ مغالطے اور ان کے جوابات



## باب خامس: یہ باب علمائے دیوبند کے اقوال اور ان کے جوابات پر مشتمل ہے

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|



## باب سادس: یہ باب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ اطہر کے ثبوت میں ہے

# تقریظ

## استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ العالی

الحمد للّٰہ الذی بعث الینا رسولاً بشرا مبشرا نذیرا والصلاۃ والسلام علیٰ اشرف الخلق وقد جعل سراجامنیرا وعلیٰ آلہ واصحابہ انوار الدجیٰ لا یبغضھم الا کذاب مبیر وبعد !

اہل حق و باطل کے درمیان النبی المکرّم المصطفی المجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان اور غیر انسان ہونے کا مسئلہ ایک معرکۃ الآراء مسئلہ رہا ہے۔اہلسنت والجماعت ہمیشہ سے دیگر انبیاء کی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان ہونے کے قائل ہیں جبکہ بریلوی فرقہ آپ کے انسان ہونے کے منکر ہیں وہ اس انکار پر نورانیت کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں جس شخص نے بھی ان بدعتیوں میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے انکار کا عقیدہ داخل کیا ہے وہ شخص دراصل نبی اکرصلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا منکر تھا اس نے اس طرح سے انکار رسالت کو امت میں پھیلانے کی کوشش کی ہے کہ ایک عام شخص بظاہر رسول کو مانتے ہوئے بھی اس کا انکاری ہوتا ہے اس لیے کہ اس شخص نے ان لوگوں کا یہ عقیدہ تو بنوا دیا ہے کہ جس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشر کی ہے اس پر تو ان کا ایمان نہیں ہے اور جس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کی حقیقت محض نور ہے وہ ثابت نہیں ہے مثلاً اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میں ایسے انسان کو مانتا ہوں جس کی حقیقت سونا ہو تو درحقیقت یہ شخص روئے زمین پر انسانوں کو انسان ہی نہیں مانتا اس لیے کہ ان کی حقیقت سونا نہیں ہے بریلویوں کے انکار بشریت کے خوفناک عقیدے سے امت کو آگاہ کرنا بہت بہت بہت ضروری تھا لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اہلسنت کی طرف سے اس موضوع پر کوئی

معتد بہ تصنیف سامنے نہیں آئی جسکی وجہ بریلویوں کی تقیہ پرستانہ روش ہے کہ وہ اپنے اس نظریے کو مسلمانوں کے سامنے واضح کر کے بیان نہیں کرتے ہیں مولانا علی اکبر صاحب زید مجدہ کی اس تالیف میں سب سے بڑی خوبی جو مجھے نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ نور اور بشر کے مسئلہ میں بریلویوں کا صحیح مذہب واضح انداز سے انھوں نے بیان کیا ہے۔ پھر فاضل مؤلف نے اس مسئلے کے متعلق جس قدر مرویات تھی اس پر محدثانہ انداز سے کلام کیا ہے یہ تحقیق بھی اس کتاب کا تفرد ہے۔ پھر مخالفین کے تمام شبھات کو مکمل طور سے تحریر کر کے ان کے جوابات دینا یہ بھی اس کتاب کو ایک ممتاز حیثیت دلاتا ہے اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے آمین یارب العلمین۔

فقط

مفتی عبدالواحد

# مقدمہ

## مولانا محمد نعمان صاحب مدظلہ

اللہ تبارک وتعالیٰ ساری کائنات کا خالق ہے، باقی سب مخلوق ہیں۔

قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ. (الرعد:۱٦)

ترجمہ: کہہ دو اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔

اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ. (الزمر: ٦۲)

ترجمہ: اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔

وہ اکیلا خالق ہے، باقی سب مخلوق ہیں، انبیاء، اولیاء، صلحاء، شہداء، صادقین، فرشتے اور جن وانس غرض برگزیدہ شخصیات ہوں یا عام انسان سب اس کی مخلوق ہیں۔ جن وانس مکلّف ہیں، ان کی تخلیق کا ذکر قرآن میں خصوصیت سے کیا گیا ہے، اور انسان کی تخلیق کو تو بڑی ہی شرح وبسط سے بیان کیا گیا ہے، فرشتے بھی اللہ کی مخلوق ہیں مگر وہ مکلّف نہیں، وہ تو جو حکم ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔

قرآنِ کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے انسان سے پہلے پیدا کیا:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً . (البقرة: ۳٠)

ترجمہ: اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ. 1

1 صحيح مسلم: كتاب الزهد والرقائق، باب في أحاديث متفرقة، ج٤ ص٢٢٩٤، رقم الحديث:٢٩٩٦

فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور جنات کو آگ کے شعلے سے، اور حضرت آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا گیا ہے جو آپ کے لئے بیان کی گئی ہے۔

جنات کو اللہ تعالی نے انسان سے قبل آگ سے پیدا کیا:

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ. (الحجر: ۲۷)

ترجمہ: اور اس (انسان) سے پہلے جنات کو ہم نے لُو والی آگ سے پیدا کیا۔

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ. (الرحمن: ۱۵)

ترجمہ: اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔

قرآنِ کریم میں انسان کی نہ صرف اولین تخلیق اور پیدائش کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، بلکہ اس کی بھی تفصیل کی ہے کہ اولین تخلیق کے بعد کس طرح نسلِ انسانی آگے بڑھی، کن کن امور و مراحل سے گزر کر انسان وجود میں آیا۔ اللہ تعالی نے انسان کی اولین تخلیق مٹی سے کی:

وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ. (السجدۃ:۷)

ترجمہ: اور انسان کی تخلیق کی ابتداء مٹی سے کی۔

وَمِنْ آيٰتِهٖ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَا اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ. (الروم: ۲۰)

ترجمہ: اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تم دیکھتے ہی دیکھتے اب انسان بن کر (زمین میں) پھیلے پڑے ہو۔

سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، مٹی سے ان کا جسم بنا کر اس میں روح پھونکی گئی۔ 1

1 (سورۂ حجر: ۲۶ تا ۳۳)

انسان کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام سے ہی ان کی زوجہ اماں حواء کو پیدا کیا گیا، آدم وحواء کی اس جوڑی سے نسلِ انسانی آگے بڑھی:

یَآاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً. (النساء:۱)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔

یَآاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا. (الحجرات:۱۳)

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔

نسلِ انسانی کے پھیلاؤ کی عادت جاریہ کے تحت ہی جزیرہ عرب میں قبیلہ قریش کی ایک شاخ بنو ہاشم میں منصوبہ الٰہی کی تکمیل میں عبداللہ کے گھر حضرت آمنہ کے بطن سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی، دوسرے انسانوں کی طرح آپ کے والدین کے علاوہ رشتے ناطے تھے، عزیز واقارب تھے، آپ نے نکاح بھی کئے، اور آپ کے ہاں اولاد بھی ہوئی، آپ کھاتے پیتے بھی تھے، سوتے بھی تھے، کبھی بیمار بھی ہوئے، غرض جتنے انسانی معاملات ہوتے ہیں سب آپ میں موجود تھے، اعلانِ نبوت سے قبل آپ وہاں کی ایک پُر وقار اور باوصف شخصیت تھے، امین وصادق کے لقب سے معروف تھے، اعلانِ نبوت کے سلسلے میں فرمایا گیا:

جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ. (التوبۃ:۱۲۸)

ترجمہ: (لوگو) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تمہی میں سے ہے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ. (الجمعة: ۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں اُن ہی میں سے ایک رسول بھیجا۔

اور ایسا صرف اس دفعہ ہی نہیں ہوا کہ انسانوں میں سے ہی ایک انسان کو نبی بنایا گیا ہو بلکہ اس سے پہلے بھی جتنے انبیاء ورسل انسانوں میں مبعوث ہوئے وہ سب کے سب انسان اور مرد ہی تھے۔ نوح علیہ السلام وہ پہلے نبی ہیں جو کسی قوم کی طرف بھیجے گئے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ. (المؤمنون:۲۳)

معلوم ہوا نوح علیہ السلام اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے یعنی وہ اس قوم کے ہی ایک فرد تھے، اور جب اللہ کا عذاب اس قوم کے اوپر آیا تو اللہ تعالیٰ نے دوسری قوم کو بھیجا اور اُن میں بھی ان ہی کی قوم کا ایک رسول بھیجا:

ثُمَّ اَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِیْنَ فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ.(المؤمنون:۳۱، ۳۲)

ترجمہ: پھر ان کے بعد ہم نے دوسری نسلیں پیدا کیں، اور اُن کے درمیان انہی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ. (الأنبیاء:۷)

اور (اے پیغمبر) تم سے پہلے بھی ہم نے مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا، جن پر ہم وحی نازل کرتے تھے۔

گزشتہ اقوام میں سے انبیاء ورسل کے انکاری اپنے انکار اور ہٹ دھرمی کا جواز ہی یہ پیش کرتے تھے یہ کیسا نبی ہے جو ہماری طرح کا انسان، ہماری طرح کا بشر ہے، بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، کھاتا پیتا ہے، ہمارے اوپر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا؟

گزشتہ قوموں نے نبی کو نبی نہ ماننے کے لئے بشریت کو سبب بنایا، اور آج اس امت

میں نبی کو نبی ماننے کے لئے اس کی بشریت کا انکار کر دیا اور انہیں نور من نور اللہ قرار دے ڈالا، دونوں میں کس قدر مماثلت ہے، دونوں ہی بشریت کو نبوت میں مانع قرار دیتے ہیں۔

کفار نے ہمیشہ انبیاء کرام علیہم السلام کی اتباع سے یہ کہہ کر انکار کیا کہ یہ تو بشر ہیں، کیا ہم بشر کو رسول مان لیں؟

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا:

مَا نَرٰكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا. (هود:۲۷)

ترجمہ: ہم تمہیں نہیں دیکھتے مگر اپنی طرح بشر۔

صالح علیہ السلام کی قوم کہنے لگی:

فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ. (القمر:۲۴)

ترجمہ: چنانچہ کہنے لگے کہ کیا ہم ایسے شخص کی اتباع کریں گے جو ہماری جنس کا آدمی ہے اور اکیلا ہے، اس صورت میں تو ہم بڑی گمراہی اور دیوانگی میں جا پڑیں گے۔

شعیب علیہ السلام کی قوم اپنے نبی کے بارے میں کہنے لگی:

وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ. (الشعراء:۱۸۶)

ترجمہ: تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ تم ہم جیسے ہی ایک انسان ہو، اور ہم تمہیں پورے یقین کے ساتھ جھوٹا سمجھتے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم تو اپنے نبی کو اپنے اوپر قیاس کر بیٹھی کہ ہم میں اور اس میں بوجہ بشریت کوئی فرق نہیں، یعنی وہ نبوت کے قائل ہونے کے باوجود کھانے پینے اور بازار میں چلنے والے کو نبی ماننے پر تیار نہیں تھے:

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ. (المؤمنون:۳۳، ۳۴)

ترجمہ: انہوں نے (ایک دوسرے سے) کہا: اس شخص کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ یہ تمہی جیسا ایک انسان ہے، جو چیز تم کھاتے ہو یہ بھی کھاتا ہے، اور جو تم پیتے ہو یہ بھی پیتا ہے، اور اگر کہیں تم نے اپنے ہی جیسے ایک انسان کی فرماں برداری قبول کر لی تو تم بڑے ہی گھاٹے کا سودا کرو گے۔

جب مشرکینِ مکہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ حق کے مقابلے کی سکت نہ رہی تو خُفیہ پلاننگ شروع کر دی، ان کی اس میٹنگ کو اللہ تعالی افشاء فرما رہے ہیں:

وَاَسَرُّوا النَّجۡوَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا هَلۡ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ اَفَتَاۡتُوۡنَ السِّحۡرَ وَاَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ. (الأنبیاء:۳)

ترجمہ: اور یہ ظالم چپکے چپکے (ایک دوسرے سے) سرگوشی کرتے ہیں کہ یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمہی جیسا ایک انسان نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا پھر بھی تم سوچتے بوجھتے جادو کی بات سننے جاؤ گے۔

مشرکینِ مکہ نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اس بنیاد پر انکار کر دیا کہ اللہ تعالی نے ایک بشر کو رسول بنا کر کیوں بھیجا، کسی فرشتے کو کیوں نہیں بھیجا، تو اللہ تبارک وتعالی نے ان کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰۤی اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا قُلۡ لَّوۡ کَانَ فِی الۡاَرۡضِ مَلٰٓئِکَةٌ یَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَئِنِّیۡنَ لَنَزَّلۡنَا عَلَیۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَکًا رَّسُوۡلًا. (الإسراء: ۹۴، ۹۵)

ترجمہ: اور جب ان لوگوں کے پاس ہدایت کا پیغام آیا تو ان کو ایمان لانے سے اس بات نے تو روکا کہ وہ کہتے تھے: کیا اللہ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا، کہہ دو کہ اگر زمین میں فرشتے ہی اطمینان سے چل پھر رہے ہوتے تو بے شک ہم آسمان سے کسی فرشتے کو

رسول بنا کراُن پراتار دیتے۔

ان آیات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ تمام انبیاء علیہم السلام انسان اور بشر ہی ہوتے ہیں، گویا کسی کی نبوت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہوتا کہ اس کی بشریت اور رسالت دونوں کو تسلیم کیا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لحاظ سے نہ صرف نوعِ بشر میں داخل ہیں بلکہ آپ کا افضل البشر، سید البشر اور اکمل البشر ہونا ہر شک وشُبہ سے بالاتر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوعِ انسانی کے سردار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر ہونا انسانیت کے لئے موجبِ صد عزت وافتخار ہے، آپ شرف ومنزلت کے اعتبار سے تمام کائنات سے بالاتر اور ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' کے مصداق ہیں۔ یاد رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر اور نور ہونے میں کوئی منافات نہیں ہے کہ ایک کا اثبات کر کے دوسرے کی نفی کی جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوع کے اعتبار سے کامل بشر ہیں، اور صفتِ ہدایت کے اعتبار سے نور ہیں۔

بندے کے ناقص مطالعے کے مطابق فقہاء کرام، محدثین عظام اور اکابر اہلِ علم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کر کے آپ کو دائرہ انسانیت سے خارج کیا ہو۔ بشر کی تحقیر سب سے پہلے ابلیس نے کی تھی، اور کہا تھا کہ میں مٹی سے پیدا شدہ انسان کو سجدہ نہیں کروں گا:

قَالَ لَمْ اَکُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ. (الحجر:۳۳)

ترجمہ: میں ایسا نہیں ہوں کہ ایک ایسے بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے سڑے ہوئے گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالی نے زبانِ نبوت سے بڑے واشگاف اور واضح الفاظ میں آپ کی بشریت کا اعلان کرایا:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ. (الكهف: ١١٠)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ میں تو تمہی جیسا ایک انسان ہوں (البتہ) مجھ پر یہ وحی آتی ہے۔

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا. (الإسراء:٩٣)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ اللہ کی ذات پاک ہے، میں تو ایک بشر ہی ہوں جسے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے۔

قرآنِ کریم کی کئی آیات میں اللہ تعالی نے حضراتِ انبیاء علیہم السلام کی بشریت کو عمومًا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو خصوصاً بیان کیا ہے، جیسا کہ اس کتاب میں ہر آیت کے تحت مفسرین کی تفسیر سے باحوالہ یہ بات آرہی ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ لفظ بشر، انسان اور آدمی ان کے لغوی معنی میں فرق ہے لیکن مصداق سب کا ایک ہے، قرآنِ کریم میں لفظ بشر اور انسان ایک معنی میں آئے ہیں، حضرت مریم کو فرشتوں نے کہا کہ تو جب بچے کو ساتھ لے کر چلے اور راستے میں تو کسی انسان کو دیکھے جو اس پر تعجب کر رہا ہو تو اشارے سے کہہ دینا کہ میں آج کسی انسان سے ہمکلام نہیں ہوں گی، اس موقعہ پر قرآن کریم نے یہ دونوں لفظ ''بشر'' اور ''انسان'' ایک ساتھ ایک سیاق میں ذکر کیے ہیں:

فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا. (مريم:٢٦)

ترجمہ: سو اگر تو دیکھے کسی بشر کو تو کہہ دے کہ میں نے روزہ کی نذر مانی ہے رحمان کی، سو آج میں کسی انسان سے کلام نہیں کروں گی۔

اس آیت میں دونوں لفظ ایک دوسرے کے ہم معنی ہیں۔

امام الانبیاء جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا بیان درج ذیل آیات میں موجود ہے، دیکھئے تفصیلاً:

ا......بقرہ:۱۲۹) ۲......بقرہ:۱۵۱) ۳......آل عمران:۱۶۴) ۴......اعراف:۶۳)
۵...... اعراف: ۶۹) ۶ ...... یونس: ۲) ۷...... کہف: ۱۱۰) ۸...... اسراء: ۹۳)
۹......حم سجدہ:۶)۱۰......ق:۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں کئی لوازمات بشریت موجود تھے، مثلاً بطنِ مادر سے ولادت ہونا، ولادت کے وقت یتیم ہونا'' الم یجدك یتیما فآوی '' برادری کا ہونا'' وانذر عشیرتك الأقربین '' صاحبِ ازواج واولاد ہونا'' قل لازواجك وبناتك '' آپ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کا ہونا۔کھانا، پینا'' یاأیها الرسل کلوا من الطیبات '' نیند کا آنا جیسے واقعۂ لیلۃ التعریس میں ہے۔قدموں کا سوج جانا'' حتی تورمت قدماه '' نماز میں نسیان کا ہوجانا، جیسے واقعہ ذوالیدین میں'' أقصرت الصلاة أم نسیت یا رسول الله '' وغیرہ وغیرہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بشریت کو بڑے واضح الفاظ میں بیان کیا ہے:

أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ. 1

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1 صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن أبي طالب، ج٤ ص١٨٧٣، رقم الحدیث:٢٤٠٨

فرمایا: اما بعد، اے لوگو! میں ایک بشر ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا فرشتہ موت کا پیغام لے کر میرے پاس آجائے اور میں رب کا پیغام قبول کرلوں، اور میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں سے پہلی چیز اللہ تعالی کی کتاب ہے اس میں ہدایت اور روشنی ہے، پس اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو، پھر آپ نے اللہ کی کتاب کے پکڑے رہنے کی خوب ترغیب دلائی۔

أَنَّ زَيْـنَـبَ بِـنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّهَا أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ الـنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الخَصْمُ، فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ، فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَدَقَ، فَأَقْضِيَ لَهُ بِذَلِكَ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ، فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ، فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ فَلْيَتْرُكْهَا.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے کے سامنے جھگڑے کی آواز سنی اور جھگڑا کرنے والوں کے پاس تشریف لائے، آپ نے ان سے فرمایا کہ میں بھی ایک انسان ہوں، اس لئے جب میرے یہاں کوئی جھگڑا لے کر آتا ہے تو ہوسکتا ہے کہ ( فریقین میں سے ) ایک فریق کی بحث دوسرے فریق سے عمدہ ہو، میں سمجھتا ہوں کہ وہ سچا ہے، اور اس طرح میں اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں، لیکن اگر میں اس کو ( اس کے ظاہری بیان پر بھروسہ کر کے ) کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو دوزخ کا ایک ٹکڑا اس کو دلا رہا ہوں، وہ لے لے یا چھوڑ دے۔ 1

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى

1 صحيح البخاري: كتاب المظالم والغصب، باب إثم من خاصم في باطل، ج۳ ص۱۳۱، رقم الحديث:۲۴۵۸

الظُّهرَ خمسًا، فَقِيلَ لَهُ أَزِيدَ فِي الصَّلاَةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ صَلَّيتَ خَمسًا، فَسَجَدَ سَجدَتَينِ وَفِي رِوَايَةٍ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثلُكُم، أَنسَى كَمَا تَنسَونَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي. 1

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھائیں، عرض کیا گیا حضرت نماز میں کیا کچھ زیادتی آئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ہوا؟ صحابہ نے عرض کیا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھائی ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے بعد دو سجدے ادا کئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی تم جیسا بشر ہوں، میں بھی بھول سکتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو، پس جب میں نماز میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کروایا کرو۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَتَّخِذُ عِندَكَ عَهدًا لَن تُخلِفَنِيهِ، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّ المُؤمِنِينَ آذَيتُهُ شَتَمتُهُ، لَعَنتُهُ، جَلَدتُهُ، فَاجعَلهَا لَهُ صَلاَةً وَزَكَاةً، وَقُربَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيكَ يَومَ القِيَامَةِ. 2

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ! میں نے تجھ سے عہد لیا ہے کہ ہرگز آپ میرے ساتھ خلاف ورزی نہیں کروگے، پس میں بشر ہوں جس مؤمن کو میں نے کوئی اذیت پہنچائی ہو یا سخت کلامی کی ہو یا میں نے اس کو لعن طعن کیا ہو، یا اس کو میں نے مارا ہو ان کے لئے یہ چیزیں رحمت بنا دے اور

1 صحيح البخاري: كتاب الجمعة، باب إذا صلى خمسا، ج٢ ص٦٨، رقم الحديث: ١٢٢٦/ كتاب الصلاة: باب التوجه نحو القبلة حيث كان، ج١ ص٨٩، رقم الحديث: ٤٠١

2 صحيح مسلم: كتاب البر والصلة، باب من لعنه النبي صلى الله عليه وسلم أو سبه أو دعا عليه إلخ، ج٤ ص٢٠٠٨، رقم الحديث: ٢٦٠١

پاکیزگی جس سے وہ قیامت کے دن تیرا قرب حاصل کریں۔

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنِّي اشْتَرَطْتُ عَلَى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، أَيُّ عَبْدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ سَبَبْتُهُ أَوْ شَتَمْتُهُ، أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ لَهُ زَكَاةً وَأَجْرًا. 1

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میں ایک بشر ہوں، میں نے اپنے رب سے یہ بات شرط کی ہے کہ اگر میں مسلمانوں میں سے کسی بندے کو برا بھلا کہوں، یا گالی دوں تو یہ اس کے لئے پاکیزگی اور اجر کا ذریعہ بنادے۔

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، إِذَا حَدَّثْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دُنْيَاكُمْ، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ. 2

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس میں شک نہیں کہ میں ایک بشر ہوں، جب میں تمہیں دین کی بات بیان کروں تم اس کو محفوظ کرلیا کرو، اور جب میں تمہیں تمہارے دنیاوی اُمور کے متعلق خبر دوں تو بے شک میں بھی ایک بشر ہوں۔

مذکورہ بالا ان تمام احادیث میں صراحت کے ساتھ یہ جملہ موجود ہے ''إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ'' میں بشر ہوں۔

حضراتِ صحابہ کرام کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔

ام المؤمنین عفیفہ کائنات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (متوفی ۵۷ھ) فرماتی

1 صحيح مسلم: كتاب البر والصلة، باب من لعنه النبي صلى الله عليه وسلم أو سبه أو دعا عليه إلخ، ج٤ ص٢٠٠٨، رقم الحديث:٢٦٠٢ 2 صحيح ابن حبان: باب الاعتصام بالسنة، فصل: ذكر البيان بأن المصطفى صلى الله عليه وسلم كان يأمر أمته بما يحتاجون إليه، ج١ ص٢٠٢، رقم الحديث:٢٣

ہیں کہ آپ بشر تھے جیسے دوسرے لوگ (نوع) بشر سے ہیں:

كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ. 1

فاتح مصر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ (متوفی ٦٧ھ) ان کی بابت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث روایت کرنے والا کوئی نہیں سوائے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حدیث لکھتا تھا، تو مجھے صحابہ کرام نے مشورہ دیا کہ میں آپ کی ہر بات نہ لکھا کروں، اس لئے کہ آپ بشر ہیں جو کبھی غصے میں ہوتے ہیں کبھی خوشی میں:

أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا. 2

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر ہونے پر سب صحابہ کا اتفاق ہے۔

عقائد پر لکھی گئی کتابوں میں معروف کتاب ''عقائد نسفی'' میں ہے:

وقد أرسل اللّٰه تعالى رُسلا من البشر إلى البشر مبشرين ومنذرين.

تحقیق اللہ تعالی نے بشروں میں سے رسول بشروں کی طرف بھیجے، بشارت دینے اور ڈرانے کے لئے۔

علامہ نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۷ھ) اس عبارت میں لفظ بشر دو دفعہ لائے، پہلے والے سے مراد رسول ہیں، جب کہ دوسرے سے مراد امت کے لوگ ہیں، مصنف کے نزدیک رسول اور امت ہر دو فریق بشر ہیں۔ مشہور معقولی عالم علامہ تفتازانی رحمہ اللہ

1 مسند أحمد: مسند عائشة بنت الصديق، ج٤٣ ص٢٦٣، رقم الحديث:٢٦١٩٤

2 سنن أبي داود: كتاب العلم، باب في كتاب العلم، ج٣ ص٣١٨، رقم الحديث:٣٦٤٦

(متوفی ۷۹۳ھ) رسول کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول انسان ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف احکام کی تبلیغ کے لئے بھیجتا ہے:

الرسول إنسان بعثه الله تعالى إلى الخلق لتبليغ الأحكام. 1

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے ''شرح المقاصد في علم الكلام'' ج۲ص۱۷۳پر نبی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

النبي إنسان بعثه الله لتبليغ ما أوحي إليه.

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ قَدَّمْنَا أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَائِرَ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ مِنَ الْبَشَرِ وَأَنَّ جِسْمَهُ وَظَاهِرَهُ خَالِصٌ لِلْبَشَرِ يَجُوزُ عَلَيْهِ مِنَ الْآفَاتِ وَالتَّغْيِيرَاتِ وَالْآلَامِ وَالْأَسْقَامِ وَتَجَرُّعِ كَأْسِ الْحِمَامِ مَا يَجُوزُ عَلَى الْبَشَرِ وَهَذَا كُلُّهُ لَيْسَ بِنَقِيصَةٍ فِيهِ لِأَنَّ الشَّيْءَ إِنَّمَا يُسَمَّى نَاقِصًا بِالْإِضَافَةِ إِلَى مَا هُوَ أَتَمُّ فِيهِ وَأَكْمَلُ مِنْ نَوْعِهِ وَقَدْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَى أَهْلِ هَذِهِ الدَّارِ فِيهَا يَحْيَوْنَ، وَفِيهَا يَمُوتُونَ، وَمِنْهَا يُخْرَجُونَ وَخَلَقَ جَمِيعَ الْبَشَرِ بِمَدْرَجَةٍ. 2

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء ورسل نوعِ بشر میں سے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک اور ظاہر خالص بشر کا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر وہ تمام آفات وتغیرات اور تکالیف وامراض اور موت کے احوال طاری ہو سکتے تھے جو انسان پر طاری ہوتے ہیں، اور یہ تمام امور کوئی نقص اور عیب نہیں، کیونکہ کوئی چیز ناقص اس وقت کہلاتی ہے جب کہ اس نوع میں کوئی دوسری چیز اتم واکمل ہو،

1 شرح العقائد: خبر الرسول، ص٥٧ 2 الشفاء بتعريف حقوق المصطفى: الباب الثاني، الفصل الأول حالة الأنبياء بالنسبة للعوارض البشرية، ج٢ ص٤٠٦

دار دنیا کے رہنے والوں پر اللہ تعالی نے یہ بات مقدر فرمادی ہے کہ وہ زمین میں جئیں گے، یہیں مریں گے، اور یہیں سے نکالے جائیں گے اور تمام انسانوں کو اللہ تعالی نے تغیر کا محل بنایا ہے۔

نیز قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، وَ سَائِرُ الْأَنْبِيَاءِ مِنَ الْبَشَرِ أُرْسِلُوا إِلَى الْبَشَرِ. 1

پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء بشر ہیں، اور لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

جو شخص یہ کہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سے تھے یا جنات میں سے تو وہ شخص کافر ہے:

وَ مَنْ قَالَ لَا أَدْرِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ إِنْسِيًّا أَوْ جِنِّيًّا يَكْفُرُ. 2

إن النبي عليه السلام بشر، و البشر جنس يلحقهم المعرّة إلا من أكرمهم الله. 3

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں، اور بشر ایک ایسی جنس ہے جسے عیب وغیرہ لاحق ہو سکتا ہے، الا یہ کہ اللہ رب العزت جن پر خصوصی فضل فرمائے وہ اس سے محفوظ رہتے ہیں۔

(جیسے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے ہر عیب سے محفوظ فرمایا)

''قصیدہ بردہ'' میں ایک شعر ہے:

---

1 الشفاء: مقدمة القسم الثالث، ج٢ ص٢٢٤ 2 الفتاوى الهندية: كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ما يتعلق بالأنبياء، ج٢ ص٢٨٥ 3 الفتاوى البزازية: كتاب الألفاظ تكون إسلاماً و كفراً، ج٦ ص٣٢١

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ أَنَّهُ بَشَرٌ     وَأَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

**آپ صلی اللہ کے متعلق ہمارے علم وفہم کی انتہاء یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں، اور آپ تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔**

**اسی طرح قصیدہ ''بدء الأمالي'' کے اس شعر کے تحت:**

إِمَامُ الْأَنْبِيَاءِ بِلَا اخْتِلَافٍ     وَتَاجُ الْأَصْفِيَاءِ بِلَا اخْتِلَالٍ

**محدثِ کبیر شارح مشکاۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:**

اعلم أن البشر ثلاثة أقسام: كامل و مكمل و هم الأنبياء إلخ. 1

**جان لو کہ (جنس) بشر تین قسموں پر ہے، (پہلی قسم) جو کامل اور مکمل ہیں وہ حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔**

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت قرآن کریم کی نص قطعی اور احادیث صحیحہ صریحہ سے ثابت ہے، صحابہ کرام کے اجماعی موقف کے مطابق ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ آپ نوعِ بشر میں سے تھے، یہ صحتِ ایمان کے لئے ضروری ہے، علامہ عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) کے صاحبزادے علامہ ولی الدین عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۶ھ) سے پوچھا گیا:**

هل العلم بكونه صلى الله عليه وسلم بشرا ومن العرب شرط في صحة الإيمان أو من فروض الكفاية؟

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر اور عرب میں سے ماننا صحتِ ایمان کے لئے شرط ہے یا یہ فرض کفایہ ہے؟ تو علامہ ولی الدین عراقی رحمہ اللہ نے جواب دیا:**

فأجاب بأنه شرط فی صحة الإيمان، ثم قال فلو قال شخص أو من

1 ضوء المعالي لبدء الأمالي: شعر نمبر ۲۵ کے تحت، ص ۵۷

بـرسـالة مـحمد صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم إلى جميع الخلق لكن لا أدرى هل هـو مـن البشـر أو مـن الـمـلائكة أو من الجن، أولا أدرى هل هو من العرب أو الـعـجم فلا شك فى كفره لتكذيبه القرآن وجحده ما تلقته قرون الإسلام خلفا عـن سلف وصار معلوما بالضرورة عند الخاص والعام ولا أعلم فى ذلك خلافا فـلـو كـان غبيـا لا يـعرف ذلك وجب تعليمه إياه فإن جحده بعد ذلك حكمنا بكفره انتهى. 1

یہ اعتقاد صحتِ ایمان کے لئے شرط ہے، اگر کوئی شخص کہے کہ میں یہ مانتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہے، لیکن میں نہیں جانتا کہ آپ نوعِ بشر میں سے تھے یا فرشتوں میں سے یا جنات میں سے، یا یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ عرب میں سے تھے یا عجم میں سے، تو اس شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے، کیونکہ یہ شخص تکذیبِ قرآن کا مرتکب ہے، اور اس عقیدے کا انکار کیا ہے جو بعد والے پہلے والوں سے مسلسل نقل کرتے آئے ہیں، اور ہر خاص و عام کے ہاں بدیہی طور پر ثابت ہے، میرے علم میں نہیں ہے کہ اس مسئلے میں کسی نے اختلاف کیا ہو، البتہ اگر کوئی کم سمجھ ہے تو اُسے اس عقیدے کی تعلیم دینا واجب ہے، اگر تعلیم کے بعد بھی وہ اس کا انکار کرے تو ہم اس کے کفر کا حکم دیں گے۔

الحمد للہ راقم نے قرآنِ کریم، مستند احادیث مبارکہ، اقوالِ صحابہ اور امت کے محتاط ترین لوگ فقہاء کے اقوال اختصار کے ساتھ باحوالہ نقل کر دیئے ہیں جو ایک منصف مزاج شخص کے لئے کافی ہیں۔

اس موضوع پر اردو زبان میں کوئی جامع کتاب بندے کی نظر سے نہیں گزری، امام اہلسنت، محقق العصر مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے دیگر اختلافی موضوعات پر مدلل کتابیں تصانیف فرمائیں، مثلاً مسئلہ علمِ غیب پر ’’إزالة الـريـب عـن عقيدة علم الغيب‘‘

1 روح المعاني: سورة آل عمران، آیت نمبر ۱۶۴ کے تحت، ج ۲ ص ۳۲۵

مسئلہ حاضر ناظر پر ’’آنکھوں کی ٹھنڈک‘‘ مسئلہ مختار کل پر ’’دل کا سرور‘‘ اور بدعات کی تردید پر ’’راہ سنت‘‘ تصنیف کی، لیکن اس موضوع پر اپنی دیگر تصانیف کی طرح آپ نے کوئی جامع کتاب تصنیف نہیں کی، اس لئے اس موضوع پر ایک جامع کتاب کی ضرورت تھی، جس میں قرآن وسنت سے دلائل بھی ہوں اور فریقِ مخالف کے شبہات کے جوابات بھی ہوں، تو مناظر اسلام حضرت مولانا علی اکبر جلبانی صاحب مدظلہ نے اس دقیق موضوع پر قلم اُٹھایا اور موضوع کا حق ادا کر دیا، موصوف نے اس کتاب کو دو حصوں پر تقسیم کیا، پہلے حصے میں سات مندرجہ ذیل ابواب قائم کئے:

۱......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل قرآنِ کریم سے

۲......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل احادیثِ مبارکہ سے

۳......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل اقوالِ صحابہ سے

۴......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل مفسرین کے اقوال سے

۵......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل محدثین کے اقوال سے

۶......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل فقہاء کرام کے اقوال سے

۷......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل سلفِ صالحین کے اقوال سے

دوسرے حصے میں چھ مندرجہ ذیل ابواب قائم کئے:

۱......اہلِ بدعت کے قرآن کریم سے کچھ مغالطے اوران کے جوابات

۲......اہلِ بدعت کے احادیث مبارکہ سے کچھ مغالطے اوران کے جوابات

۳......اہلِ بدعت کے اقوال صحابہ سے کچھ مغالطے اوران کے جوابات

۴......اہلِ بدعت کے سلف کے اقوال سے کچھ مغالطے اوران کے جوابات

۵......علمائے دیوبند کے اقوال اوران کے جوابات

۶......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے کے متعلق تحقیق

موصوف نے ہر بات نہایت ٹھوس اور مدلل کی ہے، ہر آیت کی تفسیر میں متعدد مفسرین کے اقوال باحوالہ نقل کیئے، قرآن وحدیث کے سمجھنے میں اپنی فہم کے مقابلے میں سلف صالحین کی فہم کو ترجیح دی، آیات اور احادیث کی تشریح میں فریقِ مخالف کے معتبر اہلِ علم کے اقتباسات بھی نقل کیئے تاکہ خصم کے لئے کوئی حجت باقی نہ رہے، ہر بات کو اصل مآخذ اور مراجع سے نقل کیا۔ موصوف نے صرف اپنے مستحکم دلائل ہی نقل نہیں کیئے بلکہ فریقِ مخالف کے ہر طرح کے شبہات کے دندانِ شکن جوابات بھی دیئے ہیں۔

بندے کے ناقص مطالعے کے مطابق اردو زبان میں اس قدر مفصل اور مدلل کتاب موجود نہیں ہے، موصوف حدیث اور رجالِ حدیث کے شناور ہیں، اور اس فن کے نشیب وفراز سے خوب واقف ہیں، کئی نجی مجالس کے دوران آپ سے استفادے کا موقع ملا، تو علوم ومعارف کے سمندر کو اُمنڈتا ہوا پایا، فنِ حدیث اور فرقِ باطلہ کے متعلق خصوصاً روافض، غیر مقلدیت اور بریلویت کے متعلق حوالہ جات بقید صفحات آپ کو اَزبر ہیں، روافض کی کئی ضخیم کتابوں پر آپ نے نوٹس لگائے ہوئے ہیں۔

موصوف کی اس سے پہلے دو تصانیف: ۱......"حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور ام کلثوم بنت علی کے نکاح کا مدلل ثبوت"۔ ۲......"نور البصر في تحقيق استحباب الركعتين بعد الوتر" اہل علم سے دادِ تحقیق وصول کر چکی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی اس کاوش کو قبول ومقبول فرمائے، اور مصنف کے لئے ذخیرہ آخرت اور راہِ حق کے متلاشیوں کے لئے اِسے رہنما بنائے۔ (آمین)

محمد نعمان

استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

۲۸ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# عرضِ مؤلف

تقریباً ایک سال پہلے ادارہ صراط مستقیم پاکستان کی طرف سے ''مسئلہ نور و بشر کا ایک جائزہ'' کے نام سے ایک مضمون ہاتھ لگا جس میں امت کی غلط رہنمائی کی ناکام کوشش کی گئی تھی اولاً تو میں نے بفضل اللہ اس مضمون کا کامیاب رد لکھ کر مضمون لانے والے حضرات کے حوالے کیا۔ الحمد للہ ان حضرات نے میری اس کاوش کو زبردست سراہا، بعد میں خیال آیا کہ کیوں نہ اس عنوان پر ایک تفصیلی کتاب لکھ کر امت مسلمہ کے سامنے پیش کی جائے تاکہ امت کی صحیح طرح رہنمائی ہو سکے۔ بلاشبہ اس عنوان پر ہمارے دیگر بزرگوں کی تحریرات موجود تھیں ان میں سے خصوصاً امام اہل سنت شیخ التفسیر والحدیث استاذ محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کے فوائد مسمی ''نور و بشر'' قابل ذکر ہیں۔ لیکن اس عنوان پر حضرت کی مستقل تصنیف نہ ہونے کی وجہ سے اس مسئلے میں کچھ نہ کچھ تشنگی باقی تھی اس لیے بندے نے اس عنوان پر قلم اٹھانے کی جسارت کی ہے۔

اس عزم کے ساتھ بندے نے مخالفین کی اس مسئلے پر ایک جامع کتاب مقیاس نور کا بار بار مطالعہ کیا تو مناسب سمجھا کہ اس کتاب کا رد لکھنا درحقیقت اس مسئلے کی وضاحت ہوگی۔ گو اس کے علاوہ بھی مخالفین کی اس عنوان پر لکھی ہوئی دیگر کتب کو متفرق مقامات سے دیکھا مثلاً ''صلات الصفافی نور المصطفی لاحمد رضا خان بریلوی در فتاوی رضویہ''، ''مسئلہ نور و بشر در جاء الحق لاحمد یار خان گجراتی'' و ''مقیاس الحنفیۃ لمحمد عمر اچھروی''، و ''توضیح البیان لغلام رسول سعیدی''، ''نفی الفیٔ لاحمد رضا خان بریلوی در فتاویٰ رضویۃ''، ''ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر

تحقیقی نظر لسعید احمد کاظمی''، ''نور و بشر لفیض احمد اویسی''، ''خیر بشر کی نوری بشریت لعبد الستار ہمدانی''، ''پیکر نور صلی اللہ علیہ وسلم لمحمد عبد الحکیم قادری''، ''عقیدۃ الصالحین فی نور سید المرسلین لسردار محمد نشان''، ''نورانیت مصطفیٰ لپیر محمد منور شاہ''، ''نور و بشر کی حقیقت لمحمد اکرم''، ''خلقت محمدی لمحمد مسعود احمد''، ''بیان خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم محمد نعیم اللہ خان خیالی''، ''بے مثل بشر لمحمد اعظم ابوشاھی''، ''نورانیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن وحدیث سے ثبوت لاحمد رضا قادری عطاری سلطانپوری''، ''نورانیت مصطفیٰ لآصف جلالی'' وغیرہ۔ تو کتاب لکھتے وقت اگرچہ زیادہ تر مقیاس نور سامنے رہا لیکن امید ہے کہ مخالفین کا کوئی ایسا اعتراض باقی نہیں رہا ہوگا جس کا جواب اس کتاب میں نہ آیا ہو۔ نیز یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ کتاب مقیاس نور کا حرف بحرف رد نہیں بلکہ اس کی ہر اس بات کا رد ہے جو عام قاری کے ذہن کو تشویش میں ڈالے البتہ اس کی ظاہر البطلان عبارات کی طرف توجہ دینے سے اعراض کیا گیا ہے۔ تو بندے نے اولاً اپنے عقیدے کے ثبوت پر قرآن وحدیث سے بہت سارے دلائل لکھے ہیں اور بعد میں خصوصاً اس کتاب یعنی مقیاس نور اور تبعاً بریلویوں کے دیگر کتب کی بعض قابل اعتناء عبارات کا جواب لکھا ہے۔ بندہ اس کوشش میں کتنا کامیاب ہوا ہے اس کا فیصلہ تو قارئین حضرات ہی کرینگے لیکن میں اپنے رب تعالیٰ جل جلالہ سے امید رکھتا ہوں کہ یہ کتاب ان شاء اللہ العزیز بہت سارے لوگوں کے لیے ہدایت کا سبب بنے گا۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اس تحریر کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اسے امت کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے اور مجھ فقیر اور میرے پیارے والدین اور میرے مربی ومرشد علامۃ العصر حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ اور دیگر اساتذہ کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے۔

نیز اس مقام پر میں اپنے مخلص دوست مناظر اسلام استاذ الحدیث حضرت مولانا

مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ العالی کوبھی ہرگز نہیں بھلا سکتا جس نے زندگی کے ہر موڑ پر مجھ فقیر کی رہنمائی فرمائی اور قدم بقدم حوصلہ افزائی فرمائی۔ فجزاه الله أحسن الجزاء۔

آمین یارب العلمین

علی اکبر جلبانی عفی عنہ

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

...../ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

# تقدیم

عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهاقالت قال رسول الله ﷺ خلقت الملائكة من النور وخلق الجان من مارج من النار و خلق آدم مما وصف لكم. 1

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں اور جن بھڑکتے ہوئے آگ کے شعلے سے پیدا کیے گئے اور آدم (علیہ السلام) کو اسی چیز سے پیدا کیا گیا ہے جو آپ کے لیے بیان کی گئی ہے۔ (یعنی مٹی سے)

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ذوی العقول مخلوق کی تین قسمیں ہیں انسان جن اور فرشتے جن کو ناری، فرشتوں کو نوری اور انسان کو خاکی مخلوق کہا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے سب سے زیادہ فضیلت اور مرتبہ حضرت انسان یعنی بشر کو عطا فرمایا ہے یہی وجہ کہ اہل سنت والجماعۃ کا یہ متفقہ نظریہ ہے کہ انسان یعنی بشر اشرف المخلوقات ہے اس میں اہل سنت والجماعۃ کا کوئی اختلاف نہیں چنانچہ:

## بشر کی افضلیت پر اہل سنت کا اجماع

۱۔ شارح مسلم علامہ یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۶۷۶) فرماتے ہیں:

ان مذهب اهل السنة ان الآدميين افضل من الملائكة وهو صلى الله عليه وسلم افضل الآدميين.

1 الصحيح المسلم لمسلم بن الحجاج (المتوفى ٢٦١) ج٤ ص:٢٢٩٤ (رقم الحديث ٢٩٩٦) ناشر دار احياء التراث العربى

**عبارت کا مفہوم:** اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ آدمی فرشتوں سے **افضل** ہے اور آپ ﷺ تمام آدمیوں سے **افضل** ہیں۔ 1

**۲- شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۲۸) فرماتے ہیں:**

وھٰذا ھو المشھور عند المنتسبین الیٰ السنۃ من اصحاب الائمۃ الاربعۃ وغیرھم وھو ان الانبیاء والاولیاء افضل من الملائکۃ. 2

**عبارت کا مفہوم:** اہل سنت والجماعۃ ائمہ اربعہ وغیرہ کے ہاں مشہور یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام فرشتوں سے **افضل** ہیں۔

**اور آگے فرماتے ہیں:**

ان السلف الاولین کانو یتناقلون بینھم ان صالحی البشر افضل من الملائکۃ من غیر نکیر منھم لذالك ولم یخالف احد منھم فی ذالك. 3

**عبارت کا مفہوم:** سلف صالحین ایک دوسرے سے **بغیر** کسی چوں چرا اور اختلاف کے نقل کرتے آئے ہیں کہ نیک انسان فرشتوں سے **افضل** ہیں۔

**۳- محدث زمانہ علی بن محمد المعروف بملا علی القاری (متوفی ۱۰۱۴) فرماتے ہیں:**

ان مذھب اھل السنۃ ان الآدمی افضل من الملائکۃ وھو صلی اللہ علیہ وسلم افضل الآدمیین. 4

**ترجمہ:** اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ آدمی فرشتوں سے **افضل** ہے اور آپ ﷺ تمام

1 شرحُ لیحیٰ بن شرف النووی علیٰ مسلم ج۱۵ ص:۳۷ ناشر دار احیاء التراث العربی 2 مجموع الفتاویٰ لاحمد بن عبد الحلیم المعروف بابن تیمیۃ ج٤ ص:٣٤٤ ناشر مجمع الملك فھد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ النبویۃ 3 مجموع الفتاویٰ لاحمد بن عبد الحلیم المعروف بابن تیمیۃ ج٤ ص:٣٦٩ ناشر مجمع الملك فھد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ النبویۃ 4 مرقاۃ المفاتیح لعلی بن محمد المعروف بملا علی القاری ج۹ ص: ۳۶۷۲ ح ۵۷۴۱ ناشر دار الفکر بیروت لبنان

آدمیوں سے افضل ہیں۔

## بشر کی افضلیت میں اہل سنت کے ساتھ معتزلہ کا اختلاف

البتہ معتزلہ کا مذہب اس کے خلاف ہے۔ چنانچہ ابن تیمیۃ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸) فرماتے ہیں:

وذھبت المعتزلة الیٰ تفضیل الملائکة علی البشر. 1

عبارت کا مفہوم: معتزلہ کا یہ عقیدہ ہے کہ فرشتہ انسان سے افضل ہے۔

نیز علامہ علی بن محمد الخازن (متوفی ۷۴۱) فرماتے ہیں:

فضلو علیٰ جمیع الخلق الا علیٰ الملائکةو ھذا مذھب المعتزلة. 2

ترجمہ: اولاد آدم کو فرشتوں کے علاوہ تمام مخلوق پر فضیلت دی گئی ہے یہ معتزلہ کا مذہب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو اشرف المخلوقات نہ ماننا یہ خروج از اہل سنت ہے۔

البتہ انسان کے افضل المخلوقات ہونے پر قرآن اور حدیث سے دلائل اور بریلوی علماء کے اقوال حاضر ہیں:

## بشر کی افضلیت پر دلائل (اولاً: قرآن کریم سے دلائل)

دلیل: ۱ – ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىٓ آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا﴾

ترجمہ: اور بیشک ہم نے اولاد آدم کو معزز بنایا اور ان کو خشکی اور تری میں سیر کروایا اور

---

1 مجموع الفتاویٰ لاحمد بن عبد الحلیم المعروف بابن تیمیة ج٤ ص:٣٥٦ ناشر مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشریف المدینة النبویة 2 لباب التأویل لعلی بن محمد الخازن ج٣ ص: ١٣٨ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا فرمایا اور ان کو اپنی پیدا کردہ بہت ساری مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔ (سورہ اسراء آیت نمبر ۷۰)

تشریح: آیت کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنی پوری مخلوق میں سے بشر کو سب سے زیادہ عزت اور فضیلت عطا فرمائی ہے کیوں کہ آیت کریمہ میں بہت ساری مخلوق سے مراد کل مخلوق ہے۔

# اس آیت کریمہ کی تفسیر مفسرین عظام سے

## ۱-علامہ منصور بن محمد المروزی السمعانی (متوفی ۴۸۹) رحمہ اللہ تعالیٰ سے:

مفسر زمانہ علامہ منصور بن محمد المروزی السمعانی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یجوز ان یذکر الاکثر ویراد به الکل والاولیٰ ان یقال ان البشر افضل من الملائکة. 1

عبارت کا مفہوم: جائز ہے کہ یہاں اکثر سے مراد کل ہو اور اولیٰ یہی ہے کہ یہ کہا جائے کہ بشر فرشتوں سے افضل ہے۔

## ۲-حسین بن مسعود البغوی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۵۱۰) سے:

مفسر زمانہ حسین بن مسعود البغوی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

فقال قوم فضلو علیٰ جمیع الخلق و علیٰ الملائکة کلهم وقد یوضع الاکثر موضع الکل کما قال تعالیٰ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَى مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِيْنُ الیٰ قوله تعالیٰ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُون ای کلهم. 2

1 تفسیر سمعانی لمنصور بن محمد المروزی السمعانی ج۳ ص:۲٦۳ ناشر دار الوطن الریاض

2 معالم التنزیل لحسین بن مسعود البغوی ج۳ ص:۱٤٥ ناشر دار احیاء التراث العربی

ترجمہ: ایک قوم نے کہا ہے کہ اولاد آدم کو پوری مخلوق اور تمام ملائکۃ پر فضیلت دی گئی ہے اور کبھی لفظ کل کی جگہ اکثر کا لفظ رکھا جاتا ہے لیکن مراد اس سے کل ہوتا ہے جیسے کہ اللہ رب العالمین کے مذکورہ بالا فرمان یعنی (وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُون) میں اکثر کے لفظ سے مراد کل ہے۔

نوٹ: اس عبارت میں قوم سے مراد اہل سنت والجماعت ہے جیسے کہ آگے آئیگا۔

## ۳- علامہ ابوالبرکات النسفی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۱۰) سے:

مفسر زمانہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا اى على الكل كقوله وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُون قال الحسن اى كلهم. 1

عبارت کا مفہوم: حسن بصری فرماتے ہیں کہ یہاں آیت کریمہ میں کثیر سے مراد کل ہے یعنی اللہ پاک نے اولاد آدم کو پوری مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ جیسے کہ (وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُون) میں اکثر سے مراد کل ہے۔

## ۴- علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۱۲۷) سے:

مفسر زمانہ علامہ اسماعیل حقی اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا يعنى علىٰ الملائكة لانهم الخلق الكثيرمن خلق الله تعالىٰ 2

عبارت کا مفہوم: آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ اولاد آدم کو فرشتوں پر فضیلت دی

1 مدارك التنزيل لابى البركات عبد الله بن احمد النسفى ج٢ ص:٢٦٩ ناشر دار الكلم الطيب

2 روح البيان لاسماعيل حقى ج٥ ص:١٨٦ ناشر دار الفكر بيروت

گئی ہے کیوں کہ اللہ پاک فرماتے ہیں ہم نے اولاد آدم کو بہت ساری مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور بہت ساری مخلوق چوں کہ فرشتے ہیں اس لیے آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ بشر کو اللہ پاک نے فرشتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔

## ۵- بریلویوں کے مولوی نعیم الدین مرادآبادی (متوفی ۱۳۶۷) سے:

بریلویوں کا صدرالافاضل مولوی نعیم الدین مرادآبادی اس آیت کی تفسیر کے تحت لکھتا ہے:

حسن کا قول ہے کہ اکثر سے کل مراد ہے اور اکثر کا لفظ کل کے معنیٰ میں بولا جاتا ہے قرآن کریم بھی ارشاد ہوا: وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُون اور وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا میں اکثر بمعنی کل ہے لہٰذا ملائکہ بھی اس میں داخل ہیں.........حدیث شریف میں ہے کہ مؤمن اللہ کے نزدیک ملائکہ سے زیادہ کرامت رکھتا ہے۔ 1

## دلیل:۲-

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۔

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنھوں نے ایمان لایا اور نیک اعمال کیے وہ مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔ (سورۃ بینہ آیت نمبر-۷)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مؤمن بشر اشرف المخلوقات ہے۔

## اس آیت کی تفسیر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۵۷) سے:

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صحابیٔ رسول سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے:

1 خزائن العرفان لصدر الافاضل مولوی نعیم الدین مرادآبادی حاشیہ کنز الایمان ص۵۲۰ ناشر ضیاء الدین پبلیکیشنز لاہور

اتعجبون من منزل الملائکة من الله والذی نفسی بیده لمنزلة العبد المؤمن عند الله یوم القیٰمة اعظم من منزلة ملك واقرئوا ان شئتم إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُوْلَئِكَ هُمْ خَيرُ الْبَرِيَّة. 1

عبارت کا مفہوم: کیا تم اللہ پاک کے نزدیک فرشتوں کے مرتبے پر تعجب کرتے ہو اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے بلا شبہ قیامت کے دن مؤمن کا مرتبہ اللہ پاک کے نزدیک فرشتے سے اونچا ہوگا۔

## دلیل ۳۔

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾

ترجمہ: بے شک ہم نے انسان کو اچھی صورت پر بنایا۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان فرشتوں سے بھی زیادہ خوبصورت ہوتا ہے کوئی مخلوق خوبصورتی میں انسان کا مقابلہ نہیں کرسکتی اس سے پتہ چل گیا کہ انسان کی اللہ پاک کے نزدیک ایک خاص اہمیت ہے جو دوسری مخلوق کو حاصل نہیں ہے۔

## اس آیت کریمہ کی تفسیر بریلویوں کے مولوی احمد یار گجراتی سے:

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بریلوی مولوی احمد یار خان گجراتی اپنے کنز الایمان کے حاشیہ نور العرفان میں لکھتا ہے:

رب نے انسان کو اپنے دست قدرت سے بنایا اس لیے اس کو بشر کہتے ہیں یعنی رب کے ہاتھ سے بنائی ہوئی مخلوق مباشرت بالید سے بنا نیز اسے بنانے سے پہلے اس کی عظمت وخلافت کا اعلان فرما کر فرشتوں کو اس کے سجدے کے لیے تیار فرمایا پھر اسے انوکھی

1 تفسیر ابن ابی حاتم (المتوفی ۳۲۷) ج ۱۰ ص: ۳۴۵۴ ناشر مکتبة نزار مصطفیٰ الباز –المملکة العربیة السعودیة

صورت بخشی قامت سید ہی صورت جمیل کہ جنات، فرشتے بھی اس پر فریفتہ ہوتے ہیں بلکہ اللہ کا محبوب بھی انسان ہی بنا صلی اللہ علیہ وسلم۔ 1

# ثانیاً: حدیث مبارکہ سے دلائل

## ۱-حضرت ابو ہریرہ (متوفی ۵۷) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

عن ابی ہریرۃ و ابن عباس قالا خطبنا رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم خطبۃ ------------قال بل انتم افضل من الملائکۃ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ تم لوگ فرشتوں سے افضل ہو۔ 2

## ۲-حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص (متوفی ۶۳) سے:

عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الملائکۃ قالت یا ربنا اعطیت بنی آدم الدنیا یأکلون فیھا و یشربون و یلبسون و نحن نسبح بحمدك و لانأکل ولانشرب ولانلھوو کما جعلت لھم الدنیا فاجعل لنا الآخرۃ قال لااجعل صالح ذریۃ من خلقت بیدی کمن قلت لہ کن فکان. 3

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

1 نورالعرفان حاشیہ کنزالایمان لاحمد یارخان گجراتی ص:۱۷ ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات 2 مسند الحارث لابی محمد الحارث بن محمد(المتوفی ۲۸۲)ج۱ ص:۳۰۹ ناشر مرکز خدمۃ السنہ والسیرۃ النبویۃ- المدینۃ المنورۃ المعجم الکبیر لسلیمان بن احمد (المتوفی ۳۶۰) ج۱۳ ص:۶۵۸ (رقم الحدیث ۱۴۵۸۴) 3 مسانید عبد اللہ بن عمر و بن عاص/ مسند الشامیین لسلیمان بن احمد ج۱ ص:۲۹۸ حدیث نمبر۵۲۱ مؤسسۃ الرسالۃ -بیروت

وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے اللہ پاک سے عرض کیا ای ہمارے رب آپ نے اولاد آدم کو دنیا عطا فرمائی ہے وہ کھاتے پیتے ہیں اور پہنتے ہیں اور ہم آپ کی تسبیح اور حمد بیان کرتے ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور نہ ہی کھیل کھود کرتے ہیں جس طرح آپ نے ان دنیا ان کو عطا فرمائی ہے اسی طرح آخرت صرف ہمیں عطا فرما تو اللہ پاک نے فرمایا کہ جس شخصیت یعنی آدم علیہ السلام کو میں اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اس کی نیک اولاد کو ان کی طرح نہیں کروں گا جن کو یعنی فرشتوں کو میں نے اپنے کن فیکون کے حکم سے بنایا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بشر فرشتوں سے افضل ہے۔ کیوں کہ بشر دست خداوندی سے پیدا ہوا ہے جبکہ فرشتے اس فضیلت سے قاصر ہیں۔ نیز جنت انسانوں کے ساتھ خاص کرنا یہ بھی فرشتوں سے افضل ہونے کی دلیل ہے۔ تو جب بشر فرشتوں سے افضل ہوا تو اشرف المخلوقات ہوا کیوں کہ جب فرشتہ بشر سے افضل نہیں ہوا تو اور کونسی مخلوق بشر سے آگے بڑھ سکتی ہے۔

## ثالثاً: بریلوی علماء کے اقوال سے

### ا۔ بریلویوں کے حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی سے:

بریلویوں کے حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی لکھتے ہیں:

درد دل ہی تو وہ چیز ہے جس کی وجہ سے انسان ملائکہ سے افضل ہوا۔ 1

نیز لکھتے ہیں:

زید تو اشرف المخلوقات انسان ہوا۔ 2

قارئین کرام چونکہ بشر تمام مخلوق سے اعلیٰ اور افضل اور اور اشرف ہے اس لیے اہل

1 جاء الحق لاحمد یار گجراتی حصہ اول ص: ۴۳۴ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

2 جاء الحق لاحمد یار گجراتی حصہ اول ص: ۱۷۶ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

اسلام کا عقیدہ ہے کہ جب تمام مخلوق میں افضل مخلوق بشر ہے تو لامحالہ انبیاء کا بشر ہونا ہی ان کی عظمت اور شان ہے۔

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی اس طرح کہ آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اقدس یعنی حقیقت اور جنس کے لحاظ سے بشر ہیں اور خاکی مخلوق ہیں البتہ ہادی ہونے کے اعتبار سے نور ہدایت ہیں۔ جیسے کہ امام اہل سنت حضرت شیخ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

ہمارا ایمان اور تحقیق یہ ہے کہ امام الرسل خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر بھی ہیں اور نور بھی۔ جنس اور ذات کے لحاظ سے تو آپ بشر ہیں اور صفت و ہدایت کے اعتبار سے آپ نور ہیں۔ 1

لہٰذا راقم کہتا ہے کہ نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور لقب ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معنیٰ کے لحاظ سے نور کہنا بھی جائز ہے کیونکہ نور کی معنیٰ ہے ''روشنی'' اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس معنی میں روشنی ہیں کہ جس طرح تاریکی میں پوشیدہ چیزوں کو روشنی ظاہر کر دیتی ہے اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر کی تاریکی میں پوشیدہ ہدایت کو ظاہر فرمایا۔ لیکن یاد رہے کہ کسی چیز کا کوئی بھی لقب اس چیز کو اپنی حقیقت سے کبھی بھی نہیں نکال سکتا جیسے کہ اگر کسی شخص کا لقب وزیر اعظم ہو تو وہ اس لقب کی وجہ سے اپنی حقیقت یعنی بشریت سے نہیں نکلے گا بلکہ ذات کے اعتبار سے اسی طرح بشر کہلائیگا جیسے پہلے تھا اسی طرح نور کا لقب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حقیقت یعنی جنس بشریت سے نہیں نکالے گا لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب جب نور ہوا تو

1 تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین لشیخنا محمد سرفرا خان صفدر ص: ۸۴ ناشر مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں ہوئے یہ نظریہ عقلاً ونقلاً باطل ہے۔

# عقیدہ بشریت الرسول ضروریات دین میں سے ہے

## ۱- علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل الطحطاوی (متوفی ۱۲۳۱) سے:

علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل الطحطاوی الحنفی لکھتے ہیں:

ویشترط لصحة الایمان به ﷺ معرفة اسمه اذ لاتتم المعرفة الا به وكونه بشرا من العرب. 1

**عبارت کا مفہوم:** آپ علیہ الصلاۃ والسلام پر ایمان کے صحت کے لیے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے نام اور عرب میں سے بشر ہونے کی معلومات شرط ہے (جب تک کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشریت کا علم نہیں تب تک اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی صحیح نہیں ہے لہٰذا صحیح ایمان کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر ماننا ضروری ہوگا)

## ۲- علامہ محمد بن عبدالباقی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۱۲۲) سے:

حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی فرماتے ہیں:

فان قلت هل العلم بكونه ﷺ بشرا ومن العرب شرط فی صحة الایمان اوهومن فروض الكفاية ؟اجاب الشيخ ولی الدين بن العراقی الحافظ ابن الحافظ انه شرط فی صحة الايمان قال فلو قال شخص أُومن برسالة محمد صلى اللہ عليه وسلم الیٰ جميع الخلق لكن لا ادری هل هو من البشر او من الملائكة او من الجن او لا ادری هو من العرب او العجم ؟فلا شك فی

1 حاشية الطحطاوی لاحمد بن محمد بن اسماعيل الطحطاوی الحنفی ص:١٠ ناشر قديمی كتب خانه كراتشی باكستان

کفرہ لتکذیبہ القرآن وجحدہ ما تلقتہ قرون الاسلام خلفاً عن سلف و صار معلوماً بالضرورۃ عند الخاص والعام ولا اعلم فی ذالک خلافاً فلو کان غبیاً لایعرف ذالک وجب تعلیمہ ایاہ فان جحدہ بعد ذالک حکمنا بکفرہ. 1

**عبارت کا مفہوم:** پھر اگر آپ کہو گے کہ کیا یہ علم رکھنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں اور عرب میں سے ہیں یہ صحت ایمان کے لیے شرط ہے یا فرض کفایہ ہے؟ (کہ بعض لوگوں کو اس کا علم کافی ہے تمام لوگوں کو یہ معلومات رکھنا ضروری نہیں ہے) تو ولی الدین العراقی نے فرمایا کہ یہ علم رکھنا صحت ایمان کے لیے شرط ہے اور فرمایا اگر کسی شخص نے کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر تو ایمان رکھتا ہوں لیکن یہ نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر میں سے ہیں یا فرشتوں میں سے ہیں یا جن میں سے ہیں۔ اور یہ بھی نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عربی ہیں یا عجمیوں میں سے ہیں تو ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے کیوں کہ اس نے قرآن کریم کو جھٹلایا ہے اور اس عقیدے کا انکار کیا ہے جس کو اہل اسلام خلفاً عن سلف یعنی پے در پے نقل کرتے آئے ہیں اور ہر خاص اور عام کے ہاں بدیہی طور پر ثابت ہے۔ میرے علم میں نہیں کہ اس مسئلے میں کسی نے اختلاف کیا ہو۔ پس اگر غبی ہے اور نہیں سمجھتا ہے تو اس کو اس نظریے کی تعلیم دینا واجب ہے اگر پھر بھی انکار کرے تو ہم اس پر کفر کی فتویٰ دینگے۔

## ٣- علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ١٢٧٠) سے:

حضرت علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں:

وقد سئل الشیخ ولی الدین العراقی ھل العلم بکونہ ﷺ بشرا ومن

---

1 شرح الزرقانی علیٰ المواھب اللدنیۃ لمحمد بن عبد الباقی ج٨ ص:٣٥٦ ناشر دار الکتب العربیۃ –بیروت

العرب شرط فی صحة الایمان او من فروض الکفایة ؟فاجاب بانه شرط فی صحة الایمان ثم قال فلو قال شخص اومن برسالة محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الیٰ جمیع الخلق لکن لا ادری هل هو من البشر او من الملائکة او من الجن او لا ادری هل هو من العرب او العجم ؟فلا شك فی کفره لتکذیبه القرآن و جحده ما تلقته قرون الاسلام خلفاً عن سلف و صار معلوماً بالضرورة عند الخاص والعام ولا اعلم فی ذالك خلافاً فلو کان غبیاً لایعرف ذالك وجب تعلیمه ایاه فان جحده بعد ذالك حکمنا بکفره. 1

**عبارت کا مفہوم:** شیخ ولی الدین العراقی سے پوچھا گیا کہ کیا یہ علم رکھنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں اور عرب میں سے ہیں یہ صحت ایمان کے لیے شرط ہے یا فرض کفایہ ہے (کہ بعض لوگوں کو اس کا علم کافی ہے تمام لوگوں کو یہ معلومات رکھنا ضروری نہیں ہے) تو ولی الدین العراقی نے فرمایا کہ یہ علم رکھنا صحت ایمان کے لیے شرط ہے پھر فرمایا اگر کسی شخص نے کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر تو ایمان رکھتا ہوں لیکن یہ نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر میں سے ہیں یا جن میں سے ہیں یا فرشتوں میں سے ہیں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عربی ہیں یا عجمیوں میں سے ہیں تو ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے کیوں کہ اس نے قرآن کریم کی تکذیب کی ہے اور اس عقیدے کا انکار کیا ہے جس کو اہل اسلام خلفاً عن سلف یعنی پے در پے نقل کرتے آئے ہیں اور ہر خاص اور عام کے ہاں بدیہی طور پر ثابت ہے۔ میرے علم میں نہیں کہ اس مسئلے میں کسی نے اختلاف کیا ہو۔ پس اگر غبی ہے اور نہیں سمجھتا ہے تو اس کو اس نظریے کی تعلیم دینا واجب ہے اگر پھر بھی انکار کرے تو ہم اس پر کفر کی فتویٰ دینگے۔

1 روح المعانی لسید محمود آلوسی ج٢ ص:٣٢٥ ناشر دار الکتب العربیة –بیروت

## ۴- شیخ نظام الدین اور (۵۰۰) علمائے ہند سے:

شیخ نظام الدین اور علمائے ہند کی ایک جماعت فرماتی ہے:

و من قال لاادری ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان انسیا او جنیاً یکفر. 1

عبارت کا مفہوم: جو شخص یہ کہے کہ میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے یا جن تو اس شخص پر کفر کا فتوی صادر کیا جائیگا۔

# مسئلہ نور و بشر کے متعلق بریلوی علماء کی متعارض عبارات

## ۱- مجدد بریلویت مولوی احمد رضا خان بریلوی (متوفی ۱۳۴۰) سے:

مجدد بریلویت مولوی احمد رضا خان بریلوی اپنے قرآن کریم کے ترجمے کنز الایمان میں آیت کریمہ ﴿قُلۡ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٞ مِّثۡلُكُمۡ﴾ کا غلط ترجمہ کرتے ہوئے اپنے بد عقیدگی کو ظاہر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔

نیز یہی مولوی لکھتا ہے:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری صورت بشری اور باطن ملکی ہے۔ 2

ان دونوں عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی احمد رضا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشریت نہیں مانتا صرف ظاہری صورت بشری مانتا ہے۔

لیکن پھر یہی مولوی صاحب پلٹ کر لکھتا ہے:

---

1 الفتاویٰ الھندیة لشیخ نظام و علماء الھند ج ۲ ص:۲٦۳ ناشر دار الفکر بیروت

2 فتاوی رضویہ لمولوی احمد رضا خان بریلوی ج٦ ص:۱۴۵ ناشر دار العلوم امجدیہ کراچی

خطیب نے کتاب المتفق والمفترق میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من مولود الا وفی سرته تربته التی خلق منها حتیٰ یدفن فیها وانا و ابوبکر و عمر خلقنا من تربة واحدة فیها ندفن. 1

ہر بچہ کی ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا یہاں تک کہ اس میں دفن کیا جائیگا اور میں اور ابوبکر وعمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہونگے۔

نیز یہی احمد رضا بریلوی لکھتا ہے:

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح وملائکہ سے ہزار جگہ الطف (ہیں) 2

نیز یہی مولوی صاحب لکھتا ہے:

اور جو مطلقاً حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے قال تعالیٰ:

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَراً رَّسُولًا﴾ 3

قارئین کرام آپ مذکور مولوی صاحب کی ان عبارات کو اگر پڑھ چکے ہونگے تو آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ مولوی احمد رضا ان مذکورہ بالا عبارات میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی بشریت کا واشگاف الفاظ میں اقرار کررہا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکی مخلوق ہونے کی بھی تصریح کررہا ہے۔ اگر بریلوی اسی پر قائم رہیں اور ادھر ادھر کی دوسری خرافات سے گریز کریں تو امت مسلمہ سے کم از کم نور و بشر کے مسئلے پر جھگڑا ختم ہوجائے گا۔

---

1 فتاویٰ افریقیہ لمولوی احمد رضا خان بریلوی ص:۹۱ ناشر نذیر سنز پبلشرز ۴۰ اردو بازار لاہور

2 نفی الفیئ لاحمد رضا خان در فتاوی رضویہ ج ۳۰ ص: ۱۰۷ ناشر جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

3 فتاوی رضویہ لمولوی احمد رضا خان بریلوی ج ۴ ص: ٦٧ ناشر مکتبہ رضویہ کراچی

بریلویوں کی مثال ان مشرکین مکہ کی طرح ہے کہ جب وہ لوگ بیت اللہ کا طواف کرتے تو کہتے: لبیك لا شریك لك ہم آپ کے لیے حاضر ہیں آپ کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے: ویلکم قد قد تمہارے لیے ویل ہو صرف اتنا ہی کہو۔ لیکن وہ لوگ آگے یہ بھی کہہ دیتے: الا شریکا هو لك تملكه مگر آپ کا وہ شریک ہے جس کے آپ خود مالک ہیں۔ دیکھیے : 1

اسی طرح جب بریلوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں تو ہم بھی ان سے کہتے ہیں کہ بس اتنا ہی کہو لیکن یہ لوگ آگے یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ نہیں اللہ پاک کے ذاتی نور سے بھی پیدا ہوئے ہیں جب کہ اس کے ثبوت پیش کرنے سے پوری بریلویت عاجز ہے۔

## ۲- بریلویوں کے مولوی نعیم الدین مرادآبادی (متوفی ۱۳۶۷) سے:

بریلویوں کا صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی لکھتا ہے:

انبیاء وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے یہ وحی کبھی فرشتے کے معرفت آتی ہے کبھی بے واسطہ۔ 2

اور یہی مولوی صاحب آیت کریمہ ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

خواص بشر یعنی انبیاء علیہم السلام خواص ملائکہ سے افضل ہیں۔ 3

قارئین کرام آپ دیکھ رہے ہیں کہ بریلویوں کا یہ مفتی صاحب اپنی ان عبارات

1 الصحيح لمسلم بن حجاج (المتوفى ٢٦١) ج٢ ص٨٤٣ (ح١١٨٥) باب التلبية وصفتها ووقتها ناشر دار احياء التراث العربى بيروت

2 کتاب العقائد لمولوی نعیم الدین مرادآبادی ص:٨ ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

3 خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان لمولوی نعیم الدین مرادآبادی ص:٥٢٠ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

میں صاف الفاظ میں انبیا علیہم السلام کی بشریت کا اقرار کرتا ہے لیکن پھر پلٹ کر آیت کریمہ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کی تفسیر کے تحت لکھتا ہے:

اس آیت کریمہ میں آپ کو اپنی ظاہری صورت بشریہ کے بیان کا اظہار تواضع کے لیے حکم فرمایا گیا۔ 1

نعیم الدین کی اس عبارت سے معلوم ہو رہا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ظاہری صورت میں بشر سمجھتا ہے حقیقت بشریہ کا انکار کرتا ہے۔

## ۳- بریلویوں کے حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی سے:

بریلویوں کا حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر بھی ہیں نور بھی ہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول بھی ہیں نبی بھی۔ 2

اور یہی مولوی صاحب لکھتا ہے:

محمد بشر لا کالبشر      یاقوت حجر لا کالحجر 3

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں لیکن عام بشر نہیں جیسے یاقوت پتھر ہیں عام پتھر نہیں۔

اور آگے لکھتا ہے:

ہم بھی عقیدے کے ذکر میں کہتے ہیں کہ نبی بشر ہوتے ہیں۔ 4

---

1 خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان لمولوی نعیم الدین مرادآبادی ص:۵۴۹ ناشر ضیاء الین پبلیکیشنز لاہور

2 تفسیر نعیمی لمولوی احمد یار خان گجراتی ج ٦ ص:۳۰۴ مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور

3 جاء الحق وزھق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج ا ص:۱۸۱- ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

4 جاء الحق وزھق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج ا ص:۱۸۲- ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

نیز لکھتا ہے:

انبیا کی بشریت ان کا کمال ہے۔ 1

اور یہی مولوی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے:

حضور علیہ السلام اللہ کا نور بھی ہیں اللہ کی دلیل بھی ہیں حق بھی ہیں حضور کے یہ تمام القاب قرآن میں ہیں۔ 2

احمد یار خان کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نور اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نہیں کہ اس نور سے بنے ہوں کیونکہ صاحب لقب لقب سے بنتا نہیں ہے مثلاً ایک شخص کا لقب عالم و مفتی ہے تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جائیگا کہ علم ایک مادہ ہے اور اس سے یہ شخص پیدا ہوا ہے بلکہ کہا جائیگا کہ اس شخص کا لقب اگرچہ عالم و مفتی ہے لیکن ہے خاکی مخلوق جیسے کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَابٍ﴾ اسی طرح نور اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے لیکن یہ نہیں کہا جائیگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور سے پیدا ہوئے ہیں کیونکہ لقب کسی بھی چیز کو اپنی حقیقت سے خارج نہیں کرتا۔

قارئین کرام آپ بریلویوں کے اس مفتی کی عبارات پڑھ چکے جن سے معلوم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنس بشر میں سے ہیں اور نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے لیکن یہی مفتی پلٹ کر لکھتا ہے:

نبی جنس بشر میں آتے ہیں اور انسان ہی ہوتے ہیں جن یا بشر یا فرشتہ نہیں ہوتے۔ 3

1 جاء الحق وزھق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج اص:۱۷۹-ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

2 نور العرفان حاشیہ کنز الایمان لمولوی احمد یار خان گجراتی ص:۱۲۷ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات

3 جاء الحق وزھق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج اص:۱۷۳ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور طبع ۲۸ اور ج اص:۱۵۹ناشر مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور

اس عبارت میں بریلوی مفتی ایک طرف سے انبیاء کو جنس بشر میں سے بتا رہا ہے دوسری طرف سے کہتا ہے نبی بشر یا جن یا فرشتہ نہیں ہوتا۔ تو اس عبارت میں واضح الفاظ میں بریلوی مفتی احمد یار گجراتی بشریت انبیاء کا انکار کر رہا ہے۔

اور یہی مولوی لکھتا ہے:

وہابیہ اور دیوبندیہ کا حضور علیہ السلام کی بشریت کے پیچھے پڑ جانا محض بے دینی ہے ان کو بشر ماننا ایمان نہیں۔ بلکہ ان کو مصطفیٰ ماننا رحمۃ للعالمین ماننا ایمان ہے۔ 1

اور آگے لکھتا ہے:

اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لھٰذا فرمایا گیا ای کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں۔ شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے............ طوطے کے سامنے آئینہ رکھ کر اور خود آئینے کے پیچھے کھڑے ہو کر بولتے ہیں تا کہ طوطا اپنا عکس آئینہ میں دیکھ کر سمجھے کہ یہ میرے جنس کی آواز ہے۔ 2

بریلوی مفتی کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف صورۃً بشر مانتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشریت نہیں مانتا ہے وہ اس طرح کہ یہ اپنی اس عبارت میں کہنا یہ چاہتا ہے کہ جس طرح شکاری طوطے کے سامنے آئینہ رکھ کر اس کو اپنے آپ کو طوطا بتاتا ہے جبکہ حقیقت میں طوطا نہیں ہوتا اسی طرح آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی کفار کو شکار کرنے کے لیے اپنے آپ کو بشر بتایا لیکن حقیقت میں بشر نہیں تھے۔

1 تفسیر نعیمی لاحمد یار خان گجراتی ج ا ص:۱۰۰ ناشر مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور

2 جاء الحق وزھق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج ا ص:۶۷ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

## ۴-بریلویوں کے مناظر اعظم ابو محمد عمر اچھروی سے:

بریلویوں کا جنید زمان پیر طریقت مناظر اعظم ابو عبد الوہاب محمد عمر اچھروی لکھتا ہے: عقیدہ احناف یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نور محض پیدا کیا اور نور ہی رہے اور نور ہی رہینگے ہاں ہمارے نفعے کے واسطے لباس انسانی پہنا کر دنیا کے سامنے مبعوث فرمایا۔ 1

اور آگے لکھتا ہے: اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ بشر کلام نہیں کر سکتا سوائے ان تین مذکورہ طریقوں کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ بالمشافہ ہمکلام ہوئے۔ 2

(اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں تھے راقم)

اور یہی مصنف لکھتا ہے:

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بشر بلا حجاب خداوند کریم سے ہمکلام نہیں ہو سکتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا حجاب ہمکلام ہونا آپ کی محض بشریت کی نفی کرتا ہے............
تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشری نہ تھی بلکہ حقیقت نوری تھی اور نور محض کو جمعیت انسانی عطا فرما کر والدہ کے شکم پاک پاک جسمیت انسانی کے سمیت نور کا ظہور فرمایا اور آپ کا لباس انسانی ہماری خاطر تھا۔ 3

اور آگے لکھتا ہے:

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقۃ بشریۃ کی نفی کی دوسری دلیل: بشریت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی جیسا کہ قرآن کریم کی آیت سے ثابت ہے......حضور کی

1 مقیاس الحنفیت لمحمد عمر اچھروی ص: ۲۳۴ ناشر المقیاس پبلیکیشرز دربار مارکیٹ لاہور 2 مقیاس الحنفیت لمحمد عمر اچھروی ص: ۲۴۹ ناشر المقیاس پبلیکیشرز دربار مارکیٹ لاہور 3 مقیاس نور" لعمر اچھروی ص: ۲۴ ناشر مکتبہ سلطانیہ- مدینہ منزل ۱۸۰اای جناح کالونی بسطامی روڈ سمن آباد روڈ لاہور

ابتدا سب مخلوق سے مقدم تھی۔ 1

قارئین کرام بریلویوں کا یہ جنید زمان اپنی ان عبارات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا صاف انکار کر رہا ہے۔

## ۵-بریلویوں کے شیخ الحدیث محمد اشرف سیالوی سے:

ملت بریلویہ کا شیخ الحدیث ومناظر اشرف سیالوی کہتا ہے:

نورانیت مصطفیٰ کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ آپ از روئے حقیقت نور ہیں اور ظاہری طور پر لباس بشری میں آپ دنیا پر مبعوث ہوئے۔نہ ہم یہ عوی کرتے ہیں کہ آپ بالکل بشر ہی نہیں اور نہ یہ مانتے ہیں کہ آپ قطعاً نور نہیں نہ یہ دعوی ہے کہ آپ محض نور ہیں اور سرے سے بشر نہیں۔ 2

آگے کہتا ہے:

غور کیجیے! بشریت پیدا ہوئی آگ پانی مٹی اور ہوا سے لیکن آگ بھی بعد میں بنی مٹی بھی بعد میں پیدا ہوئی اور پانی ہوا کو بھی بعد میں پیدا کیا گیا اور زمیں وآسمان کو بھی بعد میں کیا گیا لیکن خود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب سے پہلے پیدا کیا گیا۔ 3

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ بریلوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاکی مخلوق نہیں مانتے کیوں کہ خود کہہ رہا ہے کہ مٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائش کے بعد بنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مٹی کی پیدائش سے پہلے بنے ہیں تو واضح ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مٹی سے پیدا نہیں ہیں۔

---

1 مقیاس نور" لعمر اچھروی ص:۳۲ ناشر مکتبہ سلطانیہ-مدینہ منزل ۱۱۸۰ ای جناح کالونی بسطامی روڈ سمن آباد روڈ لاہور 2 تنویر الابصار بنور النبی المختار لمحمد اشرف سیالوی ص:۱۴ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

3 تنویر الابصار بنور النبی المختار لمحمد اشرف سیالوی ص:۱۷ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

## ۶- بریلویوں کے شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی سے:

ملت بریلویہ کا معتمد شیخ الحدیث دار العلوم نعیمہ کراچی غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:

ظاہر قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسان اور بشر ہیں لیکن آپ انسان کامل اور افضل البشر ہیں اور ہر نبی انسان اور بشر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے نبی صلی االلہ علیہ وسلم کو ہماری جنس سے مبعوث کیا ہے اور اسی کو ہمارے لیے وجہ احسان قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ أَنْفُسِهِمْ﴾

اللہ تعالیٰ کا انسانوں پر یہ احسان ہے کہ اس نے ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔(سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۶۴)

یہ کتنی عجیب بات ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرمائے کہ ہمارا تم پر یہ احسان ہے کہ ہم نے رسول کو تم میں سے بھیجا اور ہم یہ کہیں کہ نہیں رسول ہماری جنس سے نہیں ہیں ان کی حقیقت کچھ اور ہے۔رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم کا ہم میں سے ہونا ہمارے لیے اس وجہ سے احسان ہے تاکہ آپ کے افعال اور آپ کی عبادات ہمارے لیے نمونہ اور حجت ہوں ورنہ اگر آپ کسی اور جنس سے مبعوث ہوتے تو کوئی کہنے والا کہ سکتا تھا کہ آپ کے افعال اور آپ کی عبادات ہم پر حجت نہیں ہیں کیونکہ آپ کی حقیقت اور ہے اور ہماری حقیقت اور ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ یہ افعال اور عبادات کر سکتے ہوں اور ہم نہ کرسکیں!

(غلام رسول کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی حقیقت ایک ہے مختلف نہیں ہے۔(راقم) آگے غلام رسول کی عبارت جاری ہے)

﴿لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾

بیشک تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول آئے۔(سورہ توبہ آیت نمبر ۱۲۸)

﴿وَمَا أَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِيٓ إِلَيۡهِمۡ﴾

ہم نے آپ سے پہلے بھی صرف مردوں ہی کو رسول بنایا ہے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔(سورہ انبیاء آیت نمبر ۷)

کفار یہ کہتے تھے کہ کسی فرشتہ کو رسول کیوں نہیں بنایا؟ اللہ تعالیٰ اس کے رد میں فرماتا ہے:

﴿وَلَوۡ جَعَلۡنَٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلۡنَٰهُ رَجُلًا وَلَلَبَسۡنَا عَلَيۡهِم مَّا يَلۡبِسُونَ﴾

اور اگر ہم رسول کو فرشتہ بناتے تو ہم اسے مرد (ہی کی صورت میں) بناتے اور ان پر وہی شبہ ڈال دیتے جو شبہ وہ (اب) کر رہے ہیں۔(سورہ انعام آیت نمبر ۹)

ان تمام آیات میں تصریح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر، انسان اور مرد ہیں لیکن آپ افضل البشر انسان کامل اور سب سے اعلیٰ مرد ہیں اور اگر نور سے مراد نور ہدایت لی جائے تو ان آیتوں میں کوئی تعارض اور تضاد نہیں ہے اور اکثر مفسرین نے نور ہدایت ہی مراد لیا ہے اور اگر آپ کو چاند اور سورج کی طرح نور حسی مانا جائے اور یہ کہا جائے کہ آپ کی حقیقت نور حسی ہے تو قرآن مجید کی ان صریح آیات کو ان اقوال کے تابع کرنا لازم آئے گا اور کیا قرآن مجید کی ان نصوص صریحہ کے مقابلے میں ان اقوال کو عقیدے کی اساس بنانا صحیح ہوگا؟ انتھیٰ [1]

غلام رسول صاحب کی عبارت کا حاصل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنس بشر اور نور ہدایت ماننا ضروری ہے نہ کہ نور حسی اگر کوئی پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو نوری حسی مانیگا تو وہ قرآن کریم یعنی اللہ پاک کے کلام کو چھوڑ کر مخلوق کے اقوال کو اپنا عقیدہ بنا رہا ہے اور اللہ کے کلام کو چھوڑ کر مخلوق کے کلام پر عقیدے کی بنیاد رکھنا غلط ہے۔

1 تفسیر تبیان القرآن لغلام رسول سعیدی ج ۳ ص: ۷ ۱۳ ناشر فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور

اور آگے غلام رسول لکھتا ہے:

معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند اور سورج سے زیادہ حسین تھے۔ آپ کا چہرہ بہت منور اور روشن تھا اور آپ کے دانتوں کی جھری میں سے نور کی مانند کوئی چیز نکلتی تھی لیکن اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کا خمیر مٹی سے بنایا گیا تھا اور آپ انسان اور بشر تھے لیکن آپ انسان کامل اور سید البشر ہیں۔ امام احمد رضا قادری (متوفی ۱۳۴۰) لکھتے ہیں:

خطیب نے کتاب المتفق والمفترق میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ کی ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا یہاں تک کہ اس میں دفن کیا جائیگا اور میں اور ابوبکر و عمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہونگے۔ 1

نیز امام احمد رضا قادری حنفی (متوفی ۱۳۴۰) لکھتے ہیں:

اور جو مطلقا حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے قال تعالیٰ:

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنتُ إَلَّا بَشَراً رَّسُولًا﴾ 2

اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم مراد آبادی (متوفی ۱۳۶۷ھ) نے آپ کے نور ہدایت ہونے کی تصریح کی ہے زیر بحث آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی۔

خلاصہ یہ کہ آپ انسان کامل اور سید البشر ہیں کائنات میں سب سے زیادہ حسین ہیں۔ آپ نور ہدایت ہیں اور نور حسی سے بھی آپ کو حظ وافر ملا ہے۔ (نور حسی سے مولوی

1 فتاوی افریقیہ ص: ۱۱۰-۹۹ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

2 فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص: ۶۷ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی

غلام رسول کی مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ چمکدار اور چہرہ منور تھا اور چاند کی طرح چمکتا تھا۔ دیکھیے تبیان القرآن ج ۳ ص: ۱۳۸ (راقم) جو آپ کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں وہ بدعقیدگی کا شکار ہیں اور جو یہ کہتے ہیں کہ آپ کی حقیقت نور حسی ہے اور صورت بشر ہے یا آپ لباس بشری میں جلوہ گر ہوئے اور حقیقت اس سے ماوراء ہے سو دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس قول کا برحق ہونا ہم پر واضح نہیں ہو سکا۔ انتھی 1

غلام رسول صاحب کی اس عبارت کا حاصل یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاکی مخلوق ہیں نہ کہ نوری مخلوق لھٰذا وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوری مخلوق ہیں یعنی نور سے پیدا ہوئے ہیں البتہ لباس بشری میں جلوہ گر ہوئے ہیں ان کا یہ عقیدہ دلائل شرعیہ کے لحاظ سے غلط ہے۔

اور آگے لکھتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر ہونا بھی ایک معرکۃ الآراء مسئلہ ہے اور اس میں بہت تفریط کی گئی ہے بعض لوگ اس میں غلو کرتے ہیں اور آپ کو نور محض مانتے ہیں اور آپ کے بشر ہونے کا انکار کرتے ہیں اور بعض اس مسئلے میں تفریط کرتے ہیں اور آپ کو اپنا سا بشر کہتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ آپ بشر ضرور ہیں لیکن افضل البشر ہیں اور آپ کے کسی وصف میں آپ کا کوئی مماثل نہیں ہے۔ صدر الشریعۃ علامہ امجد علی (متوفی ۱۳۷۶ھ) لکھتے ہیں:

عقیدہ: نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ بھی رسول ہیں۔

عقیدہ: انبیا سب بشر تھے اور مرد نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔ 2

1 تفسیر تبیان القرآن لغلام رسول سعیدی ج ۳ ص: ۱۳۸-۱۳۹ ناشر فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور

2 بہار شریعت ج ۱ ص: ۹ مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز لاہور

صدرالافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی (متوفی ۱۳۶۷ھ) لکھتے ہیں:

انبیاء وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالی کی طرف سے وحی آتی ہے یہ وحی کبھی فرشتے کے معرفت آتی ہے کبھی بے واسطہ۔ 1

اور یہی مولوی غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:

ہم دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ صدرالافاضل کا نبی علیہ السلام میں بشریت کو ثابت اور جمیع عوارض میں اسے غیر مماثل ماننا قرآن وحدیث اجماع امت کے مسلمہ اصول اور عقائد اسلام کے عین مطابق ہے۔ بلکہ خود اکابر دیوبند کو بھی اس حقیقت کا اقرار ہے۔ خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں:

کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلاۃ کے تقرب وشرف کمالات میں کسی کو مماثل آپ کا نہیں جانتا البتہ نفس بشریت میں مماثل آپ کے جملہ بنی آدم ہیں۔ 2

نوٹ: اس عبارت میں مولوی غلام رسول مولوی نعیم الدین کی مذکورہ بالا عبارت کو علمائے دیوبند کے نظریے کے موافق قرار دیکر حق بتا رہا ہے اور اس کی تائید علامہ خلیل احمد انبیٹھوی کی عبارت سے لاکر دونوں عبارتوں کو حق بتا رہا ہے۔

لیکن یہی مولوی غلام رسول براہین قاطعہ کی اس عبارت کو دوسرے مقام پر گستاخی بتا رہا ہے! چنانچہ یہ لکھتا ہے:

شیخ سہارنپوری کے اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ نفس بشریت میں تمام انسان آپ کے مماثل اور مساوی ہیں ہمارے نزدیک یہ کہنا صحیح نہیں ہے........اسی طرح نفس بشریت

---

1 کتاب العقائد ص:۸ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی-انتھــــــی / تفسیر تبیان القرآن لغلام رسول سعیدی ج۳ ص:۹۸۷ ناشر فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور۔ 2 (براھین قاطعہ ص:۷/ توضیح البیان لخزائن العرفان لغلام رسول سعیدی ص:۱۸۲ ناشر حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل لاہور

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں کے مماثل اور مساوی کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ 1

(راقم کہتا ہے کہ جب غلام رسول کو اپنے صدرالافاضل کی عبارت کی تصحیح کی ضرورت پڑتی ہے تو غلام رسول علامہ خلیل احمد انبیٹھوی کی اسی عبارت سے اپنے صدرالافاضل کی عبارت کی تائید لاتا ہے لیکن جب ضرورت نہیں پڑتی تو اس عبارت کو گستاخی بتاتا ہے بس یہاں اتنا ہی کہوں گا:

کل تک تو آشنا تھے مگر آج غیر ہو
دو دن کا یہ مزاج ہے آگے کی خیر ہو

اور یہی مولوی غلام رسول لکھتا ہے:

نبی علیہ السلام کی بشریت کوئی مختلف فیہ مسئلہ نہیں ہے بلکہ اختلاف اس امر میں ہے کہ کیا نبی علیہ السلام کی بشریت کو اپنی بشریت پر قیاس کر کے یوں کہا جاسکتا ہے کہ آپ ہم جیسے بشر تھے پس علمائے اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کی بشریت کو عام انسانوں کی بشریت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ 2

راقم عرض کرتا ہے کہ غلام رسول کی جب ان تمام عبارات سے ملت بریلویہ کی مکمل تردید ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ بریلویوں کا مشہور عقیدہ باطل ہے جیسے یہ خود ماقبل میں ملت بریلویہ کے خلاف لکھ چکا ہے کہ بعض لوگ اس میں غلو کرتے ہیں اور آپ کو نور محض مانتے ہیں اور آپ کے بشر ہونے کا انکار کرتے ہیں تو اس ڈر کی وجہ سے کہ بریلوی مجھ پر بھی گستاخ رسول کی فتوی لگائینگے بریلویوں کو تسلی دینے کے لیے کہا کہ اختلاف اس امر میں

1 تفسیر تبیان القرآن لغلام رسول سعیدی ج٦ ص:٨٠١ ناشر فرید بک سٹال ٣٨ اردو بازار لاہور
2 توضیح البیان لخزائن العرفان لغلام رسول سعیدی ص:١٨٤ ناشر حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل لاہور

ہے کہ کیا یوں کہا جا سکتا ہے کہ آپ ہم جیسے بشر تھے پس علمائے اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کی بشریت کو عام انسانوں کی بشریت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا جبکہ بریلویوں کے شیخ الحدیث کا یہ سفید جھوٹ ہے کیوں کہ کسی بھی دیوبندی کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے بشر ہیں بلکہ علمائے دیوبند کا تو یہ عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر ہیں یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام ہمارے جیسے بشر ہوں البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنس بشر میں سے ہیں کیونکہ عام بشر کے پسینے سے تو بدبو آتی ہے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک سے مشک اورعنبر سے اعلیٰ خوشبو آتی ہے عام بشر کے اشارے سے کسی درخت کا پتہ نہیں جھڑتا مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انگلی مبارکہ کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ۔مزید یہ مقام مقام تصنیف ہے مقام تقریر نہیں اس لیے اسی پر اکتفا کرتا ہوں ۔لھذا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں صرف مولوی غلام رسول بریلویوں کے مشہور عقیدے انکار بشریت کے مخالفت کرنے کی وجہ سے پریشان ہیں ۔

اور یہی مولوی آگے لکھتا ہے:

یہ عبارت مبتدعین دیوبند کے اس فاسد عقیدے پر ضرب کاری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط ہدایت کے لحاظ سے نور ہیں اور حسی نورانیت آپ کو نہیں ملی ۔ 1

(راقم کہتا ہے ) جیسے کہ میں ماقبل میں لکھ چکا ہوں کہ مولوی غلام رسول کی نور حسی سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک کی چمک ہے تو نور حسی اس معنی میں ہم بھی آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے مانتے ہیں تو اس عبارت سے ہمارے عقیدے پر ضرب کیسے لگی ۔

1 توضیح البیان لخزائن العرفان لغلام رسول سعیدی ص:۱۹۰ ناشر حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل لاہور

قارئین کرام ماقبل میں یہ بریلوی مولوی غلام رسول اپنی تفسیر تبیان میں لکھ چکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مٹی سے پیدا ہوئےلیکن پھر یہی مصنف پلٹ کر لکھتا ہے:

بالیقین اول مخلوقات وہ نور ہے جس سے نبی علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ 1

اب اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشر نہیں بلکہ نور ہے جبکہ یہ بات گذشتہ عبارات کے منافی ہے۔اس لیے میں نے شروع میں لکھا کہ ملت بریلویہ کا مذہب اس مسئلے میں مذبذب ہے۔

## ۷- بریلویوں کے اس دور کے مناظر اعظم مولوی سعید اسعد سے:

بریلویوں کا اس دور کا مناظر اعظم مولوی سعید اسعد حضرت مولانا محمد امین اکاڑوی صاحب کے ساتھ مسئلہ نور بشر کے عنوان پر مناظرے میں کہتا ہے:

ہم نے اپنے دعویٰ میں لکھا ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت کے اعتبار سے نور مانتے ہیں اور ظاہر کے اعتبار سے بشر (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر اور باطن میں فرق تھا حقیقت بشریہ نہیں تھی۔راقم)

اور آگے چل کر کہتا ہے:

مصطفیٰ کی ذات کو بشر کہنے والو بشر تو آدم سے چلے میرا نبی تو بہت پہلے سے تھا۔ (کہنا یہ چاہتا ہے کہ جب بشر کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم سے پہلے پیدا ہو چکے تھے تو معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں تھے۔) 2

---

1 توضیح البیان لخزائن العرفان لغلام رسول سعیدی ص:۲۰۶ ناشر حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل لاہور

2 بحوالہ فتوحات صفدر ج ا ص ۵۱۰-۵۲۱ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

قارئین کرام اس عبارت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا واضح انکار ہے۔

## ۸- بریلویوں کے مفتی محمد اشرف آصف جلالی سے:

بریلویوں کا مفتی محمد اشرف آصف جلالی لکھتا ہے:

جس طرح قرآن مجید نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بشر بھی کہا حالانکہ ان کی حقیقت نور ہے ایسی ہی سید عالم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بشر کہا گیا حالانکہ آپ حقیقت نور ہے۔ 1

آگے لکھتا ہے:

لیکن سرکار کا جو نور ہے یہ جسم ہے نور مخلوق ہے۔ ہم نور مجسم اس لیے کہتے ہیں کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم وہ نور مانتے ہیں جو جسم کے بغیر ہے۔ 2

اور یہی مصنف اپنی دوسری کتاب ''إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُم کا قرآنی مفہوم'' ص ۹ ناشر صراط مستقیم پبلیکیشنز دربار مارکیٹ لاہور میں لکھتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر الجلد ہیں اور آپ کا پیکر نور سے بنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالی کے نور سے یوں مختلف ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کوئی جزو نہیں۔ اللہ تعالی کا نور مخلوق نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نور کہا جاتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا نور ہے۔

''إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُم کا قرآنی مفہوم'' لآصف جلالی ص ۹ ناشر صراط مستقیم پبلیکیشنز دربار مارکیٹ لاہور

---

1 نورانیت مصطفیٰ لآصف جلالی ص:۱۰ ناشر صراط مستقیم پبلیکیشنز دربار مارکیٹ لاہور

2 نورانیت مصطفیٰ لآصف جلالی ص:۲۴ ناشر صراط مستقیم پبلیکیشنز دربار مارکیٹ لاہور

اور آگے لکھتا ہے:

اگر امت کی تفسیر دیکھو گے تو سب سے پہلی تفسیر ابن جریر میں بھی اسی کا ذکر تمہیں ملے گا. إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُم کے بعد صرف یہی لکھا ہے کہ لاعلم لی الا ما علمنی الله یہ نہیں لکھا کہ انمار سول اللہ من التراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مٹی کے بنے ہوئے ہیں اس کا تو تصور بھی نہیں کوئی خیال ہی نہیں کسی کے ذہن میں ہی نہیں یہ تو کسی کے ذہن کا فتور ہے جو آج نور کے مقابلے میں اس آیت کو پڑھنا شروع کر دے۔ 1

اس عبارت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکی مخلوق ہونے کا صاف انکار ہے۔

## ۹- بریلوی مولوی قمرالدین سیالوی سے:

بریلویوں کا مولوی قمرالدین سیالوی لکھتا ہے:

جو ذات اقدس سب سے پہلے بشر (ابوالبشر) سے بھی پہلے موجود ہو اس مقدس و مطہر ہستی کو بشر کہنا یا ماننا کس طرح صحیح ہے۔ 2

## ۱۰- بریلوی مولوی عبدالمجید سعیدی سے:

بریلویوں کا مولوی عبدالمجید سعیدی لکھتا ہے:

اندازہ لگائیں جو ذات اقدس سب سے پہلے بشر ابوالبشر سے بھی پہلے موجود ہو اس مقدس و مطہر ہستی کو بشر کہنا یا ماننا کس طرح صحیح ہے۔ 3

---

1 ''إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُم کا قرآنی مفہوم: لآصف جلالی ص:۲۳ ناشر صراط مستقیم پبلیکیشنز دربار مارکیٹ لاہور۔ 2 انوار قمریہ ملفوظات لشیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی ج ا ص:۹۴ ناشر ادارہ تعلیمات اسلاف لاہور۔ 3 مخلصانہ کاوش بجواب مخلصانہ کوشش لعبدالمجید سعیدی ص:۱۹۱ ناشر مکتبہ مجیدیہ جامعہ سعیدیہ رحیم یار خان

## بریلویوں کے عقیدے کا حاصل اور متعارض عبارات میں تطبیق

قارئین کرام ان بریلوی مولویوں کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ بریلویوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نور ہے بایں معنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور سے پیدا ہوئے ہیں اور بشر کا مطلب یہ ہے کہ صرف بشر کی صورت میں آئے ہیں باقی حقیقت میں بشر نہیں ہیں جس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام حقیقت میں نور سے پیدا ہیں لیکن ظاہرا حضرت مریم کے پاس بشر کی صورت میں آئے تھے۔اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حقیقت میں نور سے پیدا تھے بظاہر بشر کی صورت میں آئے ہیں۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے ہو چکی تھی جبکہ بشر کو ابھی وجود ہی نہیں ملا تھا۔

نیز مٹی کی پیدائش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے بعد ہوئی لہٰذا جب بقول بریلوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام یعنی بشر سے پہلے ہوئی تھی تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں تھے۔اور بقول بریلوی مٹی کی پیدائش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائش کے بعد ہوئی تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاکی مخلوق نہیں ہیں۔اور بقول احمد یار خان گجراتی کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر ماننا ایمان نہیں اور یہ لکھنا کہ نبی بشر یا جن یا فرشتہ نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں ہیں۔ نیز مولوی اچھروی صاحب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشریہ کا صاف انکار کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشریت نہیں ہے۔نیز کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محض نور ہیں (یعنی خاکی مخلوق نہیں ہیں)۔

نیز بقول غلام رسول سعیدی کے کہ کچھ لوگ غلو کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محض نور مانتے ہیں اور آپ کی بشریت کا انکار کرتے ہیں۔ نیز مذکور مولوی آصف جلالی نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکی مخلوق ہونے کا ہی انکار کر دیا۔ اور مولوی قمر الدین سیالوی اور مولوی عبد المجید سعیدی نے تو واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر ماننا صحیح نہیں ہے۔ تو حاصل یہ نکلا کہ بریلوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے منکر ہیں اگر یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مان رہے ہوتے تو علمائے دیوبند کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بشر ماننے کی وجہ سے گستاخ کیوں کہتے؟

البتہ جن جن عبارات میں یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر سے تعبیر کرتے ہیں اس سے ان کی مراد صورۃً بشر ہوتی ہے۔

اب ہم ان شاء اللہ العزیز اپنے عقیدے کے ثبوت پر دلائل پیش کرینگے اللہ پاک سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

# باب اول: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل قرآن کریم سے

## دلیل ۱-

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَراً رَّسُولًا﴾

ترجمہ: آپ کہیے کہ میرا رب پاک ہے میں نہیں ہوں مگر بشر رسول۔ (سورۂ اسراء آیت نمبر ۹۳)

آیت کریمہ کی تشریح: جب کفار نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طرح طرح کے بے جا مطالبے کیے مثلاً ہم آپ پر تب ایمان لائینگے جب آپ ہمارے لیے زمین میں چشمے بہائیں یا یہ کہ آپ کے ساتھ کھجوروں یا انگوروں کے باغات ہوں پھر آپ ان کے نیچے نہریں بہائیں یا یہ کہ آپ ہم پر آسمان گرائیں یا یہ کہ اللہ پاک اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لائیں وغیرہ وغیرہ تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام پر یہ آیت نازل فرما کر بتا دیا کہ آپ ان سے کہیں کہ یہ تمام کام اللہ پاک کے ہاتھ میں ہیں میں نے تمہارے سامنے کوئی الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا کہ تم مجھ سے اس جیسے بے جا مطالبے کرتے ہو میں تو بشر ہوں اور یہ تمام کام بشر کے بس سے باہر ہیں۔ قارئین کرام اس آیت میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی بشریت کا صاف اعلان ہے ایک کلمہ گو مسلمان کے لیے اس واضح آیت کریمہ کے آنے کے بعد پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی بشریت میں شک کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے

**لطیفہ:** قارئین کرام دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مشرکین

مکہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو بشر تو مانتے تھے لیکن کہتے تھے ﴿لست مرسلاً﴾ آپ رسول نہیں ہو۔ تو اس زمانے کے مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت تو مانتے تھے لیکن رسالت نہیں مانتے تھے اور اللہ پاک کو علم تھا کہ بعد میں کچھ ایسے لوگ بھی آئینگے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تو تسلیم کرینگے لیکن آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی بشریت کا انکار کرینگے اس لیے اللہ پاک نے دونوں زمانے کے لوگوں کا ایک ساتھ ایک ہی آیت کریمہ میں رد فرمایا اس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں لھٰذا مشرکین مکہ غلطی پر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر بھی ہیں لھٰذا بعد میں آنے والے بشریت کے منکر بھی غلطی پر ہیں۔

## اس آیت کریمہ کی تشریح مفسرین عظام سے

اس آیت کریمہ کے اپنے مفہوم میں واضح ہونے کی وجہ سے کسی مفسر کی تفسیر نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن پھر بھی قارئین کرام کی مزید تسلی کے لیے ہم کچھ مفسرین کے اقوال ذکر کرتے ہیں تا کہ اس آیت کریم کا مفہوم مزید واضح ہو جائے۔

### ١- علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ٦٠٦) سے:

امام العصر علامہ محمد بن عمر المعروف بفخر الدین رازی لکھتے ہیں:

لا ادعی الالھیة ولا ادعی الملکیة والکنی ادعی الرسالة وھذا منصب لایمتنع حصوله للبشر. 1

**عبارت کا مفہوم:** آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا میں نہ تو الوہیت کا دعویٰ کرتا ہوں نہ ہی فرشتہ ہونے کی دعویٰ کرتا ہوں بلکہ میں رسالت کا دعویٰ کرتا ہوں اور یہ منصب

1 تفسیر کبیر لمحمد بن عمر المعروف بفخر الدین الرازی ج١٢ ص:٥٣٨ ناشر دار احیاء التراث العربی

رسالت بشر کے لیے ناممکن نہیں ہے۔

## ۲-علامہ حسن بن محمد نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۸۵۰) سے:

مفسر زمانہ حسن بن محمد نیشاپوری لکھتے ہیں:

ای لست الا بشراً رسولاً. 1

عبارت کا مفہوم: میں اور (یعنی نوری اور ناری) کچھ بھی نہیں ہوں صرف بشر ہوں۔

## ۳-علامہ محمد بن یوسف الاندلسی (متوفی ۷۴۵) سے:

مفسر زمانہ محمد بن یوسف الاندلسی فرماتے ہیں:

هَلُ كُنتُ إِلَّا بَشَراً رَّسُولا ای ما كنت الا بشرا رسولا. 2

عبارت کا مفہوم: میں نہیں ہوں مگر بشر رسول۔

## ۴-علامہ محمد ثناء اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۲۲۵) سے:

مفسر زمانہ علامہ محمد ثناء اللہ لکھتے ہیں:

هَلُ كُنتُ إِلَّا بَشَراً رَّسُولا ای ما كنت الا بشرا رسولا يعنى ليس ما سئلتم فى طوق البشر. 3

عبارت کا مفہوم: میں نہیں ہوں مگر بشر رسول یعنی جو تم مانگتے ہو وہ بشر کی طاقت میں نہیں ہے۔

1 تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان لحسن بن محمد النیسابوری ج٤ ص:٣٩١ ناشر دار الكتب العلمية -بيروت 2 تفسير بحر المحيط لمحمد بن يوسف الاندلسى ج٧ ص:١١٣ ناشر دار الفكر بيروت 3 تفسير مظهرى لمحمد ثناء الله ج ٥ ص:٤٩٣ ناشر مكتبة الرشيدية -باكستان

## ۵-علامہ علی بن محمد الخازن رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۴۱) سے:

مفسر زمانہ حضرت علامہ علی بن محمد الخازن لکھتے ہیں:

هَلُ كُنتُ إِلَّا بَشَراً رَّسُولا -------- ما انا الا بشرو ليس ما سئلتم فى طوق البشر. 1

عبارت کا مفہوم: میں نہیں ہوں مگر بشر اور جو تم مانگتے ہو وہ بشر کی طاقت میں نہیں ہے۔

## ٦-علامہ محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۳۱۰) سے:

حضرت علامہ محمد بن جریر طبری آیت کریمہ من كان فى المهد صبياً کے تحت لکھتے ہیں:

هَلُ كُنتُ إِلَّا بَشَراً رَّسُولا و انما معنىٰ ذالك هل انا الا بشر رسول. 2

عبارت کا مفہوم: اس آیت کریمہ کی معنیٰ یہ ہے کہ میں نہیں ہوں مگر بشر رسول۔

## ۷-علامہ محمد بن احمد القرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ٦۷۱) سے:

مفسر زمانہ ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی لکھتے ہیں:

قل لهم يا محمد هل كنت اى ما انا الا بشر ا رسولا. 3

عبارت کا مفہوم: ای محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہیے کہ میں بشر رسول کے علاوہ اور کچھ (یعنی اور کسی بھی جنس میں سے) نہیں ہوں۔

---

1 تفسير "لباب التأويل" لعلى بن محمد الخازن ج٣ ص:١٤٧ ناشر دار الكتب العلميه -بيروت 2 تفسير جامع البيان لمحمد بن جير الطبرى ج١٨ ص: ١ ٨ ٨ ناشر دار احياء التراث العربى 3 تفسير احكام القرآن لمحمد بن احمد القرطبى ناشر دار الكتب المصريه -بيروت

## ۸- علامہ مقاتل بن سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۵۰) سے:

امام زمانہ مقاتل بن سلیمان فرماتے ہیں:

یقول ما انا الا رسول من البشر. 1

عبارت کا مفہوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ میں اور کچھ (یعنی اور کسی جنس میں سے) نہیں ہوں مگر صرف بشر کی جنس میں سے ہوں۔

## ۹- علامہ احمد بن محمد الثعلبی (متوفی ۴۲۷) سے:

علامہ احمد بن محمد الثعلبی لکھتے ہیں:

هَـلُ كُـنـتُ إِلَّا بَشَـراً رَّسُولا ـــــــ و لیـس مـا سئلتم فی طوق البشرو لا قدرة الرسل. 2

عبارت کا مفہوم: میں نہیں ہوں مگر بشر اور جو تم مانگتے ہو وہ کسی بشر اور رسول کی طاقت اور قدرت میں نہیں ہے۔

## ۱۰- مفتی اقدار احمد خان بریلوی سے:

بریلویوں کے حکیم الامت احمد یار خان گجراتی کا صاحبزادہ اور خلیفہ مفتی اقدار احمد خان اس آیت کی تفسیر کے تحت لکھتا ہے:

میں نے کب دعوی کیا ہے کہ میں قادر مطلق ہوں کسی کے کانوں سے اس چالیس سالہ مکی زندگی میں میرا یہ دعویٰ سنا کہ کائنات کی زمین و آسمان کا مؤثر حقیقی اور قوت ذاتی کا

1 تفسیر مقاتل بن سلیمان ج۲ ص: ۵۵۰ ناشر دار احیاء التراث -بیروت

2 تفسیر الکشف والبیان عن تفسیر القرآن لاحمد بن محمد الثعلبی ج٦ ص ۱۳۵ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان

مالک ہوں میرا تو شروع دن سے یہی کہنا ہے کہ﴿هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَراً رَّسُولاً﴾ میں صرف بشر ہوں۔ 1

## اس آیت کریمہ کے متعلق بریلویوں کا ایک اشکال اوراس کا جواب

بریلوی مفتی محمد فیض احمد اویسی لکھتا ہے:

یہ جملہ ایک آیت کا ٹکڑا ہے سالم آیت یوں ہے:

﴿أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَى فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَاباً نَّقْرَؤُهُ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَراً رَّسُولا﴾

ترجمہ: یا تمہارے لیے طلائی گھر ہو یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر ہرگز ایمان نہ لائینگے جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اتارو جو ہم پڑ ہیں تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی بھیجا ہوا۔

دراصل یہ آیت کفار کے ایک غلط عقیدے کی تردید میں نازل ہوئی جس کا شان نزول بتاتا ہے۔ 2

جواب: مفتی صاحب کی اس عبارت یعنی ''یہ آیت کفار کے ایک غلط عقیدے کی تردید میں نازل ہوئی جس کا شان نزول بتاتا ہے'' سے کوئی تشفی نہیں ہوتی کیوں کہ مفتی صاحب کو ذرا وضاحت کرنی چاہیے تھی کہ کفار کا کونسا غلط عقیدہ تھا اور اللہ پاک نے اس عقیدے کی تردید فرمائی ؟ کیا کفار کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی بشر ہیں اور اللہ پاک نے ان کے اس عقیدے کی تردید فرمادی کہ نبی بشر نہیں ہیں؟ مجھے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مفتی صاحب

1 تفسیر نعیمی لاقتدار خان ج۱۵ص:۳۸۲ ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات مفتی احمد یار خان روڈ گجرات پاکستان

2 نور و بشر الشمس المصنفین فقیہ الوقت فیض ملت مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو صالح مفتی محمد فیض احمد اویسی ص:۱۰-۱۱

نے یہاں وضاحت سے کام اس لیے نہیں لیا کیوں کہ اگر وضاحت ہوجاتی تو حق واضح ہوجاتا اور مفتی صاحب کی تو کوشش ہے کہ کسی طرح حق پر پردہ آجائے لیکن سچ بات یہ ہے:

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

اس آیت کریمہ کی صحیح تشریح یہ ہے کہ کفار کا عقیدہ تھا کہ نبی مختار کل ہونا چاہیے اس کے پاس دنیا کی تمام چیزیں ہوں وہ جس طرح چاہے کر سکے تو اللہ پاک نے ان کی اس طرح تردید فرمائی کہ دیکھو نبی بشر ہوتا ہے بشر مختار کل نہیں ہوتا ہے۔

## دلیل ۲۔

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ﴾ (الکھف: ۱۱۰)

ترجمہ: آپ کہیے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں فقط میرے طرف وحی کی جاتی ہے کہ فقط تمہارا معبود ایک ہی اللہ ہے۔

آیت کریمہ کی تشریح: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ کے سامنے یہ بات رکھتے کہ اگر کوئی اللہ رب العلمین کی حمد اور ثنا کے کلمات لکھنے کے لیے کمر بستہ ہوجائے اور سمندر سیاہی بن جائے اور اتنی سیاہی کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی حمد وثنا لکھنے کی کوشش کرے تو پورے سمندر کی سیاہی ختم ہوجائیگی لیکن اللہ پاک کی حمد وثناء کے کلمات ختم نہیں ہوسکتے۔ تو اس پر مشرکین مکہ کو یہ وہم ہوسکتا تھا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ پاک کے کلمات ختم نہیں ہوسکتے ہیں تو ان کلمات کو بیان کیوں نہیں کرتے ہیں تو اللہ پاک نے اس وہم کے دروازے کو بند کرنے کے لیے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو جواب سکھایا کہ آپ ان سے کہیں کہ میں تو تمہاری طرح بشر ہوں اور یہ بات بشر کے بس کی نہیں ہے کہ وہ تمام کلمات کے علم پر احاطہ کر سکے یہی تو وجہ کہ میں نے کبھی بھی تمام کلمات کے علم

کے احاطے کا دعویٰ نہیں کیا کہ میں آپ کو تمام کلمات سنا دوں مگر مجھے اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا مجھے وحی کیا جاتا ہے۔

ای لاادعی الاحاطة علیٰ کلماته یوحی الی ّانما الٰهکم الٰه واحد. 1

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفس بشریت میں انسانوں کے ساتھ شریک ہیں لیکن وحی اور دیگر کمالات میں مصطفیٰ کا مثل نہ کبھی پیدا ہوا اور نہ کبھی پیدا ہوگا۔ بہرحال اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔

## اس آیت کریمہ کی تشریح مفسرین عظام سے

قارئین کرام اگرچہ یہ آیت کریمہ ہماری دعویٰ پر واضح اور صریح ہے لیکن پھر بھی مزید تسلی کے لیے کچھ مفسرین عظام کے اقوال نقل کر دیتے ہیں۔

### ۱- علامہ محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۳۱۰) سے:

مفسر زمانہ علام محمد بن جریر طبری فرماتے ہیں:

یقول الله تعالیٰ ذکره:قل لهؤلاء المشرکین یا محمد :قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ من بنی آدم لاعلم لی الا ما علمنی الله. 2

عبارت کا مفہوم: ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین سے کہیے کہ میں تمہاری طرح بشر اور اولاد آدم میں سے ہوں اور مجھے کوئی علم نہیں ہوتا مگر وہ ہی جو اللہ تعالیٰ نے سکھایا۔ (لہٰذا مجھے ان کلمات کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے حاصل ہوا ہے۔)

2 کذا یظهر من عبارة انوار التنزیل للبیضاوی (متوفی ٦٨٥) ج ٣ ص:٢٩٥ دار احیاء التراث العربی -بیروت 2 تفسیر جامع البیان فی تأویل القرآن لمحمد بن جریر طبری ج١٨ ص:١٣٥ ناشر مؤسسة الرسالة بیروت

اورآگےسورہ مؤمن کےتحت اسی آیت کی تفسیر میں علامہ ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

یقول اللہ تعالیٰ ذکرہ:قل یا محمد لھٰؤلاء المعرضین عن آیات اللہ من قومك ایھا القوم ماانا الا بشر من بنی آدم مثلکم فی الجنس و الصورۃ و الھیئۃ. 1

عبارت کا مفہوم: اللہ پاک فرماتے ہیں ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ پاک کی آیات سے اعراض کرنے والوں سے کہیے کہ میں اولا دآدم میں سے صرف جنس اورصورت اورہیئت میں تمہاری طرح بشرہی ہوں۔

## ۲-علامہ محمد بن احمد القرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۶۷۱) سے:

مفسرزمانہ علامہ محمد بن احمد قرطبی سورہ مؤمن میں اس آیت کی تفسیر کےتحت لکھتے ہیں:

قولہ تعالیٰ: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُم﴾ای لست بملك بل انا من بنی آدم. 1

عبارت کا مفہوم: میں کوئی فرشتہ(یعنی نوری)نہیں ہوں بلکہ میں اولا دآدم میں سے (یعنی بشر)ہوں۔

## ۳-علامہ قاضی البیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۶۸۵) سے:

مفسرزمانہ ابوسعید عبداللہ بن عمرالبیضاوی سورہ مؤمن میں اس آیت کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں:

1 تفسیر جامع البیان فی تأویل القرآن لمحمد بن جریر طبری ج۲۱ ص:۴۳۰ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 2 تفسیر الجامع لاحکام القرآن لمحمد بن احمد القرطبی المتوفی ج۱۱ ص:۶۹ ناشر دار الکتب المصریۃالقاھرہ سورہ

لست ملكاً و لا جنياً لايمكنكم التلقی منه. 1

عبارت کا مفہوم: میں نہ فرشتہ (یعنی نوری) ہوں اور نہ ہی جن ہوں جن سے تمہارے لیے استفادہ ممکن ہی نہیں (اس لیے اللہ پاک نے مجھے بشر بنا کر بھیجا۔)

## ۴- علامہ محمد بن یوسف الاندلسی (متوفی ۷۴۵) سے:

مفسر زمانہ محمد بن یوسف الاندلسی اس آیت کے تفسیر کے تحت لکھتے ہیں:

وفی قوله بشر مثلكم اعلام بالبشرية و المماثلة فی ذالك لاادعی انی ملك. 2

عبارت کا مفہوم: اللہ پاک کے فرمان بشر مثلکم میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے بشریت میں مماثلت کا اعلان کروایا جارہا ہے اس طرح کہ آپ کہیے کہ میں کوئی فرشتہ ہونے کی دعویٰ نہیں کرتا (بلکہ میں بشریت کی دعویٰ کرتا ہوں۔)

## ۵- علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۱۴۷) سے:

علامہ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۴۷) اپنی تفسیر روح البیان ج ۸ ص: ۲۲۸ ناشر دار الفکر بیروت میں سورہ فصلت کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں:

ای لست من جنس مغاير لكم .........بل انما انا بشر و آدمی مثلكم. 3

عبارت کا مفہوم: میں تم سے علیحدہ جنس میں سے نہیں ہوں بلکہ میں بشر اور تمہاری طرح آدمی ہوں۔

---

1 تفسير انوار التنزيل لابی سعيد عبد الله بن عمر البيضاوی ج۳ ص:۲۹۵ ناشر دار احياء التراث العربی –بيروت 2 تفسير بحر المحيط لمحمد بن يوسف الاندلسی ج۷ س؛۲۳٤ ناشر دار الفكر بيروت 3 تفسير روح البيان لاسماعيل حقی ج۸ ص:۲۲۸ ناشر دار الفكر بيروت

اور آگے سورہ شوریٰ آیت نمبر ١٠-١١ کے تحت علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فانہ ثبت مماثلتہ بالاشتراک و المساواۃ فی وصف البشریۃ لا فی جمیع الاوصاف. 1

عبارت کا مفہوم: آیت کریمہ ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُم﴾ اس آیت سے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی صرف وصف بشریت میں شرکت ثابت ہوتی ہے نہ کہ دیگر صفات میں۔

## ٦- علامہ احمد بن محمد الثعلبی (متوفی ٤٢٧) سے:

مفسر زمانہ علامہ احمد بن محمد الثعلبی لکھتے ہیں:

قال انس قال رجل یا رسول اللہ انی احب الجہاد فی سبیل اللہ واحب ان یریٰ مکانی فانزل اللہ قل یا محمد انما انا بشر مثلکم خلق آدمی مثلکم. 2

عبارت کا مفہوم: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے عرض کیا یا رسول اللہ میں جہاد فی سبیل اللہ کو پسند کرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ میرا دنیا میں ہی جنت کا مقام دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ آپ ان سے کہیے کہ میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں جس طرح تم اپنا مقام خود نہیں دیکھ سکتے ہو اسی طرح میں بھی تمہارا مقام نہیں دیکھ سکتا ہوں کیوں کہ میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں۔

## ٧- علامہ الخطیب الشربینی (متوفی ٩٧٧) سے:

علامہ شمس الدین محمد بن احمد الخطیب الشیرینی سورہ فصلت کے تفسیر کی تحت لکھتے ہیں:

---

1 تفسیر روح البیان لاسماعیل حقی ج٨ ص:٢٩٣ ناشر دار الفکر بیروت 2 تفسیر الکشف والبیان لاحمد بن محمد الثعلبی ج٦ ص:٢٠٣ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان

لست غیر بشر مما لایریٰ کـــــالملك والجنی بل واحد منکم. 1

عبارت کا مفہوم: میں بشر کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہوں کہ نظر میں نہ آؤں جیسے فرشتہ اور جن نظر میں نہیں آتا بلکہ میں تم میں سے ایک ہوں۔

## ۸- علامہ محمد بن محمد ابوسعید (متوفی ۹۸۲) سے:

مفسر زمانہ علامہ محمد بن محمد ابوسعید سورہ فصلت کی تفسیر کی تحت لکھتے ہیں:

ای لست من جنس مغایر لکم. 2

عبارت کا مفہوم: تم سے علیحدہ جنس میں سے نہیں ہوں بلکہ میں تمہاری جنس (یعنی بشر میں) سے ہوں۔

## ۹- علامہ علی بن محمد الخازن رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۴۱) سے:

مفسر زمانہ علامہ علی بن محمد الخازن رحمہ اللہ تعالیٰ سورۂ فصلت کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں:

قل یا محمد إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُم ای کواحد منکم. 3

عبارت کا مفہوم: ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہیے کہ میں بھی تمہاری طرح بشر یعنی تم میں سے ایک ہوں (کوئی علیحدہ جنس میں سے نہیں ہوں)

## ۱۰- بریلویوں کے معتبر مفتی احمد یار خان گجراتی سے:

بریلویوں کا معتبر مفتی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے:

1 تفسیر السراج المنیرلشمس الدین محمد بن احمد الخطیب الشیرینی ج۳ص:۵۰۳ ناشر بولاك الامیریه -القاهره 2 تفسیر لابی سعودمحمد بن محمد ج۸ص:۳ ناشر دار احیاء التراث العربی -بیروت 3 تفسیر لباب التأویل لعلی بن محمد الخازن ج٤ ص۸۲ ناشر دار الکتب العلمیه -بیروت

اس آیت میں بشر مثلکم کی معنیٰ یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خالص بشر ہیں آپ میں الوہیت نہیں نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے وغیرہ خالص بندے ہیں۔ 1

نوٹ: میں نے اس آیت کریمہ کے متعلق ۱۱۲۳ تفاسیر کو کنگھالا لیکن سلف صالحین میں سے کسی مفسر نے بھی اس آیت کا یوں تفسیر نہیں کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری صورۃ میں بشر تھے جیسے کہ محرف زمانہ مولوی احمد رضا خان نے اپنے ترجمے کنز الایمان میں یہ مطلب بیان کیا ہے۔

# اس آیت کریمہ کے متعلق بریلویوں کے اشکالات کے جوابات

## اشکال:۱-

بریلویوں کا مایہ ناز مفتی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے:

اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لھٰذا فرمایا گیا ای کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں۔ شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہوسکتا ہے۔ ہم مسلمانوں سے فرمایا گیا: ایکم مثلی ؟ 2

جواب: بخاری شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ انما انا بشر مثلکم کا خطاب مسلمانوں سے ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

عن عبد اللہ صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابراھیم لا ادری زاد او

1 تفسیر نعیمی لاحمد یار خان گجراتی ج٦ ص:٣٠٤ ناشر مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور 2 جاء الحق وزھق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج۱ ص:٦۱۷ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

نقص فلما سلم قيل له يا رسول الله احدث فی الصلاةشئ قال وما ذاك قالو صليت كذا وكذا فثنیٰ رجليه و استقبل القبلة و سجد سجدتين ثم سلم فلما اقبل علينا بوجهه قال انه لو حدث فی الصلاة شئ لنبأتكم به ولكن انما انا بشر مثلكم انسیٰ كما تنسون فاذا نسيت فذكرونی . 1

**عبارت کا مفہوم:** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی تو نماز میں کمی یا زیادتی ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرایا تو لوگوں نے عرض کیا اللہ کے رسول کیا نماز میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا حکم؟ تو لوگوں نے عرض کیا اللہ کے رسول آپ نے اس اس طرح نماز پڑہائی ہے تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے پیر مبارک پھلائے اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیر کر ہم پر متوجہ ہوئے اور فرمایا اگر نماز میں کوئی نیا حکم آیا ہوتا تو میں آپ کو ضرور خبر دیتا لیکن چونکہ میں تمہاری طرح بشر ہوں اسی طرح بھول جاتا ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو پس جب میں بھول جاؤں تو آپ یاد دلایا کریں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطاب اپنے تمام نمازیوں اور مقتدیوں یعنی صحابہ کرام سے فرمایا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام نمازی بھی کافر تھے؟

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے اے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

رہی بات اکیم مثلی کے خطاب کی تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ میں تمہاری طرح

1 صحيح البخاری لمحمد بن اسماعيل البخاری( المتوفی ٢٥٦ )ج٢ ص:٥٨ ناشر قديمی كتب خانه كراتشی باكستان

بشر نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ تم میں سے کوئی بھی روزے رکھنے کی طاقت میں میرے برابر نہیں ہوسکتا۔اس لیے میں پے در پے روزے رکھ سکتا ہوں آپ میں سے کوئی بھی پے در پے روزے نہ رکھے۔

## اشکال:۲-

مولوی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے:

فرمایا گیا قل اے محبوب آپ فرمادو یہ کلمہ فرمانے کی صرف حضور علیہ السلام کو اجازت ہے کہ آپ بطور انکسار وتواضع فرمادیں یہ نہیں کہ قولوا انما ھو بشر مثلنا ای لوگو تم کہا کرو کہ حضور علیہ السلام ہم جیسے بشر ہیں بلکہ قل میں اس جانب اشارہ ہے کہ بشر وغیرہ کلمات تم کہ دو ہم تو نہیں کہیں گے الخ؟ 1

جواب: پھر تو ﴿قل ھو اللہ احد﴾ میں بھی فرمایا گیا قل آپ فرمادو لھذا اللہ احد (یعنی اللہ اکیلا ہے) کہنے کی اجازت بھی صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونی چاہیے؟ لھذا بریلویوں کو اللہ احد نہیں کہنا چاہیے۔

رہی بات تواضع کی تو کیا العیاذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلط بیانی کے ساتھ تواضع کی تعلیم دی گئی؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی بطور تواضع یہ فرمایا کہ میں نبی نہیں ہوں؟ ہر گز نہیں۔ کیونکہ یہ غلط بیانی ہوتی جبکہ میرے پیارے نبی کا منہ مبارک ایسی غلط بیانیوں سے پاک اور مبرا ہے۔جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات اقدس کو بشر بتایا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا بشر ہونا برحق ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے اس بات کا کہ قران میں یوں نہیں آیا ہے: قولوا انما ھو بشر مثلنا تو احمد یار خان صاحب سے ہماری گذارش ہے کہ قران میں یہ بھی تو کہیں نہیں آیا ہے کہ قولو ھو اللہ احد کہ اللہ اکیلا ہے لہذا احمد یار خان کو اللہ اکیلا بھی نہیں کہنا چاہیے۔

1 جاء الحق وزھق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج ا ص: ۵۷ ا ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

## اشکال:۳۰-

مولوی احمد یار خان لکھتا ہے: قرآن کریم میں ہے:

﴿مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ﴾

رب کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں ایک چراغ ہے اس آیت میں بھی کلمہ مثل ہے تو کیا کوئی کہ سکتا ہے کہ نور خدا کی چراغ کی طرح روشنی ہے۔

اسی طرح قرآن میں ہے:

﴿وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِى الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم﴾

نہیں ہے کوئی جانور زمین میں نہ کوئی پرندہ جو اپنے بازو سے اڑتا ہو مگر وہ تمہاری طرح امتیں ہیں۔ یہاں بھی کلمہ امثال موجود ہے تو کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ ہر انسان گدھے الو جیسا ہے ہر گز نہیں؟ 1

## جواب:

جہاں تک تعلق ہے پہلی آیت کریمہ مثل نورہ کا تو اس آیت میں نور کے تفسیر میں متعدد اقوال ہیں۔ جیسے کہ مولوی نعیم الدین مراد آبادی لکھتا ہے:

اللہ کے نور سے یا تو قلب مؤمن کی وہ نورانیت مراد ہے جس سے وہ ہدایت پاتا اور راہ یاب ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ کے اس نور کی مثال جو اس نے مؤمن کو عطا فرمایا بعض مفسرین نے اس نور سے قرآن مراد لیا ہے اور ایک تفسیر یہ ہے کہ اس نور سے مراد سید کائنات افضل موجودات حضرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ 2

---

1 جاء الحق وزھق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج اص: ۱۷۷ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

2 خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان لنعیم الدین مراد آبادی ص: ۶۳۸ ناشر ضیاء الدین پبلیکیشنز لاہور

تو جب یہاں نور سے مراد رب تعالیٰ کا نور یقینی طور پر مراد نہیں تو اس لفظ سے استشہاد بھی درست نہیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے دوسری آیت کریمہ ﴿امم امثالکم﴾ کا تو اس آیت کریمہ میں جانوروں اور پرندوں کو انسان کے ساتھ من کل وجہ مثل نہیں کہا گیا ہے بلکہ صرف ایک جہت میں مثل کہا گیا ہے۔ جیسے کہ احمد یار خان کا استاذ مولوی نعیم الدین مراد آبادی لکھتا ہے:

یہ مماثلت جمیع وجوہ سے تو ہے نہیں بعض سے ہے ان وجوہ کے بیان میں بعض مفسرین نے فرمایا کہ حیوانات تمہاری طرح اللہ کو پہچانتے واحد جانتے اس کی تسبیح پڑھتے عبادت کرتے ہیں بعض کا قول ہے کہ وہ مخلوق ہونے میں تمہاری مثل ہیں بعض نے کہا وہ انسان کی طرح باہمی الفت رکھتے اور ایک دوسرے سے تفہیم و تفہم کرتے ہیں بعض کا قول ہے کہ روزی طلب کرنے ہلاکت سے بچنے نر مادہ کے امتیاز لکھنے میں تمہاری مثل ہیں بعض نے کہا کہ پیدا ہونے مرنے۔ مرنے کے بعد حساب کے لیے اٹھنے میں تمہاری طرح ہیں۔ 1

تو جب انسان کی جانوروں کے ساتھ صرف ایک جہت میں تشبیہ دی گئی ہے تو اس کے بیان کرنے یعنی یوں کہنے میں کیا حرج ہے کہ انسان بھی جانوروں اور پرندوں کی طرح اللہ پاک کی مخلوق ہے۔ اس بات کو انسان کی گستاخی سمجھنا صرف احمد یار کی مبارک عقل کی تقاضا ہے لہٰذا اس کی عقل کو ہمارا دور سے سلام۔

باقی رہا انسان کو الو اور گدھے جیسا کہنا کہ ہر انسان الو اور گدھے جیسا ہے تو یہ کہنا اس وقت جائز ہوتا جب قرآن میں یوں ہوتا کہ انسان بھی جانور جیسا ہے یعنی یوں ہوتا انتم بشر مثل الحمار تم بشر ہو گدھے کی طرح جبکہ اس طرح کا ذکر قرآن میں ہرگز نہیں ہے

1 خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان لنعیم الدین مراد آبادی ص: ۲۳۷ ناشر ضیاء الدین پبلیکیشنز لاہور

بلکہ آیت سے صرف اتنا معلوم ہورہا ہے کہ انسان صرف مخلوق ہونے میں جانوروں اور پرندوں کی طرح ہے نہ یہ کہ تمام صفات میں جانوروں اور پرندوں جیسا ہے۔لہٰذا اس طرح کہنا کہ انسان الو اور گدھے جیسا ہے اس میں بلاشبہ انسان کی توہین ہے۔

لہٰذا صرف یوں کہنے میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہونے میں اللہ پاک کی اپنے ہاتھ سے پیدا کی ہوئی مخلوق بشر کی طرح ہیں اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی گستاخی نہیں کیونکہ قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف بشریت میں انسانوں سے تشبیہ دی گئی ہے نہ کہ تمام کمالات میں، جیسے کہ حضرت علامہ اسماعیل حقّی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فانہ ثبت مماثلتہ بالاشتراك والمساواۃ فی وصف البشریۃ فقط لا فی جمیع الاوصاف۔ 1

عبارت کا مفہوم: بشر مثلکم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف وصف بشریت میں برابری اور شرکت ثابت ہوئی نہ تمام اوصاف میں۔

اور حضرت علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

بشر.............. سمی بہ صلی اللہ علیہ وسلم لانہ اعظم البشر وافضلھم..........قال تعالیٰ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نبہ اللہ تعالیٰ بذالك علیٰ ان الناس متساوون فی البشریۃ غیر متفاضلین فی الانسانیۃ وانما یتفاضلون بما یتخصصون بہ من المعارف الجلیلۃ۔ 2

عبارت کا مفہوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بشر اس لیے رکھا گیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام بشروں میں عظیم بشر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں کہ

1 تفسیر روح المعانی لاسماعیل حقی ج۸ ص:۲۹۳ ناشر دار الفکر بیروت

2 شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیۃ لابی عبد اللہ محمد بن عبد الباقی (المتوفی ۱۱۲۲)ج٤ ص:۱۷۸ ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت

(آپ فرمایئے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں) تنبیہ فرمائی ہے کہ بیشک تمام لوگ بشریۃ میں برابر ہیں انسانیت میں ایک دوسرے پر فضیلت نہیں لکھتے ہیں فقط لوگ ایک دوسرے پر معرفۃ جلیلہ کی وجہ سے فضیلت رکھتے ہیں۔

نیز خود مولوی احمد یار تو لکھتا ہے:

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم جیسے ہی ہیں۔ 1

اور مولوی احمد رضا خان لکھتا ہے: اہل سنت کا اجماع ہے کہ نصوص اپنے ظاہر پر حمل کئے جائیں اور ان میں پھیر پھار حرام و ناب ءکار۔ 2

## اشکال:۴-

مولوی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے:

اس آیت میں ہے بشر مثلکم یہ نہیں ہے کہ انسان مثلکم بشر کی معنی ہے ذو بشرہ یعنی ظاہری چہرے مہرہ والا۔ بشرہ کہتے ہیں ظاہر کھال کو تو معنی یہ ہوئے کہ میں ظاہر رنگ و روپ میں تم جیسا معلوم ہوتا ہوں۔ 3

## جواب:

بشر کی معنی ہے رب کے ہاتھ سے بنی ہوئی مخلوق جیسے کہ خود ہی مولوی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے:

رب نے انسان کو اپنے دست قدرت سے بنایا اس لیے اس کو بشر کہتے ہیں یعنی رب کے ہاتھ سے بنائی ہوئی مخلوق مباشرت بالید سے بنا۔ 4

1 جاء الحق وزھق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج اص:۱۷۹ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

2 فتاوی رضویۃ لاحمد رضا خان بریلوی ج ۲۷ ص:۱۴۹ ناشر رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

3 جاء الحق وزھق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج اص:۱۷۸ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

4 نور العرفان حاشیہ کنز الایمان ص:۱۷۷ ناشر: نعیمی کتب خانہ گجرات

توجب بقول احمد یار کے بشر بمعنی مباشرت بالید سے بنا ہوا ہے تو پھر اس کا معنی ذو بشرہ کیسے ہو گیا؟

نیز اگر بشر کی معنی ذو بشرہ یعنی صرف ظاہری انسانی کھال والا ہے تو کیا آیت کریمہ﴿انی خالق بشرا من طین﴾ میں بھی ظاہری بشر مراد ہوگا۔اسی طرح کیا﴿انتم بشر﴾ میں بھی بشر کی معنی ظاہری کھال والا بشر ہوگا پھر تو ہر انسان ظاہری بشر کہلائیگا۔لہٰذا ایسی عقل وسوچ کو ہمارا دور سے سلام۔

## اشکال:۵-

مولوی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے:

انما انا بشر وغیرہ وہ آیات جو بظاہر شان مصطفوی کے خلاف ہیں متشابہات ہیں۔لہٰذا ان کے ظاہر سے دلیل پکڑنا غلط ہے۔ 1

## جواب:

اولاً شیخ عبدالحق صاحب (متوفی ۱۰۵۱) نے آیت کریمہ انما انا بشر مثلکم کو متشابہ ہرگز نہیں بتایا ہے یہ مولوی احمد یار صاحب کی غلط فہمی ہے۔اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وصل در ازالہ شبہات از بعضی آیات مبہمات وموہمات قرآنی کہ در بادی النظر زیغ ونادانی مشعر بنقص والخطا درجہ آں حبیب ربانی اند صلی اللہ علیہ وسلم ودر حقیقت از قبیل متشابہات اند وعلماء آں را معانی لائقہ وتأویلات کردہ راجع واہل بحق ساختہ اند واز آں جملہ قول حق سبحانہ وتعالیٰ و وجدك ضالاً فهدىٰ. 2

1 جاء الحق وزھق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج ا ص:۱۷۸ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

2 مدارج النبوة للشيخ عبد الحق دهلوی ص:۱۰۶ ناشر مطبع فیض منبع منشی نول کشور بهار

## ترجمہ از غلام معین الدین نعیمی:

وصل اب ان شبہات کو دور کیا جاتا ہے جو قرآن کریم کی بعض مبہم اور موہم آیتوں سے جو لاعلمی یا کجروی سے بادی النظر میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ رفیع میں نقص وخطا کا اشتباہ پیدا کرتی ہیں یہ درحقیقت متشابہات کے قبیل سے ہیں اور علماء نے ان کی مناسب تأویلات اور لائق معانی کر کے حق تعالیٰ کی طرف راجع اور مؤول ٹھرایا ہے اس قبیل سے حق سبحانہ کا یہ ارشاد ہے کہ ووجدك ضالاً فھدیٰ. 1

اس عبارت میں شیخ صاحب نے صرف آیت کریمہ ووجدك ضالاً کو متشابہ بمعنیٰ کالمتشابہ بتایا ہے اور اس پر طویل کلام فرمایا ہے۔ اس کے بعد آگے شیخ عبدالحق صاحب لکھتے ہیں:

بدانکہ اینجا ادبی وقاعدہ ایست کہ بعضی از اصفیاء واز اہل تحقیق ذکر کردہ اند وشناخت آں ورعایت آن موجب حل اشکال وسبب سلامت حال است وآن اینست کہ اگر از جناب ربوبیت جل وتعالیٰ خطابی وعتابی وسطوتی وسلطنتی اسغنای واستعلای واقع شود مثل انك لاتھدی -ولیحبطن عملك -ولیس لك من الامر شئ -وترید زینة الحیٰوة الدنیا وامثال آں یا از جانب نبوت عبودیتی وانکسارے وافتقاری وعجزی ومسکنتی بوجود آید مثل انما انا بشر مثلکم واغضب کما یغضب العبد- ولا اعلم ما وراء ھٰذا الجدار- وما ادری ما یفعل بی ولا بکم وماننداں بوجود آید مارا نباید کہ در آں دخل کنیم واشتراک جوئیم وانبساط نمائیم بلکہ برحد ادب وسکوت وتحاشی توقف نمائیم۔ 2

1 مدارج النبوۃ مع اردو ترجمہ لغلام معین الدین نعیمی ج۱ص:۱۲۱ ناشر شبیر برادرز اردو بازار لاہور

2 مدارج النبوۃ للشیخ عبد الحق دھلوی ص:۱۰۷ ناشر مطبع فیض منبع منشی نول کشور بہار

## ترجمہ از غلام معین الدین نعیمی بریلوی:

جاننا چاہیے کہ اس جگہ اس ادب وقاعدے کو جسے بعض اصفیاء اور اہل تحقیق نے بیان کیا ہے ذھن میں رکھنا اوراس کی رعایت کرنا موجب حل اشکال اور سبب سلامت حال ہے وہ قاعدہ اورادب یہ ہے اگر حضرت ربوبیت جل واعلیٰ کی جانب سے کوئی خطاب وکوئی عتاب دبدبہ کوئی غلبہ کوئی استغناء اورکوئی برتری ایسی واقع ہے جیسی کہ انك لاتهدی -ليحبطن عملك -ليس لك من الامر -تريد زينة الحيٰوة الدنيا اس قسم کی اوربھی مثالیں ہیں یا یہ کہ از جانب نبوت بندگی انکساری احتیاجی عاجزی اور مسکینی کا ظہور ہو جیسے انما انا بشر مثلكم واغضب كما يغضب العبد- وما ادری مايفعل بی ولا بكم -ولا اعلم ماوراء هذا الجدار اس قسم کے تمام وہ اقوال جو وجود میں آئے ہمیں لازم نہیں ہے اور نہ ہمارا یہ مقام ہے کہ ہم اس میں دخل دیں یا اشتراک ڈھونڈ ہیں اور خوشی کا اظہار کریں بلکہ ہمیں ادب وسکوت کی حد پر رہتے ہوئے تحاشی (بیزاری) کا اظہار کرنا چاہیے۔ 1

تنبیہ:اس عبارت کی آخری لائن کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیں توقف کرنا چاہیے نہ کہ بیزاری کرنی چاہیے کیونکہ حدیث رسول سے بیزاری کرنا مؤمن کا کام نہیں ہے لہٰذا یہ ترجمہ ،مترجم کی نااہلی ہے۔

بحرحال قارئین کرام اس پوری عبارت کوآپ بار بار پڑ ہیں اورغور سے دیکھیں کہ شیخ عبدالحق صاحب نے آخرکونسے جملے میں اس آیت کریمہ کو متشابہ بتایا ہے؟ البتہ اس عبارت سے صرف اتنا سمجھ میں آتا ہے کہ شیخ عبدالحق صاحب نے یہ قائدہ محض عوام الناس

1 مدارج النبوة مع اردو ترجمہ لغلام معین الدین نعیمی ج١ ص:١٢٢ ناشر شبیر برادرز اردو بازار لاھور

کے لیے بتایا ہے کیوں کہ جب کوئی عامی آدمی ان آیات کو پڑھیگا تو اس کو طرح طرح کے شبہات پیدا ہوسکتے ہیں مثلا جب وہ یہ آیت کریمہ پڑھیگا کہ آپ ہدایت نہیں کرتے ہوتو ممکن ہے اس کے ذہن میں یہ بات آئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی معنیٰ میں ہادی نہیں ہیں حالانکہ یہ نظریہ غلط ہے اسی طرح کوئی یہ آیت کریمہ پڑھے کہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کا عمل برباد ہوجائیگا تو اس سے کسی عامی کے ذہن میں آسکتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شرک کرسکتے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرک محال ہے اسی طرح اگر کوئی یہ آیت پڑھتا کہ آپ کو اختیار نہیں ہے تو اس سے کسی عامی کے ذہن میں یہ بات آسکتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت بھی نہیں کرسکتے اسی طرح کوئی اگر یہ آیت پڑھتا کہ آپ دنیا کی زندگی کو چاہتے ہوتو اس کو یہ وہم ہوسکتا تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا کے طالب تھے اسی طرح اگر کوئی یہ حدیث پڑھتا کہ میں اسی طرح غصہ ہوتا ہوں جس طرح تم ہوتے ہوتو اس سے ایک عامی آدمی کے ذہن میں یہ بات آسکتی تھی کہ جس طرح ایک عام آدمی غصے میں آکر مغلوب ہوجاتا ہے اس طرح العیاذ باللہ پیغمبر صلی اللہ علیہ بھی مغلوب ہوتے ہیں تو ان تمام غلط اوہام اور تصورات کے دروازے بند کرنے کے لیے حضرت نے فرمادیا کہ ان آیات میں توقف کرو اپنی طرف سے رائے مت دو حتیٰ کہ کسی سمجھدار عالم سے اس کا صحیح مطلب نہ سمجھ لو۔ حاصل یہ کہ یہ قاعدہ عوام کے اعتقاد کے حفاظت کے لیے ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک عالم دین بھی ان آیات کی وضاحت کا حق نہیں رکھتا حاشا وکلا۔

نیز حضرت نے آیت کریمہ ووجدك ضالاً فهدى کو بھی جو متشابہ کہا ہے اس سے اس کی مراد کالمتشابہ ہے نہ کہ حقیقتاً متشابہ یہی تو وجہ ہے کہ حضرت نے خود اس آیت کریم کی تاؑویل کرکے اس کا مطلب بیان کیا ہے اگر حضرت کے نزدیک یہ آیت کریمہ متشابہ ہوتی تو خود بھی اس آیت کی وضاحت نہ کرتے کیوں کہ حنفی مسلک میں متشابہ آیات کا مطلب بیان کرنا

جائز نہیں ہے۔

نیز انما انا بشر مثلکم کیسے متشابہ ہوسکتی ہے حضرت خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے قائل ہیں چنانچہ خود حضرت نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ایک نام بشر شمار کیا ہے۔ دیکھیے : 1

## اشکال:٦-

مولوی احمد یار خان لکھتا ہے:

روزہ وصال کے بارے میں حضور نے فرمایا: ایکم مثلی تم میں ہم جیسا کون ہے؟ بیٹھ کر نفل پڑھنے کے بارے میں فرمایا: لکنی لست کاحد منکم لیکن میں تمہاری طرح نہیں۔ صحابہ کرام نے بہت موقعوں پر فرمایا: اینا مثلہ ہم میں حضور علیہ السلام کی طرح کون ہے؟ احادیث تو فرما رہی ہیں کہ حضور علیہ السلام ہم جیسے نہیں اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم جیسے ہی ہیں ان میں مطابقت کرنا ضروری ہے وہ اس طرح ہوسکتی ہے کہ آیت میں تاویل کی جائے۔ 2

## جواب:

روزے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ایکم مثلی کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی بھی بشریت میں میرے ساتھ شریک نہیں کیوں کہ یوں نہیں فرمایا کہ ایکم بشر مثلی کہ تم میں سے کون میری طرح بشر ہوسکتا ہے؟ بلکہ فرمایا: ایکم

1 مدارج النبوۃ للشیخ عبد الحق دھلوی ص:۳۱۵ ناشر مطبع فیض منبع منشی نول کشور بھار/ مدارج النبوۃ مع اردو ترجمہ لغلام معین الدین نعیمی ج۱ ص:۳۳٦ ناشر شبیر برادرز اردو بازار لاھور

2 جاء الحق وزھق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج۱ ص:۱۷۸ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

مثلی اس فرمان کا مطلب صرف اتنا ہے کہ تم میں سے کوئی بھی روزے رکھنے کی طاقت میں میرے جیسا نہیں تو اس بات کا کس کو انکار ہے؟

اسی طرح بیٹھ کر نفل پڑھنے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لکنی لست کاحد منکم کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ میں تمہاری طرح بشر نہیں کیوں کہ یوں نہیں فرمایا: لست بشرا کاحد منکم بلکہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا بیٹھ کر نفل پڑھنے میں ثواب کے حق میں۔ میں تمہاری طرح نہیں ہوں کیوں کہ مجھے بیٹھ کر نفل پڑھنے میں بھی کھڑے ہو کر پڑھنے کا ثواب ملتا ہے تو اس بات سے کس کو انکار ہے؟

باقی رہی بات صحابہ کرام کا یوں کہنا کہ اینا مثلہ اولاً تو یہ احمد یار خان کا سفید جھوٹ ہے میں نے ۱۷۳ کتب حدیث میں ان الفاظ کو تلاش کیا لیکن مجھے صحابہ کرام سے یہ الفاظ ان کتب میں کہیں بھی نہیں ملے لیکن بالفرض اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ الفاظ ثابت بھی ہو جائیں تو اس سے ہمارے عقیدے پر کیا ضرب لگتی ہے؟ زیادہ سے زیادہ ان الفاظ کا مطلب صرف یہ ہوگا کہ کہ ہم میں سے کوئی بھی کمالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہیں ہو سکتا۔ تو اس بات سے کس کو انکار ہے؟ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ صرف صحابہ کرام نہیں بلکہ صحابہ کرام کے ساتھ پوری امت بلکہ پوری مخلوق بھی مل جائے پھر بھی مصطفٰی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمالات میں برابر نہیں ہو سکتی۔

## اشکال ۷-

مولوی احمد یار گجراتی لکھتا ہے:

تفسیر روح البیان سورہ مریم میں کھیٰعص کے ماتحت ہے کہ حضور علیہ السلام کی تین صورتیں ہیں۔ صورت بشری۔ صورت حقی۔ صورت ملکی بشریت کا ذکر انما انا بشر۔

حقی کا ذکر من رانی فقد رای الحق جس نے ہم کو دیکھا حق کو دیکھا صورت ملکی کا ذکر فرمایا لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل بعض وقت ہم کو اللہ سے وہ قرب ہوتا ہے کہ نہ اس میں مقرب فرشتہ کی گنجائش ہے نہ مرسل نبی کی...............اس آیت میں محض ایک صورت کا ذکر ہے۔ 1

## جواب:

اس آیت کریمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محض صورت بشری کا بیان اس بات پر موقوف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اقدس کی تین قسمیں ہوں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تین صورتیں نہ تو اللہ پاک نے بیان فرمائی ہیں نہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں بلکہ صاحب روح البیان نے یہ قول ایک صوفی زمانہ رکن الدین معز الدولۃ سے نقل کیا ہے تو عقیدے کے باب میں تو غیر معصوم کی تقلید ہی جائز نہیں جیسے کہ خود مولوی احمد یار خان لکھتا ہے:

عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں (.وفی تفسیر روح البیان).............وھو جائز فی الفروع والعملیات ولایجوز فی اصول الدین ولا اعتقادیات بل لا بد من النظر والاستدلال. 2

(عبارت کا مفہوم از راقم) تقلید فروع دین میں تو جائز ہے لیکن اصول دین اور عقائد میں جائز نہیں ہے بلکہ عقائد میں استدلال غور وفکر ضروری ہے۔

تو محض اس صوفی صاحب کے قول پر اعتماد کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صورتیں کیسے مانی جاسکتی ہیں کہ اس بات پر بنیاد رکھتے ہوئے اس آیت کریمہ کو صرف

1 جاء الحق وزھق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج۱ص:۱۷۹ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
2 جاء الحق وزھق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج۱ص:۱۶ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

صورت بشری پرحمل کیا جائے۔

نیز یہ روایت لی مع الله وقت لا یسعنی فيه ملك مقرب ولا نبی مرسل.
۱۷۳ کتب حدیث میں سے کسی بھی حدیث کی کتاب میں مجھے سند کے ساتھ باوجود بسیار تلاش کے نہیں ملی لہٰذا اس روایت کے بنیاد پر تین صورتوں کی تقسیم ہی غلط ہوئی۔

## اشکال ۸:-

مولوی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے:

بہت سے الفاظ وہ ہیں جو پیغمبر اپنے لیے استعمال فرما سکتے ہیں اور وہ ان کا کمال ہے مگر دوسرا کوئی ان کے شان میں یہ کہے تو گستاخی ہے دیکھو آدم علیہ السلام نے عرض کیا ربنا ظلمنا انفسنا یونس علیہ السلام نے رب سے عرض کیا انی کنت من الظالمین موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے فرمایا: فعلتها اذا و انا من الضالین لیکن کوئی دوسرا اگر ان حضرات کو ظالم یا ضال کہے تو ایمان سے خارج ہوگا. اسی طرح بشر کا لفظ بھی ہے۔ 1

## جواب:

اولاً تو احمد یار خان خود بھی کہتا ہے محمد بشر حضور علیہ السلام بشر ہیں۔ دیکھیے: 2
تو کیا خود بھی ایمان سے خارج ہو گئے ہیں؟

ثانیاً: احمد یار خان کا بشر کے لفظ کو ظلمنا ۔ من الظلمین اور من الضالین پر قیاس کرنا غلط ہے کیوں کہ انبیاء علیہم السلام کو ظالم بتانا بلا شبہ گستاخی ہے اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام میں ظلم ہونا یہ ان میں نقصان ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کا بشر ہونا یہ ان کا کمال ہے۔
جیسے کہ مولوی احمد یار نے خود لکھا ہے:

---

1 جاء الحق وزهق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج ا ص: ۱۷۹ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور
2 جاء الحق وزهق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ج ا ص: ۱۷۶ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

انبیاء کی بشریت ان کا کمال ہے۔دیکھیے : 1

لٰہذا انبیاء علیہم السلام میں نقصان بیان کرنا یعنی ان کو ظالم بیان کرنا حرام ہے لیکن ان کی بشریت بیان کرنا ان کا کمال بیان کرنا ہے۔

## دلیل ۳۔

﴿قُل لَّوۡ كَانَ فِى ٱلۡأَرۡضِ مَلَـٰٓئِكَةٌ يَمۡشُونَ مُطۡمَئِنِّينَ لَنَزَّلۡنَا عَلَيۡهِم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُولًا﴾

ترجمہ: آپ کہیے کہ اگر زمیں میں فرشتے پھرتے بستے تو ہم بھی آسمان سے فرشتہ رسول بھیجتے۔(سورہ اسراء آیت نمبر۹۵)

آیت کریمہ کی تشریح: اللہ پاک فرماتے ہیں کہ جب میرے طرف سے لوگوں کے پاس بشر رسول ہدایت کے لیے آئے تو ان کو صرف اس بات نے ہدایت پر آنے سے روکا کہ کیا اللہ پاک نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ تو اللہ پاک نے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ ان سے کہیں کہ اگر زمین میں تمہاری طرح فرشتے رہتے بستے تو میں رسول بھی فرشتہ بھیجتا لیکن جب زمین میں تم لوگ بشر رہتے بستے ہو تو میں نے تمہیں سمجھانے کے لیے تمہارے پاس رسول بھی بشر بھیجا۔

قارئین کرام اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ کفار نے اگرچہ فرشتہ (یعنی نوری) رسول کا مطالبہ کیا لیکن اللہ پاک نے ان کے مطالبے کو غلط قرار دیا اس طرح کہ ہر کسی کے پاس رسول اس کے جنس میں سے آیا کرتا ہے اور تم لوگ چونکہ جنس بشر ہو اس لیے تمہارے لیے رسول بھی جنس بشر میں ہی مناسب ہے اس لیے میں نے تمہاری طرف رسول بشر بھیجا۔

1 جاء الحق وزھق الباطل لمولوی احمد یار خان گجراتی ص:۱۷۹ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

# اس آیت کریمہ کی تشریح مفسرین عظام سے

## ۱- علامہ یحیٰ ابن سلام القیر وانی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۲۰۰) سے:

مفسر زمانہ علامہ یحیٰ ابن سلام القیر وانی لکھتے ہیں:

لكن فيها بشر فارسلنا اليهم بشرا مثلهم. 1

عبارت کا مفہوم: کیونکہ زمین میں بشر رہتے ہیں اس لیے ان کے پاس ان کی طرح بشر رسول بھیجا۔

## ۲- علامہ محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۳۱۰) سے:

مفسر زمانہ علامہ محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں:

انما يرسل الىٰ البشر الرسول منهم. 2

عبارت کا مفہوم: فقط اللہ پاک بشروں کی طرف رسول انہی میں سے بھیجتا ہے۔

## ۳- علامہ ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۳۷۳) سے:

علامہ ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی لکھتے ہیں:

انما يبعث الملائكة الىٰ الملائكة والبشر الىٰ البشر. 3

عبارت کا مفہوم: اللہ پاک فرشتہ (یعنی نوری) رسول فرشتوں (یعنی نوریوں) کی طرف بھیجتے ہیں اور بشروں کی طرف بشر رسول بھیجتے ہیں۔

---

1 تفسیرلیحیٰ بن سلام (المتوفی ۲۰۰)ج۱ ص:۱٦٤ ناشر دار الکتب العربیة بیروت

2 تفسیرجامع البیان لمحمد بن جریر طبری ج۱۷ص۵۵۸ ناشرمؤسسة الرسالة–بیروت

3 تفسیر بحر العلوم لابی اللیث نصر بن محمد السمرقندی ج۲ ص:۳۲۹

## ۴ - علامہ ابن زمینین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۳۹۹) سے:

مفسر زمانہ علامہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف باابن زمینین لکھتے ہیں:

ولکن فیھا بشر فارسلنا الیھم بشرا مثلھم. 1

عبارت کا مفہوم: کیونکہ زمین میں بشر رہتے ہیں اس لیے ان کے پاس ان کی طرح بشر رسول بھیجا۔

## ۵ - علامہ ابوالقاسم محمد بن احمد الغرناطی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۴۱) سے:

علامہ ابوالقاسم محمد بن احمد الغرناطی لکھتے ہیں:

ولکنھم بشر فالرسول الیھم بشر من جنسھم. 2

عبارت کا مفہوم: جب زمین پر رہنے والے بشر ہیں تو رسول بھی ان کی طرف ان کے جنس میں سے بشر آیا۔

## ٦ - علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۹۱۱) سے:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

ملکاً رسولاً اذ لایرسل الیٰ قوم رسول الا من جنسھم. 3

عبارت کا مفہوم: کیوں کہ ہر قوم کے پاس رسول اس کی جنس میں سے بھیجا جاتا ہے (اس لیے اللہ پاک نے بشروں کی طرف رسول بشر ہی بھیجا۔)

---

1 تفسیرلابن ابی زمینین ج۳ ص:٤١ ناشر الفاروق الحدیثیة مصر –القاھرہ

2 تفسیر التسھیل لعلوم التنزیل لمحمد بن احمد الغرناطی ج١ ص:(٤٥٥)ناشر شرکة دار الارقم بن ابی الارقم –بیروت

3 تفسیر جلالین لجلال الدین السیوطی ج١ ص:٣٧٦ ناشر دار الحدیث القاھرہ

## ۷- علامہ قاضی محمد ثناء اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۲۲۵) سے:

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ لکھتے ہیں:

ملکاً رسولاً یعنی لانرسل الیٰ قوم رسولاً الا من جنسھم. 1

عبارت کا مفہوم: کیوں کہ ہم ہر قوم کے پاس رسول اس کی جنس میں سے بھیجتے ہیں (اس لیے ہم نے بشروں کی طرف رسول بشر ہی بھیجا۔)

## ۸- بریلویوں کے پیر محمد کرم شاہ سجادہ نشیں بھیرہ سے:

بریلویوں کا پیر محمد کرم شاہ سجادہ نشیں بھیرہ -سرگودہ اس آیت کی تفسیر کے تحت لکھتا ہے:

ان کے پاس آپ کی رسالت کو تسلیم نہ کرنے کی اگر کوئی دلیل ہے تو صرف یہ کہ آپ بشر ہیں اور ان کے نزدیک بشر مقام رسالت پر فائز نہیں ہوسکتا لیکن ان کا یہ اعتراض بھی لایعنی تھا کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا مقصد تعلیم و ہدایت ہے جب زمین پر بسنے والے انسان ہیں تو ان کی رہنمائی کا فریضہ ان کا ایک ہم جنس ہی احسن طریق پر ادا کرسکتا ہے۔ 2

## ۹- بریلویوں کے مفتی اقدار احمد خان سے:

بریلویوں کا مفتی اقدار احمد خان صاحبزادہ مفتی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے:

نبی کے آنے کا مقصد اس چیز کا تقاضا کرتا ہے کہ انبیاء کرام تو اپنی جنس اپنی اصل ونسل اور اپنی قوم میں ہی تشریف لائیں............ پوری کائنات انسانیت کے لازمی

1 تفسیر مظہری لمحمد ثناء اللہ ج٥ ص:٤٩٣ ناشر مکتبۃ الرشیدیۃ باکستان

2 تفسیر ضیاء القران لمحمد کرم شاہ ج٢ ص:٦٨٦ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز اردو بازار لاہور

تقاضوں کوصرف نبی انسان اور بشر رسول ہی سمجھ سکتا ہے وہ ہی کامل زندگی کے ساتھ پوری قوم کی اصلاح کا بوجھ اٹھاسکتا ہے یہ زمیداری نہ فرشتہ پوری کر سکے نہ کوئی جنات۔ 1

## ۱۰- بریلویوں کے مولوی نعیم الدین مراد آبادی (متوفی ۱۳٦۷) سے:

بریلویوں کا مولوی نعیم الدین مراد آبادی لکھتا ہے:

کیونکہ وہ (رسول) ان کی جنس میں سے ہوتا ہے لیکن جب زمین میں آدمی بستے ہیں تو ان کا ملائکہ میں سے رسول طلب کرنا نہایت ہی بے جا ہے۔ 2

## دلیل ۴-

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ إِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ أَنْفُسِهِمْ﴾(آل عمران:١٦٤)

ترجمہ: بیشک اللہ نے احسان فرمایا اہل ایمان پر کہ ان کی جانوں میں سے ان کے پاس رسول بھیجا۔

آیت کریمہ کی تشریح: اس آیت کریمہ میں اللہ پاک اہل ایمان پر اپنا احسان جتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے تم پر یہ احسان فرمایا کہ رسول تمہاری جان اور جنس میں سے بھیجا یہ بات تمہارے لیے باعث فخر ہے کہ جس جنس یعنی بشر میں سے تم ہو رسول بھی تمہاری طرف اسی جنس بشر میں سے بھیجا کیونکہ جس قوم و قبیلے میں سے کسی فرد کو کوئی بڑا منصب مل جائے تو وہ پوری قوم کے لیے باعث فخر ہوتا ہے ظاہر ہے نبوت سے اونچا اور کونسا منصب ہوسکتا ہے اور وہ منصب تمہاری جنس میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا گیا ہے اس پر رب تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

1 تفسیر نعیمی لاقتدار خان ج۱۵ص:۳۸۳ ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان 2 خزائن العرفان حاشیہ کنزالایمان لنعیم الدین (متوفی ۱۳٦۷) ص:۵۲٦ ناشر ضیاءالقرآن پبلیکیشنز لاہور

# اس آیت کریمہ کی تشریح مفسرین عظام سے

## ۱- علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی (متوفی ۶۷۱) سے:

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی س آیت کی تشریح کے تحت لکھتے ہیں:

من انفسھم ای بشر مثلھم. 1

عبارت کا مفہوم: ان کی جانوں میں سے بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی طرح بشر رسول بھیجا۔

## ۲- علامہ ابن عطیہ الاندلسی (متوفی ۵۴۲) سے:

علامہ ابومحمد عبدالحق بن غالب لکھتے ہیں:

من انفسھم معناہ فی الجنس واللسان والمجاورۃ فکونہ من الجنس یوجب الانس بہ وقلۃ الاستیحاش منہ. 2

عبارت کا مفہوم: ان کی جانوں میں سے بھیجنے کا مطلب یہ ہے ان کی طرف وہ رسول بھیجا جو ان کے ہم جنس، ہم زبان اور پڑوسی تھے پس آپ علیہ السلام کا ان کا ہم جنس ہونا انسیت کو لازم کرتا ہے اور اجنبیت کو کم کرتا ہے۔

## ۳- علامہ القاضی البیضاوی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۵) سے:

علامہ ابوسعید عبداللہ بن عمر البیضاوی لکھتے ہیں:

من انفسھم نسبھم او من جنسھم عربیا مثلھم. 3

1 تفسیر الجامع لاحکام القرآن لمحمد بن احمد القرطبی ج٤ ص:٢٦٣ ناشر دار الکتب المصریۃ -القاھرہ 2 تفسیر المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لعبد الحق بن غالب ص: ٥٣٧ ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت 3 تفسیر انوار التنزیل لابی سعید عبد اللہ بن عمر ج٢ ص:٤٦ ناشر دار الکلم الطیب -بیروت

عبارت کا مفہوم: ان کی جانوں یعنی ان کے نسب اور جنس میں سے ان کی طرح عربی رسول بھیجا۔

## ۴- علامہ ابوسعید محمد بن محمد رحمہ اللہ (متوفی ۹۸۲) سے:

علامہ ابوسعید محمد بن محمد لکھتے ہیں:

من انفسهم ای من نسبهم او من جنسهم عربیا مثلهم. 1

عبارت کا مفہوم: ان کی جانوں یعنی ان کے نسب اور جنس میں سے ان کی طرح عربی رسول بھیجا۔

## ۵- علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۱۲۷) سے:

مفسر زمانہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

من انفسهم ای من نسبهم او من جنسهم عربیا مثلهم. 2

عبارت کا مفہوم: ان کی جانوں یعنی ان کے نسب اور جنس میں سے ان کی طرح عربی رسول بھیجا۔

## ۶- علامہ علی بن محمد الخازن رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۴۱) سے:

علامہ علی بن محمد الخازن لکھتے ہیں:

من انفسهم یعنی من جنسهم عربیا مثلهم. 3

عبارت کا مفہوم: ان کی جانوں یعنی ان کی جنس میں سے ان کی طرح عربی رسول بھیجا۔

1 تفسیر لابی سعودمحمد بن محمد ج۲ ص:۱۰۷ ناشر دار احیاء التراث العربی -بیروت 2 تفسیر روح البیان لاسماعیل حقی (المتوفی ۱۱۲۷)ج۲ ص:۱۲۰ ناشر دار الفکر بیروت 3 تفسیر لباب التأویل لعلی بن محمد الخازن ج۱ ص:۳۱۵ ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت

## ۷-علامہ النسفی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۱۰) سے:

علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی لکھتے ہیں:

من انفسهم من جنسهم عربيا مثلهم. 1

عبارت کا مفہوم: ان کی جانوں یعنی ان کی جنس میں سے ان کی طرح عربی رسول بھیجا۔

## ۸-علامہ ابوالقاسم محمد بن عمرو الزمخشری (متوفی ۵۳۸) سے:

علامہ ابوالقاسم محمد بن عمرو الزمخشری لکھتے ہیں:

من انفسهم من جنسهم عربيا مثلهم. 2

عبارت کا مفہوم: ان کی جانوں یعنی ان کی جنس میں سے ان کی طرح عربی رسول بھیجا۔

## ۹-علامہ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد ثعالبی (متوفی ۸۷۵) سے:

علامہ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد ثعالبی لکھتے ہیں:

من انفسهم فى الجنس واللسان والمجاورة. 3

عبارت کا مفہوم: ان کی جانوں میں سے بھیجنے کا مطلب یہ ہے ان کی طرف وہ رسول بھیجا جو ان کے ہم جنس، ہم زبان اور پڑوسی تھے۔

## ۱۰-بریلویوں کے شیخ الحدیث مولوی غلام رسول سعیدی سے:

بریلویوں کا شیخ الحدیث مولوی غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:

یہ کتنی عجیب بات ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرمائے کہ ہمارا تم پر یہ احسان ہے کہ ہم نے

1 تفسیر مدارك التنزيل لعبد الله بن احمد النسفى ج١ ص:٣٠٨ ناشر دار الكلم الطيب -بيروت 2 تفسير كشاف لابى القاسم محمد بن عمرو ج١ ص:٤٣٥ ناشر دار الكتب العربى -بيروت 3 تفسير الجواهر الحسان فى تفسير القرآن لابى عبد الرحمٰن بن محمد الثعالبى ج ٢ ص: ١٣٦ ناشر دار احياء التراث العربى -بيروت

رسول کو تم میں سے بھیجا اور ہم یہ کہیں کہ نہیں رسول ہماری جنس سے نہیں ہیں ان کی حقیقت کچھ اور ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم میں سے ہونا ہمارے لیے اس وجہ سے احسان ہے تاکہ آپ کے افعال اور آپ کی عبادات ہمارے لیے نمونہ اور حجت ہوں ورنہ اگر آپ کسی اور جنس سے مبعوث ہوتے تو کوئی کہنے والا کہ سکتا تھا کہ آپ کے افعال اور آپ کی عبادات ہم پر حجت نہیں ہیں کیونکہ آپ کی حقیقت اور ہے اور ہماری حقیقت اور ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ یہ افعال اور عبادات کر سکتے ہوں اور ہم نہ کر سکیں! 1

قارئین کرام غلام رسول کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی حقیقت ایک ہے مختلف نہیں ہے۔

## دلیل ۵-

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ﴾

ترجمہ: بیشک آیا تمہارے پاس رسول تمہاری جانوں میں سے۔(سورہ توبہ آیت نمبر ۱۲۸)

آیت کریمہ کی تشریح: اللہ پاک اس آیت کریمہ میں فرماتے ہیں ای لوگو چونکہ تمہارے پاس رسول میں نے تمہاری جان اور جنس یعنی بشر میں سے بھیجا ہے اس لیے وہ آپ پر نہایت مہربان ہے کہ اس پر آپ کی تکالیف بھاری ہوتی ہیں لھذا اس پر اللہ پاک کا شکر ادا کرو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ذات اقدس آپ کے لیے فکر مند ہیں۔

## اس آیت کریمہ کی تشریح مفسرین عظام سے

### ۱- علامہ علی بن محمد الخازن رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۴۱) سے:

علامہ علی بن محمد الخازن لکھتے ہیں:

1 تفسیر تبیان القرآن لغلام رسول سعیدی ج ۳ ص: ۱۳۷ ناشر فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور

من انفسكم يعنى من جنسكم بشر مثلكم. 1

عبارت کا مفہوم: تمہاری جانوں میں سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری جنس میں سے بشر رسول آئے۔

## ۲- علامہ امام الزجاج رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۳۱۱) سے:

علامہ ابراہیم بن السری المعروف بامام الزجاج لکھتے ہیں:

رسول من انفسكم اى هو بشر مثلكم. 2

عبارت کا مفہوم: تمہاری جانوں میں سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس تمہاری طرح بشر رسول آئے۔

## ۳- علامہ ابوالقاسم الاصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۵۰۲) سے:

علامہ ابوالقاسم حسین بن محمد الاصفہانی لکھتے ہیں:

من انفسكم اى من البشر. 3

عبارت کا مفہوم: تمہاری جانوں میں سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس بشر میں سے رسول آئے۔

## ۴- علامہ حسن بن محمد نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۸۵۰) سے:

علامہ حسن بن محمد نیشاپوری فرماتے ہیں:

---

1 تفسير لباب التأويل لعلى بن محمد الخازن ج٢ ص:٤٢٥ ناشر دار الكتب العلمية بيروت 2 تفسير معانى القرآن واعرابه لامام الزجاج ج٢ ص:٤٧٧ ناشر عالم الكتاب بيروت 3 تفسيرلابى القاسم الاصفهانى الراغب الاصفهانى ج٣ ص:٩٦٧ ناشر دار الوطن الرياض

من انفسكم ای من جنس البشر لا الملك لان الجنس الیٰ الجنس اميل. 1

عبارت کا مفہوم: تمہاری جانوں میں سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس جنس بشر میں سے رسول آئے نہ کہ جنس فرشتہ (یعنی نور) میں سے اس لیے کہ جنس جنس کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے۔

## ۵- علامہ محمد ثناء اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۲۲۵) سے:

علامہ محمد ثناء اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

من انفسكم يعنی من الانس دون الملائكة. 2

عبارت کا مفہوم: تمہاری جانوں میں سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس انسانوں میں سے رسول آئے نہ کہ فرشتوں (یعنی نور) میں سے۔

## ۶- علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی (متوفی ۶۷۱) سے:

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی لکھتے ہیں:

رسول من انفسكم ای من الآدميين. 3

عبارت کا مفہوم: تمہاری جانوں میں سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس آدمیوں میں سے رسول آئے۔

## ۷- علامہ ابو حیان محمد بن یوسف الاندلسی (متوفی ۷۴۵) سے:

علامہ ابو حیان محمد بن یوسف الاندلسی لکھتے ہیں:

1 تفسير غرائب القرآن ورغائب الفرقان لحسن بن محمد النيسابوری ج۳ص:۵۵۰ ناشر دار الكتب العلمية بيروت 2 تفسير مظهری لمحمد ثناء الله ج۲۱ص:۱۶۶ ناشر مكتبة الرشيدية باكستان 3 تفسير الجامع لاحكام القرآن لمحمد بن احمد القرطبی ج۱۰ ص:۱۴۲ ناشر دار الكتب المصرية -القاهرة

من انفسکم والمعنیٰ من جنس بنی آدم. 1

عبارت کا مفہوم: تمہاری جانوں میں سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس اولاد آدم کی جنس میں سے رسول آئے۔

## ۸- علامہ ابوالبرکات النسفی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۱۰) سے:

علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی لکھتے ہیں:

من انفسکم من جنسکم و من نسبکم عربی قرشی مثلکم. 2

عبارت کا مفہوم: تمہاری جانوں میں سے آنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس تمہاری جنس اور نسب میں سے تمہاری طرح عربی قریشی رسول آئے۔

## ۹- علامہ فخر الدین الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۶۰۶) سے:

علامہ محمد بن عمر المعروف بفخر الدین الرازی لکھتے ہیں:

وھو من جنسھم کما قال اللہ تعالیٰ لقد جاء کم رسول من انفسکم. 3

عبارت کا مفہوم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم (بھی قریش کی) جنس میں سے تھے جیسے کہ: ﴿لقد جاء کم رسول من انفسکم﴾ سے ثابت ہے۔

## ۱۰- بریلویوں کے شیخ الحدیث مولوی غلام رسول سعیدی سے:

بریلویوں کا شیخ الحدیث مولوی غلام رسول سعیدی اس مذکورہ بالا آیت کریمہ اور کچھ دیگر آیات کریمہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت پر استدلال کرتے ہوئے لکھتا ہے:

---

1 تفسیر البحر المحیط لمحمد بن یوسف الاندلسی ج۳ ص:٤١٥ ناشر دار الفکر بیروت 2 تفسیر مدارك التنزیل لعبد اللہ بن احمد النسفی ج۱ ص:۷۱۹ ناشر دار الکلم الطیب –بیروت 3 تفسیر کبیر لمحمد بن عمر المعروف بفخر الدین الرازی ج۳۰ ص:۵۳۸ ناشر دار احیاء التراث العربی –بیروت

ان تمام آیات میں تصریح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر، انسان اور مرد ہیں لیکن آپ افضل البشر انسان کامل اور سب سے اعلیٰ مرد ہیں۔ 1

## دلیل ٦ -

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِيَ إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (سورہ نحل آیت نمبر ٤٣)

ترجمہ: ہم نے نہیں بھیجے آپ سے پہلے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی کرتے رہے اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھو۔

آیت کریمہ کی تشریح: جب مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یہ اعتراض کیا کہ رسول بشر کیوں بھیجا گیا ہے رسول تو فرشتہ یعنی نوری آتا ہے تو اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ ان کو بتائیں کہ بشر رسول بھیجنا یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے وہ سب کے سب بشر تھے اگر آپ کو اس کا علم نہیں تو علم والوں سے پوچھو وہ آپ کو بتائینگے کہ تمام انبیا علیہم السلام بشر ہی آئے تھے لھذا آپ کا یہ اعتراض بے جا ہے۔

## اس آیت کریمہ کی تشریح مفسرین عظام سے

## ۱- مقاتل بن سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۵۰) سے:

امام زمانہ مقاتل بن سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیهم نزلت فی ابی جهل بن هشام و الولید بن المغیرة و عقبة بن ابی معیط و ذالك انهم قالو ...........

1 تفسیر تبیان القرآن لغلام رسول سعیدی ج ٦ ص: ۱۳۷ ناشر فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور

ابعث اللہ بشرا رسولا یأکل ویشرب وترک الملائکۃ فانزل اللہ عز وجل وما ارسلنا من قبلک یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا رجالا نوحی الیھم ثم قال فاسئلو اھل الذکر یعنی التوراۃان کنتم لاتعلمون بان الرسل کانو من البشر فسیخبرونکم ان اللہ عز وجل لم یبعث رسولا الا من الانس. 1

**عبارت کا مفہوم:** یہ آیت کریمہ ابوجہل بن ہشام، ولید بن مغیرہ اور عقبۃ بن ابی معیط کے متعلق نازل ہوئی جب انہوں نے کہا کیا اللہ پاک نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے! جو کھتا پیتا ہے اور فرشتوں کو رسول نہیں بنا کر بھیجا؟ تو اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی انبیاء (علیہم السلام) بھیجے تھے تو مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے رہے اور آپ ان سے کہیے کہ اگر ان کو یہ علم نہیں کہ انبیاء (علیہم السلام) بشر تھے تو یہ لوگ توراۃ والوں سے پوچھیں وہ ان کو بتادنگے کہ اللہ پاک نے صرف انسان رسول بھیجے۔

## ۲- علامہ محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۳۱۰) سے:

مفسر زمانہ علامہ محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنھمالما بعث اللہ محمداً رسولاً انکرت العرب ذالک قالو اللہ اعظم من ان یکون رسولہ بشرا مثل محمد قال فانزل اللہ.......... وما ارسلنامن قبلک الا رجالاً نوحی الیھم فاسئلو اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون ............فاسئلو اھل الذکر یعنی اھل الکتاب الماضیۃ ابشراً کانت الرسل اتتکم ام ملائکۃ فان کانوا ملائکۃ انکرتم وان کانو بشراًفلا تنکروان یکون محمد رسولاً. 2

1 تفسیر مقاتل بن سلیمان ج۲ ص: ٤٧٠ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت

2 تفسیر الجامع البیان لمحمد بن جریر طبری ج١٧ ص:٢٠٨ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

**عبارت کا مفہوم:** حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے جب اللہ پاک نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا تو عرب نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ اللہ اس سے پاک ہے کہ اس کا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بشر ہو تو اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی اور حکم فرمایا کہ اے لوگو گذشتہ اہل کتاب سے پوچھو کہ کیا گذشتہ انبیاء علیہم السلام بشر تھے یا فرشتے اگر وہ کہیں کہ فرشتے تھے تو تم انکار کرو لیکن اگر وہ بھی کہیں کہ گذشتہ انبیا علیہم السلام بشر تھے تو تم پر بھی لازم ہے بشر ہونے کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکا مت کرو۔

## ۳- علامہ عبدالکریم بن ھوازن رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۴۶۵) سے:

علامہ عبدالکریم بن ہوازن القشیر ی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

الا رجالاً نوحی الیھم..........تعجبو ان یکون من البشر رسلاً فاخبرو ان الرسل کلھم کانو من البشر. 1

**عبارت کا مفہوم:** جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر ہونے میں تعجب کیا تو اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرما کر لوگوں کو خبر دی کہ بیشک تمام انبیاء بشر تھے لھٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر ہونے میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

## ۴- علامہ منصور بن محمد السمعانی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۴۸۹) سے:

علامہ منصور بن محمد السمعانی لکھتے ہیں:

الا رجالا نوحی الیھم معناہ الا رجالاً من البشر. 2

**عبارت کا مفہوم:** یہ ہے کہ انبیاء کے مرد ہونے کا مطلب بشر ہونا ہے۔

---

1 تفسیر لطائف الاشارات لعبد الکریم بن ھوازن القشیری ج۲ ص:۲۹۹ ناشر الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب –مصر

2 تفسیرلمنصور بن محمد السمعانی ج۳ ص:۱۷٤ ناشر دار الوطن الریاض –السعودیۃ

## ۵-علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۶۰۶) سے:

علامہ ابوعبداللہ محمد بن عمر المعروف بفخر الدین رازی لکھتے ہیں:

الا رجالاً نوحی الیھم فبین ان ھٰذہ عادۃ اللہ تعالیٰ فی الرسل من قبل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ..........فلامقال علیہ فی کونہ بشرا. 1

عبارت کا مفہوم: آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کو بشر بھیجنا یہ اللہ رب العلمین کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے پہلے ہی عادۃ رہی ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر ہونے پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

## ۶-علامہ ابوالبرکات النسفی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۱۰) سے:

علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی لکھتے ہیں:

ولما قالت قریش اللہ اعظم من ان یکون رسولہ بشرا نزل وما ارسلناك........ان اللہ لم یبعث الیٰ الامم السابقۃ الا بشرا. 2

عبارت کا مفہوم: جب قریش نے کہا کہ اللہ پاک کا شان اس سے اونچا ہے کہ اس کا رسول بشر ہو تو اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرما کر بتا دیا کہ اللہ پاک نے گذشتہ امتوں کی طرف صرف بشر رسول ہی بھیجے تھے (لھٰذا اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔)

## ۷-علامہ سید محمود بن عبداللہ آلوسی (متوفی ۱۲۷۰) سے:

علامہ سید محمود بن عبداللہ آلوسی لکھتے ہیں:

وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی ........رد لقریش حیث انکروا

1 تفسیر کبیر لمحمد بن عمر المعروف بفخر الدین الرازی ج۲۲ ص:۱۲۲ ناشر دار احیاء التراث العربی –بیروت

2 تفسیر مدارك لعبد اللہ بن احمد النسفی ج۲ ص:۲۱٤ ناشر دار الکلم الطیب –بیروت

رسالة محمد صلی الله علیه وسلم وقالو الله اعظم من ان یکون رسوله بشرا فهلا بعث الینا ملکاً ای جرت السنةالالٰهیة حسبما اقتضته الحکمة بان لا نبعث للدعوة العامة الا بشراً. 1

عبارت کا مفہوم: اس آیت کریمہ میں قریش کا رد ہے کیوں کہ انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کیا اور کہا کہ اللہ پاک کا شان اس سے اونچا ہے کہ بشر اس کا رسول ہو ہماری طرف فرشتہ رسول کیوں نہیں بھیجا تو اس آیت کریمہ کو نازل کر کے بتایا گیا کہ کسی حکمت کے تقاضے کے مطابق اللہ پاک کی یہ سنت رہی ہے کہ وہ اللہ پاک دعوۃ عامہ کے لیے صرف بشر کو ہی رسول بھیجتے ہیں۔

## ۸- علامہ علی بن محمد الخازن رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۴۱) سے:

علامہ علی بن محمد الخازن رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

نزلت هٰذه الآیة جوابا لمشرکی مکة حیث انکروا نبوة محمد صلی الله علیه وسلم وقالو الله اعظم من ان یکون رسوله بشرا فهلا بعث الینا ملکاًالینافاجابهم الله عز وجل بقوله وما ارسلنا من قبلك یا محمد الا رجالا یعنی مثلك نوحی الیهم والمعنی ان عادة الله عز وجل جاریة من اول مبدأ الخلق انه لم یبعث الا رسولا من البشر فهٰذه عادة مستمرة جاریة قدیمة. 2

عبارت کا مفہوم: یہ آیت کریمہ مشرکین مکہ کے جواب میں نازل ہوئی جب انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کا انکار کیا اور کہا کہ اللہ پاک کا شان اس سے اونچا ہے کہ اس

---

1 تفسیر روح المعانی لسید محمودبن عبد الله الآلوسی ج۷ص:۳۸۶ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 2 تفسیر لباب التأویل لعلی بن محمد الخازن ج۳ص:۷۸ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

کا رسول بشر ہو پس ہماری طرف فرشتہ رسول کیوں نہیں بھیجا تو اللہ پاک نے ان کو جواب دیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے پہلے بھی آپ کی طرح مرد رسول بھیجے تھے جن کی طرف وحی کرتے رہے مطلب یہ ہے کہ ابتداء خلق سے لیکر اللہ پاک کی یہ عادۃ رہی ہے کہ ہمیشہ سے اللہ پاک نے بشر رسول بھیجے اور یہ ہمیشہ رہنے والی سنت پرانے زمانے سے جاری ہے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک۔)

## ۹- بریلویوں کے شیخ الحدیث مولوی غلام رسول سعیدی سے:

بریلویوں کا شیخ الحدیث مولوی غلام رسول سعیدی اپنی تفسیر تبیان القرآن ج ۳ ص: ۱۳۷ ناشر فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور میں اس مذکورہ بالا آیت کریمہ اور کچھ دیگر آیات کریمہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت پر استدلال کرتے ہوئے لکھتا ہے:

ان تمام آیات میں تصریح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر، انسان اور مرد ہیں لیکن آپ افضل البشر انسان کامل اور سب سے اعلیٰ مرد ہیں۔ 1

## ۱۰- بریلوی مولوی نعیم الدین مرادآبادی (متوفی ۱۳۶۷) سے:

بریلویوں کا مولوی نعیم الدین مرادآبادی لکھتا ہے:

یہ آیت مشرکین مکہ کے جواب میں نازل ہوئی جنھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اس طرح انکار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے برتر ہے کہ وہ کسی بشر کو رسول بنائے انہیں بتایا گیا کہ سنت الٰہی اسی طرح جاری ہے ہمیشہ اس نے انسانوں میں سے مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا۔ 2

1 تفسیر تبیان القرآن لغلام رسول سعیدی ج ۳ ص: ۱۳۷ ناشر فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور

2 خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان لنعیم الدین مرادآبادی ص: ۴۸۸ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

## دلیل ۷۔

﴿اللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلَائِکَۃِ رُسُلاً وَمِنَ النَّاس﴾

ترجمہ: اللہ (پاک) انتخاب کرتے رسولوں کا فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے۔(سورہ حج آیت نمبر ۷۵)

آیت کریمہ کی تشریح: اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول یا تو انسان ہوتا ہے یا فرشتہ۔یہ بات تو مسلمہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتہ رسول نہیں کیوں کہ فرشتہ ہونے سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف انکار کروایا گیا ہے جیسے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿لَا أَقُوۡلُ لَکُمۡ إِنِّیۡ مَلَکٌ﴾

میں آپ سے نہیں کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔(سورہ انعام آیت ۵۰)

تو اب اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا بھی انکار کیا جائے تو یوں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی رسالت کا بھی انکار ہو جائیگا لھٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا منکر از روئے قرآن کریم آپ کی رسالت کا منکر ہے اور جو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی رسالت کا منکر ہے وہ واضح کافر ہے۔

## اس آیت کریمہ کی تشریح مفسرین عظام سے

### ۱- علامہ ابوالقاسم ابن جزی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۴۱) سے:

علامہ ابوالقاسم محمد بن احمد بن عبداللہ بن جزی لکھتے ہیں:

اللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلَائِکَۃِ رُسُلاً وَمِنَ النَّاسرد علیٰ من انکر ان یکون الرسول من البشر. 1

1 تفسیر التسھیل لعلوم التنزیل لابی القاسم محمد بن احمد ج۲ ص:٤٦ ناشر شرکۃ دار الارقم بن ابی الارقم –بیروت

**عبارت کا مفہوم:** اس آیت کریمہ میں رد ہے ان لوگوں کا جو رسول کے بشر ہونے کا انکار کرتے ہیں۔

## ۲-علامہ نظام الدین حسن بن محمد رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۰) سے:

**علامہ نظام الدین حسن بن محمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:**

وحین رد علیٰ اھل الشرک معتقدھم فی الالھیات اراد ان یرد علیھم عقیدتھم فی النبوات وھی ان الرسول لایکون بشرا فقال اللّٰہُ یَصْطَفِیُ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ رُسُلاً وَمِنَ النَّاس. 1

**عبارت کا مفہوم:** جب اللہ پاک نے مشرکین کے الوہیت کے عقیدوں میں رد فرمایا تو اس آیت کریمہ میں انکے نبوۃ کے عقیدے کے متعلق رد فرما رہے ہیں وہ انکا یہ عقیدہ تھا کہ رسول بشر نہیں ہوسکتا تو اللہ پاک نے فرمایا میں بشروں میں سے رسول کا انتخاب کرتا ہوں (لھذا یہ انکار بشریت رسول کا عقیدہ غلط ہے۔)

## ۳-علامہ ابوالبرکات النسفی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۱۰) سے:

**علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی لکھتے ہیں:**

اللہ یصطفی یختار من الملائکۃ رسلا کجبریل ومیکائیل واسرافیل وغیرھم ومن الناس رسلا کابراھیم وموسی وعیسی ومحمد علیھم السلام ھذا رد لما انکروہ من ان یکون الرسول من البشر وبیان ان رسل اللہ علیٰ ضربین ملک وبشر. 2

---

1 تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان لحسین بن محمد ج۵ ص:۱۰۱ ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت 2 تفسیر مدارک التنزیل لعبد اللہ بن احمد النسفی ج۲ ص:۴۵۵ ناشر دار الکلم الطیب -بیروت

عبارت کا مفہوم: اللہ پاک انتخاب کرتے رسولوں کا فرشتوں میں سے جیسے جبریل ،میکائیل ،اسرافیل وغیرہ اور انتخاب کرتے ہیں رسولوں کا لوگوں میں سے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام ،حضرت موسیٰ علیہ السلام ،حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت میں رد ہے ان لوگوں کا جو رسول کے بشر ہونے کا انکار کرتے ہیں اور اس آیت میں یہ بھی بیان ہے کہ رسولوں کی دو قسمیں ہیں فرشتہ اور بشر۔

## ۴- علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۷۴) سے:

علامہ ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر لکھتے ہیں:

مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلآئِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ..........ورسله تشتمل رسله من الملائكة والبشر كما قال تعالیٰ اللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلاً وَمِنَ النَّاس. 1

عبارت کا مفہوم: اس آیت کریمہ میں ''ورسله'' کا لفظ رسولوں کے دونوں قسموں فرشتہ اور بشر دونوں کو شامل ہے جیسے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ اللہ (پاک) انتخاب کرتے رسولوں کا فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے۔

## ۵- بریلوی مولوی نعیم الدین مرادآبادی (متوفی ۱۳۶۷ھ) سے:

بریلویوں کا مولوی نعیم الدین مرادآبادی لکھتا ہے:

فرشتوں میں سے رسول مثل جبریل میکائیل وغیرہ کے اور آدمیوں میں سے مثل حضرت ابراہیم وحضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ وحضرت سید عالم صلاۃ اللہ تعالیٰ علیہم وسلامہ کے۔شان نزول: یہ ہے کہ یہ آیت ان کفار کے رد میں نازل ہوئی جنہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ بشر کیسے رسول ہوسکتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل

1 تفسیرابن کثیرلا سماعیل بن عمر بن کثیر ج ١ ص:٣٤٢ ناشر دار طیبه للنشروالتوزیع

فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ مالک ہے جسے چاہے اپنا رسول بنائے وہ انسانوں میں سے بھی رسول بناتا ہے اور ملائکہ میں سے بھی جنہیں چاہے۔ 1

## دلیل ۸۔

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُواْ عِبَاداً لِّي مِن دُونِ اللّهِ وَلَـكِن كُونُواْ رَبَّانِيِّينَ﴾

ترجمہ: کسی بشر کے لیے مناسب نہیں جس کو اللہ (پاک) کتاب، نبوۃ اور دانائی عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ میری عبادت کرنے والے بن جاؤ بلکہ یہ کہے کہ اللہ والے ہو جاؤ۔ (سورہ آل عمران آیت نمبر ۷۹)

آیت کریمہ کی تشریح: اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب و نبوت بشر کو ملتی ہے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نبوۃ و کتاب ملی ہے اس سے پتہ چل گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بشر ہیں۔

## شان نزول

حضرت امام احمد بن حسین البیہقی متوفی (۴۵۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں:

عن ابن عباس ..........قال ابو رافع القرظی حین اجتمع عنده النصاریٰ والاحبار فدعاهم رسول الله صلى الله عليه وسلم الیٰ الاسلام اترید منا یامحمد ان نعبدك كما تعبد النصاریٰ عیسیٰ بن مریم فقال رجل من اهل نجران نصرانی یقال له الربیس وذالك ترید یا محمد والیه تدعو او كما قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم معاذالله ان اعبد غیر الله او آمر بعبادة

1 خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان لنعیم الدین ص: ۱۱۳ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

غیـره مـا بـذالك بعثنی و لا امرنی فانزل الله فی ذالك من قولهماما کَانَ لِبَشَرٍ أَن یُؤْتِیَـهُ اللّٰهُ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُولَ لِلنَّاسِ کُونُواْ عِبَاداً لِّی مِن دُونِ اللّٰهِ وَلَـکِن کُونُواْ رَبَّانِیِّینَ الخ. 1

**عبارت کا مفہوم:** جب نصاریٰ اور ان کے علماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دین اسلام کی دعوۃ دی تو ان میں ایک شخص ابورافع القرظی نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ یہ چاہتے ہو کہ ہم آپ کی اس طرح عبادت کریں جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں تو وہیں پر ایک دوسرے نصرانی شخص جس کو ربیس کے نام سے پکارا جاتا تھا اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ یہی چاہتے ہو اور اسی کی دعوت دیتے ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں غیر اللہ کی عبادت کروں یا غیر اللہ کی عبادت کا کسی دوسرے کو حکم دوں نہ اللہ پاک نے مجھے اس حکم سے بھیجا ہے اور نہ ہی اللہ پاک نے مجھے یہ حکم دیا ہے تو اس موقع پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی (جس کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی بشر صاحب کتاب ونبوت ایسی دعوۃ نہیں دے سکتا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی باوجود صاحب نبوۃ وکتاب ہونے کے ایسی دعوت کیسے دے سکتے ہیں۔)

# باب ثانی: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل احادیث سے

## ۱۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

عن عبد الله صلی النبی صلی الله علیه و سلم قال ابراهیم لا ادری زاد او نـقـص فـلـما سلم قیل له یا رسول الله احدث فی الصلاةشیٔ قال و ما ذاك قالو

1 دلائل النبوة لاحمد بن الحسین البیهقی ج٥ ص:٣٨٤ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

صليت كذا و كذا فثنىٰ رجليه و استقبل القبلة و سجد سجدتين ثم سلم فلما اقبل علينا بوجهه قال انه لو حدث فی الصلاة شئ لنبأتكم به و لكن انما انا بشر مثلكم انسىٰ كما تنسون فاذا نسيت فذكرونی. 1

**عبارت کا مفہوم:** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی تو نماز میں کمی یا زیادتی ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا یا تو لوگوں نے عرض کیا اللہ کے رسول کیا نماز میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا حکم؟ تو لوگوں نے عرض کیا اللہ کے رسول آپ نے اس اس طرح نماز پڑہائی ہے تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے پیر مبارک پھلائے اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیر کر ہم پر متوجہ ہوئے اور فرمایا اگر نماز میں کوئی نیا حکم آیا ہوتا تو میں آپ کو ضرور خبر دیتا لیکن چونکہ میں تمہاری طرح بشر ہوں اسی طرح بھول جاتا ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو پس جب میں بھول جاؤں تو آپ یاد دلایا کریں۔

## ۲-حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے:

عن ام سلمة (رضی الله تعالىٰ عنها )ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انما انا بشر وانكم تختصمون الى ولعل بعضكم ان يكون الحن بحجته من بعض فاقضى على ما نحو ما اسمع فمن قضيت له بحق اخيه شيئاً فلا يأخذه فانما اقطع له بقطعة من النار. 2

**عبارت کا مفہوم:** حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی

1 صحيح البخاری لمحمد بن اسماعيل البخاری ( المتوفى ۲۵۶)ج۲ ص:۵۸ ناشر قديمی كتب خانه كراتشی باكستان 2 صحيح البخاری لمحمد بن اسماعيل البخاری( المتوفى ۲۵۶)ج۲ ص:۱۰۶۲ ناشر قديمی كتب خانه كراتشی باكستان

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بشر ہوں اور تم لوگ میرے پاس اپنے فیصلے لاتے ہو اور تم میں سے بعض بعض سے اپنی مدعیٰ سمجھانے میں زیادہ ماہر ہوتے ہیں تو میں جس طرح سنتا ہوں اسی طرح فیصلہ کردیتا ہوں پس جس کے حق میں میں نے اس کے بھائی کے حق کے ساتھ اگر فیصلہ کرلیا تو اس کو چاہیے کہ وہ اس بھائی سے وہ چیز نہ لے ورنہ تو یوں سمجھیں کہ جیسے میں نے اس کے ہاتھ میں آگ کی چنگاری دے دی۔

## ۳۔حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

عن زید بن ارقم ..........قال قام رسول الله صلى الله عليه و سلم يوماً فينا خطيباً .........ثم قال الا ايها الناس فانما انا بشر يوشك ان يأتى رسول ربى فاجيب وانا تارك فيكم الثقلين اولهما كتاب الله ..........ثم قال واهل بيتى اذكركم الله فى اهل بيتى اذكركم الله فى اهل بيتى اذكركم الله فى اهل بيتى. 1

عبارت کا مفہوم: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوگئے آپ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا خبردار اے لوگو فقط میں بشر ہوں عنقریب میرے رب کا قاصد میرے پاس آئیگا اور میں اس کی بات مانوں گا (یعنی فرشتہ دنیا سے رخصت کرنے کے لیے آئیگا اور میں اس کی بات مان کر دنیا سے رخصت ہوجاؤں گا اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے اول کتاب اللہ ہے...........اور فرمایا میرا اہل بیت ہے میں اپنے اہل بیت کے متعلق آپ کو اللہ یاد دلاتا ہوں میں اپنے اہل بیت کے متعلق آپ کو اللہ یاد دلاتا ہوں میں اپنے اہل بیت کے متعلق آپ کو اللہ یاد دلاتا ہوں۔

1 الصحيح لمسلم بن الحجاج( المتوفى ٢٦٠)ج٢ ص:٢٧٩ ناشر قديمى كتب خانه كراتشى باكستان

## ۴-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۵۸) سے:

عن سالم مولیٰ النصريين قال سمعت اباهريرة يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول اللهم انا محمد بشر يغضب كما يغضب البشر و انى قد اتخذت عندك عهداً لم تخلفنيه فايما مؤمن اٰذيته او سببته او جلدته فاجعلها له كفارة و قربة تقربه بها اليك يوم القيٰمة. 1

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے ای میرے اللہ میں محمد بشر ہوں اسی طرح ناراض ہوتا ہوں جس طرح بشر ناراض ہوتا ہے اور میں نے آپ سے عہد لے رکھا ہے جس کی آپ مخالفت نہیں فرمائینگے کہ جس بھی مؤمن کو میں نے ایذا دی یا اس کو برا بھلا کہا یا اس کو کوڑے لگائے تو یہ سب کچھ اس کے حق میں اس کے گناہوں کا کفارہ بنادے اور ایسی قربۃ کا ذریعہ بنادے جس کے ذریعے آپ اس کو قیامت کے دن اپنے قریب کریں۔

## ۵-حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

عن رافع بن خديج قال قدم النبى صلى الله عليه و سلم وهم يأبرون النخل يقول يلقحون النخل فقال ما تصنعون قالو كنا نصنعه قال لعلكم لولم تفعلو كان خيرا قال فتركوه فنفضت او قال فنقصت قال فذكرو ذالك له فقال انما انا بشر اذا امرتكم بشئ من دينكم فخذو به و اذا امرتكم بشئ من رأيى فانما انا بشر. 2

---

1 الصحيح لمسلم بن الحجاج (المتوفى ٢٦٠) ج٢ ص:٣٢٤ ناشر قديمى كتب خانه كراتشى باكستان 2 الصحيح لمسلم بن الحجاج (المتوفى ٢٦٠) ج٢ ص:٢٦٤ ناشر قديمى كتب خانه كراتشى باكستان

**عبارت کا مفہوم:** حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ اپنی کھجوروں کو نر دیتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر استفسار فرمایا کہ یہ کیا چیز ہے؟ تو لوگوں نے عرض کیا اللہ کے رسول ہم کھجورں کو نر دیتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نہیں دو تو اچھا ہے تو لوگوں نے اس دفعہ کھجورں کو نر نہیں دیا جس کی وجہ سے پھل کم ہوا تو صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ کے رسول آپ نے ہمیں نر دینے سے منع فرمایا اور ہم نے اپنی کھجورں کو نر نہیں دیا جس کی وجہ سے پھل کم آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعے پر ارشاد فرمایا فقط میں بشر ہوں جب میں آپ کو کسی دینی امر کے متعلق حکم دوں تو آپ اس کو لے لیں لیکن جب میں آپ کو اپنی راء سے کوئی مشورہ دوں تو میں بھی بشر ہوں۔

## ٦- حضرت عبداللہ بن جبیر الخزاعی (مختلف فی صحبتہ) سے:

عن عبد الله بن جبير الخزاعی قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مع اصحابه اذا خذرجل من اصحابه ثوباً يظلله فكشطه النبی صلى الله عليه وسلم وقال انما انا بشر مثلكم. 1

حضرت عبداللہ بن جبیر الخزائی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ تھے اچانک صحابہ کرام میں سے ایک شخص نے کپڑا لیکر آپ علیہ الصلاۃ والسالم پر سایہ کیا تو آپ علیہ السلام نے اس کو ہٹایا اور فرمایا کہ میں بھی آپ کی طرح بشر ہوں (اس لیے مجھ پر سایہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں)

1 مسند ابن ابی شیبة لعبد الله بن محمد( المتوفى ٢٣٥)ج٢ص:٢٠٣ ناشر دار الوطن -الرياض (حديث نمبر ٦٨٨)

## ۷-حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۵۱) سے:

عن ابی بکرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم استفتح الصلاۃ فکبر ثم اومأ الیھم ان مکانکم ثم دخل فخرج و رأسہ یقطر فصلیٰ بھم فلما قضیٰ الصلاۃقال انما انا بشر و انی کنت جنباً. 1

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کروائی اور تکبیر بھی کہی پھر لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر ٹھرے رہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے اور پھر باہر تشریف لائے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے قطرے ٹپک رہے تھے پھر نماز پڑھائی اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہو سلم نے فرمایا فقط میں بشر ہوں اور میں حالت جنابت میں تھا۔

## ۸-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۵۸) سے:

قال ابو عبد الرحمن سمعت اباھریرہ یقول لما حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ابنتہ و ھی تموت و ھی تحت عثمان فاضت عیناہ و بکت برکۃ و نتفت رأسھا فزجرھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فقالت اتبکی یارسول اللہ و نحن سکوت قال ان الذی رأیت منی رحمۃ لھا و انما انا بشر ان المؤمن

1 ۱-مسند احمد لابی عبد اللہ احمد بن حنبل (المتوفی ۲۴۱)ج۳۴ ص:۶۳ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ بیروت (رقم الحدیث ۲۰۴۲۰)/ ۲-صحیح ابن خزیمۃ لابی بکر محمد بن اسحاق( المتوفی ۳۱۱)ناشر المکتب الاسلامی -بیروت (رقم الحدیث ۱۶۲۸)/ ۳-المعجم الصغیر لسلیمان بن احمد الطبرانی (المتوفی ۳۶۰)ناشر المکتب الاسلامی دار عمار -بیروت عمان

بکل منزلة صالحة من الله علی عسر او یسر. 1

ترجمہ: ابوعبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ سے سنا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صاحبزادی کا انتقال ہورہا تھا جو حضرت عثمان کے نکاح میں تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں مبارکہ سے آنسوں آگئے تو برکتہ نے رونا اور اپنے بال نوچنا شروع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ڈانٹا تو اس نے کہا یا رسول اللہ آپ روتے رہیں اور ہم خاموش رہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جو آپ میرا رونا دیکھ رہی ہو یہ اس کے لیے رحمت ہے اور فقط میں بشر ہوں بیشک مؤمن ہر وقت اللہ کا ہی ہوتا ہے چاہے آسانی ہو یا مشکل ہو۔

## ۹-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۵۸) سے:

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه يقول ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال ........انما انا بشر اعوذ بالله من الشيطان. 2

عبارت کا مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقط میں بشر ہوں میں اللہ پاک سے شیطان کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

## ۱۰-حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۵۸) سے:

ثعلبة بن عباد من اهل البصرة وانه شهد خطبة لسمرة بن جندب رضی الله عنه قال وافقنا النبی صلی الله عليه وسلم حين خرج الیٰ الناس فصلی وذكر الموت وقال انما انا بشر رسول فاذكركم بالله ان كنتم تعلون انی قصرت فی

1 المنتخب من مسند عبد بن حميد لابی محمد عبد الحميد بن حميد الكشی (المتوفی ۲۴۹) ص:۴۲۲ ناشر مكبة السنة القاهره 2 المنتخب من مسند عبد بن حميد لابی محمد عبد الحميد بن حميد الكشی (المتوفی ۲۴۹) ص:۴۲۲ ناشر مكبة السنة القاهره

شئ من تبلیغ رسالات ربی قالوا نشهد انك بلغت رسالات ربی وادیت الذی علیك. 1

ثعلبہ بن عباد جب کوفہ میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ کے خطبے میں حاضر ہوئے تو حضرت سمرہ بن جندب نے فرمایا ہم پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور موت کو یاد فرمایا اور فرمایا میں بشر رسول ہوں میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں اگر تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے رب کے پیغام پہنچانے میں کوئی کمی کی ہو تو صحابہ نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے اپنے رب کا پیغام پہنچایا اور اس کا حق ادا کیا۔

## ۱۱-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (متوفی ٦٨) سے:

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال کا ن رسول الله صلی الله علیه وسلم یطوف فی النخل بالمدینةفجعل الناس یقولون فیها صاع فیها وسق فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فیها کذا وکذا ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما انا بشر فما حدثتکم عن الله فهو حق وما قلت فیه من قبل

1 ۱-خلق افعال العباد لمحمد بن اسمعیل البخاری (التوفی ٢٥٦)ناشر دار المعارف السعودیة -الریاض ص:٩٢/ ٢-مستدرك حاکم لابی عبد الله محمد بن عبد الله الحاکم النیسابوری (المتوفی٤٠٥)ج١ ص:٤٧٨ رقم الحدیث ١٢٣٠ ناشر دار الکتب العلمیة-بیروت/ ٣-المعجم الکبیر لسیمان بن احمد الطبرانی(المتوفی ٣٦٠) ج٧ ص:١٨٩ رقم الحدیث ٦٧٩٧ مکتبة ابن تیمیة -القاهره/ ٤-صحیح ابن خزیمة لابی بکر محمد بن اسحاق (المتوفی ٣١١)ج٢ص:٣٢٥ رقم الحدیث ١٣٩٧ ناشر المکتب الاسلامی -بیروت/ ٥-السنن الکبریٰ لاحمد بن الحسین البیهقی (المتوفی ٤٥٨)ج٣ ص:٤٧١ رقم الحدیث ٦٣٦١ ناشر دار الکتب العلمیة-بیروت

نفسی فانما انا بشر اخطئ و اصیب. 1

عبارت کا مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں چکر لگا رہے تھے تو لوگوں نے اس باغ کے پھل کا مقدار اندازے سے بتانا شروع کیا کسی نے کہا کہ اس میں صاع ہے کسی نے کہا کہ اس میں وسق ہے تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی فرمایا اس میں اتنا اتنا ہے پھر بعد میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا فقط میں بشر ہوں اگر میں آپ کو کوئی بات اللہ پاک کی طرف سے (یعنی دین کی بات) بتاؤں تو وہ حق ہوگی لیکن اگر اپنی طرف سے کوئی دنیوی بات بتاؤں تو میں بشر ہوں خطا بھی کرتا ہوں اور صحیح بھی کہتا ہوں۔

## ۱۲-ابوجعفر الخطمی رحمہ اللہ تعالیٰ من الذین عاصروا صغار التابعین سے:

عن ابی جعفر الخطمی ان رجلا کان یکنیٰ اباعمرة فقال له النبی صلی الله علیه وسلم یا ام عمرة فضرب الرجل یده الیٰ مذاکیره فقال له النبی صلی الله علیه وسلم مه قال والله ماظننت الا انی امرأة لما قلت لی یا ام عمرة فقال النبی صلی الله علیه وسلم انما انا بشر مثلکم امازحکم. 2

ابوجعفر الخطمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ ایک شخص کا کنیہ ابوعمرہ تھا آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ام عمرہ کہکر پکارا تو اس شخص نے اپنے شرمگاہ پر ہاتھ مارا آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا چھوڑو تو اس نے کہا اللہ کی قسم اللہ کے رسول جب آپ نے مجھے ام

1 مسند البزار لابی بکر احمد بن عمرو المعروف بالبزارج ۱۱ ص: ۲۵۰ رقم الحدیث ۵۰۳۳ ناشر مکتبة العلوم والحکم - المدینة المنورة 2 ۱-معجم ابن الاعرابی لابی سعید بن الاعرابی (المتوفی ۳۴۰) ج۳ ص: ۱۰۲۷ رقم الحدیث ۲۱۴۴ ناشر دار ابن الجوزی المملکة العربیة السعودیة / ۲-تاریخ الاسلام لابی عبد الله احمد بن محمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷۴۸) ج۱ ص: ۴۸۹ ناشر دار الکتاب العربی - بیروت

عمرہ کہا تو مجھے یہ گمان ہوا کہ میں عورت تو نہیں ہوں تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں میں بھی آپ سے مذاق کرتا ہوں۔

# باب ثالث: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل

# اقوال صحابہ سے

## ۱۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۴۰) سے:

(قال مجاهد) حدثني ابو معمر عبد الله بن سخبرة قال كنا مع علي ننتظر جنازة فمرت علينا جنازة اخرىٰ فقمنا فقال علي والله ما فعل ذالك النبي صلى الله عليه وسلم الا مرة بجنازة يهودي مرت عليه ما فعله قبلها ولا بعدها و كان النبي صلى الله عليه وسلم بشرا لايعلم الا ما علم. 1

عبارت کا مفہوم: حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن سخبرہ نے بتایا کہ ہم ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جنازے کا انتظار کر رہے تھے اس دوران ایک دوسرے جنازے کا ہم پر گذر ہوا تو ہم کھڑے ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے ایک دفعہ ایک یہودی کے جنازے کے علاوہ کبھی بھی نہ اس سے پہلے کسی جنازے کے لیے کھڑے ہوئے نہ اس کے بعد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے اور نہیں جانتے تھے مگر وہی بات جو اللہ پاک کی طرف سے سکھائے جاتے تھے۔

1 مسند الرؤياني لابى بكر محمد بن هارون الرؤياني (المتوفى ٣٠٧)ج١ ص:٣٢٤ ناشر مؤسسا ـ قرطبه –القاهره

## ۲-حضرت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (متوفی ۵۷) سے:

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها سئلت ما كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يعمل فی بيته ؟قالت كان بشرا من البشر يفلی ثوبه ويحلب شاته ويخدم نفسه. 1

**عبارت کا مفہوم:** حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے پوچھا گیا کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ تو اس نے کہا کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام بشروں میں سے ایک بشر تھے اپنے کپڑوں میں سے موذی چیزیں خود نکالتے اور اپنی بکری کا دودھ بھی خود نکالتے اسی طرح اپنی خدمت بھی خود کرتے۔

## اچھروی کا ایک مکر اور اس کا جواب:

اچھروی صاحب لکھتا ہے:

۱-یہ حدیث اخبار آحاد سے ہے قرآن شریف کے مقابلے میں حجت نہیں ہوسکتی۔

۲-اس کی سند میں بہت ضعف ہے چنانچہ اس سند کے رواۃ سے عبداللہ بن صالح راوی ہیں ان کے متعلق لکھا گیا ہے تقریب التہذیب ص:**۲۹۲** عبد الله بن صالح كثير

1 ۱-مسند احمد لاحمد بن محمد بن حنبل (المتوفی ۲۴۱)ج۴۳ ص:۲۶۳رقم الحديث ۲۶۱۹۴ ناشرمؤسسة الرسالة -بيروت/ ۲-مسند ابی يعلیٰ لاحمد بن علی الموصلی (المتوفی ۳۰۷)ج ۸ص:۲۸٦ رقم الحديث ۴۸۷۳دار المأمون للتراث -دمشق/ ۳-الادب المفرد لمحمد بن اسماعيل البخاری( المتوفی ۲۵٦)ص:۲۷۹ ناشر مكتبة المعارف للنشر والتوزيع -الرياض/ ٤-صحيح ابن حبان لمحمد بن حبان البستی(المتوفی ۳۵٤)ج۱۲ص:٤۸۹ناشر مؤسسة الرسالة -بيروت/ ٥-حلية الاولياء وطبقات الاتقياء لابی نعيم احمد بن عبد الله الاصبهانی (المتوفی ٤۳۰)ناشر دار الكتاب العربی -بيروت

الــغــلـط یعنی عبداللہ بن صالح بہت غلط روایتیں بیان کرتا ہے جو اس کی کتاب میں ثابت ہیں۔تہذیب التہذیب ج ۵ ص:۲۵۶-۲۵۷ عبد الله بن صالح ليس هو بشئ عبداللہ بن صالح کچھ نہیں انہ کان یکذب فی الحدیث علامہ ذہبی نے فرمایا کہ عبداللہ بن صالح حدیث میں جھوٹ بولتا ہے قال احمد بن صالح لیس بشئ احمد بن صالح نے بھی کہا کہ عبداللہ بن صالح کچھ نہیں قال النسائی لیس بثقة امام نسائی نے فرمایا کہ عبد اللہ بن صالح مضبوط راوی نہیں ہے وقال النسائی لیس بثقة ابن مریم سے روایت ہے کہ یہ جھوٹا ہے اہل حدیث بننے کا دعویٰ کرنے والو ایسی کچی بات احناف کے سامنے پھر زبان پر نہ لانا۔ 1

جواب: اچھروی صاحب کا یہ کہنا کہ یہ حدیث آحاد میں سے ہے تو اچھروی صاحب سے سوال ہے کہ کیا اس اصول کی پابندی صرف علمائے دیوبند پر لازم ہے یا آپ پر بھی تو کیا آپ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری مخلوق ہونے پر کوئی متواتر روایت پیش کی ہے؟ ہر گز نہیں تو آپ کو اس مطالبے کا حق کس نے دیا ہے؟

باقی آپ کا یہ کہنا کہ یہ حدیث قرآن کے مقابلے میں ہے اس لیے حجت نہیں ہے تو آپ سے سوال ہے کہ یہ حدیث قرآن کریم کی کس آیت کریمہ کے خلاف ہے اس آیت کریمہ کی نشان دہی فرمائیں جس میں لکھا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں ہیں تاکہ یہ حدیث اس آیت کے خلاف ثابت ہو جائے۔لیکن مجھے معلوم ہے:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے　　　یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

باقی آپ کا یہ کہنا کہ اس حدیث کی سند میں بہت ضعف ہے یہ آپ کی کم علمی ہے کیوں کہ آپ کے سامنے اس حدیث کی صرف ایک سند ہے جس میں عبداللہ بن صالح

1 مقیاس الحنفیت لعمر اچھروی ص:۲۴۷ ناشر المقیاس پبلشرز ۴۲- دربار مارکیٹ لاہور

موجود ہے اور وہ بلا شبہ ضعیف ہے لیکن ہم نے یہ روایت مسند احمد۔ مسند ابی یعلی۔ صحیح ابن حبان اور حلیۃ الاولیاء سے پیش کی ہے ان کتب حدیث میں اس روایت کی سند میں اس راوی عبداللہ بن صالح کا کوئی نام ونشان نہیں ہے۔

تفصیل اس طرح ہے کہ:

اس روایت کا مدار سند معاویۃ بن صالح پر ہے شمائل الترمذی میں اس کا شاگرد عبد اللہ بن صالح ہے جو کہ ضعیف ہے لیکن مسند احمد اور مسند ابی یعلی میں معاویۃ بن صالح سے اس روایت کو نقل کرنے والے لیث بن سعد ہیں جو کہ ثقہ وامام ہیں۔

چنانچہ اس کے متعلق حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۸۵۲) لکھتے ہیں:

لیث بن سعد بن عبد الرحمٰن الفهمی ..................ثقة ثبت فقیه امام مشهور. 1

عبارت کا مفہوم: لیث بن سعد ثقہ ثبت فقیہ اور مشہور امام ہیں۔

اور صحیح ابن حبان اور حلیۃ الاولیاء میں اس کے شاگرد عبداللہ بن وہب ہیں وہ بھی ثقہ وامام ہیں۔

چنانچہ اس کے متعلق حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

عبد الله بن وهب بن مسلم القرشی............ الفقیه ثقة حافظ عابد. 2

عبارت کا مفہوم: عبداللہ بن وہب فقیہ ثقہ حافظ اور عابد ہیں۔

لہٰذا یہ روایت ان سندوں کے لحاظ سے صحیح ثابت ہوگئی۔

---

1 تقریب التهذیب لابن حجر العسقلانی ص:٤٦٤ ناشر دار الرشید سوریا

2 تقریب التهذیب لابن حجر العسقلانی ص:٤٦٤ ناشر دار الرشید سوریا

**نیز امام فن حدیث و رجال حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۴۸) اس روایت کے متلق لکھتے ہیں:**

ھٰذا حدیث صالح الاسناد. 1

**عبارت کا مفہوم: اس حدیث کی سند ٹھیک ہے۔**

## ۳-حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

فقام العباس فقال ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و سلم–قد مات و انه لبشر و انه یأسن کما یأسن البشر. 2

**عبارت کا مفہوم: حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے اور بلا شبہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بشر تھے آپ علیہ السلام پر بھی اسی طرح تغیرات وحالات آتے ہیں جس طرح دیگر بشروں پر آتے ہیں۔**

## ۴-حضرت ابورثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

عن ابی رثمة ............. کنت اظن رسول الله صلی الله علیه و سلم لایشبه الناس فاذا هو بشر ذو وفرة. 3

**عبارت کا مفہوم: حضرت ابورثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ گمان تھا کہ آپ علیہ السلام کے مشابہ کوئی تھا ہی نہیں آپ علیہ السلام ایسے بشر تھے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے بال مبارک وفرہ تھے۔**

---

1 سیر اعلام النبلاء لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی ج٦ ص:٥٧٣ ناشر دار الحدیث –القاهره 2 سنن الدارمی لامام الحافظ عبد الله بن عبد الرحمٰن الدارمی (المتوفی ٢٥٥)ج١ ص:٥٣ 3 سیر أعلام النبلاء: ج٢ ص٢٥٣

## ۵-قریش صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے:

عن عبد الله بن عمرو قال كنت اكتب كل شيئ اسمعه من رسول الله صلى الله عليه وسلم اريد حفظه فنهتنى قريش وقالو اتكتب كل شيئ تسمعه و رسول الله صلى الله عليه وسلم بشر يتكلم فى الغضب والرضا فامسكت عن الكتابة فذكرت ذالك الىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم فاومأ باصبعه الىٰ فيه فقال اكتب فوالذى نفسى بيده ما يخرج منه الا حق. 1

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میں یاد کرنے کے ارادے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بھی حدیث سنتا لکھتا جاتا تھا تو مجھے قریش (صحابہ) نے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات لکھتے ہو آپ علیہ الصلاۃ والسلام تو بشر ہیں کبھی غصے میں بات کرتے ہیں کبھی رضا میں تو اس کے بعد میں نے حدیث لکھنا چھوڑ دی اور میں نے اس بات کا اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی انگلی مبارک کا اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا لکھا کرو میرے منہ مبارک سے ہر حال میں حق کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا۔

# باب رابع: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مفسرین کے اقوال سے

## ۱-علامہ فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶) سے:

ان محمدا عليه الصلاة والسلام كان من البشر. 2

1 سنن ابى داؤد لسليمان بن اشعث (المتوفى) ج۲ ص:۱۵۸ ناشر مكتبة الرحمانية اردو بازار لاهورباكستان 2 تفسير كبير لمحمد بن عمر الرازى المعروف بفخر الدين رازى ج۱۳ ص:۶۲ ناشر دار احياء التراث العربى –بيروت

عبارت کا مفہوم: بلا شبہ محمد علیہ الصلاۃ والسلام بشر تھے۔

## ۲-علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۲۷۰) سے:

انه بشر كسائر اخوانه من المرسلين. 1

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دیگر رسول بھائیوں کی طرح بشر ہیں۔

## ۳-علامہ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۲۷) سے:

وهو عليه السلام بشر. 2

عبارت کا مفہوم: آپ علیہ السلام بشر ہیں۔

## ۴-علامہ بن فورک رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۴۰۶) سے:

ان الرسول من البشر. 3

عبارت کا مفہوم: بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر میں سے ہیں۔

## ۵-علامہ سراج الدین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۷۵) سے:

مابعث الله الىٰ البشر رسولاً الا من البشر. 4

عبارت کا مفہوم: اللہ پاک نے بشر کی طرف صرف بشر رسول بھیجا۔

## ۶-علامہ محمد بن یوسف الاندلسی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۴۵) سے:

ولا بد من رسول من البشر. 5

1 روح المعانی لمحمود بن عبد الله الحسينی الآلوسی ج۲ص:۲۹٤ ناشر دار الكتب العلمية بيروت 2 روح البيان لاسماعيل حقی ج۷ص:۲۲۲ ناشر دار الفكر بيروت 3 تفسير ابن فورك لمحمد بن حسن بن فورك: ص۲۷۳، ناشر جامع ام القرىٰ المملكة العربية السعودية 4 اللباب فی علوم الكتاب لابی حفص سراج الدين عمر بن علی ج۱۰ ص:٤۷۰ ناشر دار الكتب العلمية بيروت 5 تفسير بحر المحيط ابی حيان محمد بن يوسف الاندلسی ج۱ ص:۵۲۸ ناشر دار الفكر بيروت

عبارت کا مفہوم: رسول کا بشر ہونا ضروری ہے۔

## ۷- علامہ علی بن محمد خازن رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۱) سے:

ان عادۃ اللہ عزوجل من اول مبدأالخلق انہ لم یبعث الا رسولاً من البشر. 1

**عبارت کا مفہوم: مخلوق کی ابتدا سے لیکر اللہ رب العالمین کی یہ عادت کریمہ رہی ہے کہ اللہ پاک نے رسول صرف بشر ہی میں سے بھیجے۔**

## ۸- علامہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۵) سے:

جرت السنۃ الالٰھیۃ بان لا یبعث للدعوۃ العامۃ الا بشراً. 2

**عبارت کا مفہوم: اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی یہ سنت جاری رہی ہے کہ عام دعوۃ کے لیے صرف بشر رسول بھیجے۔**

## ۹- علامہ حسن بن محمد نیشا پوری رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۰) سے:

تعجبوا من کون البشر رسولاً حین ظنو ان الملك اعلیٰ حالاً من البشر و غفلو عن رتبۃ الانسان الکامل حیث جعل سجود الملائکۃ المقربین. 3

**عبارت کا مفہوم: کفار نے جب یہ گمان کیا کہ فرشتے کا شان بشر سے اونچا ہوتا ہے باوجود اس کے کہ انسان کامل جس کو اللہ پاک نے مسجود ملائکہ بنایا اس کے مرتبے سے غافل ہوئے اور انہوں نے رسول کے بشر ہونے پر تعجب کیا۔**

---

1 لباب التأویل لعلی بن محمد الخازن ج ۳ ص۷۸:ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت

2 انوار التنزیل لابی سعید عبد اللہ بن عمر البیضاوی ج۳ ص:۲۲۷ ناشر دار احیاء التراث العربی –بیروت 3 غرائب القرآن و رغائب الفرقان لنظام الدین الحسن بن محمدالنیسابوری ج٤ ص:۳۹۹ ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت

## ۱۰-علامہ قرطبی (متوفی ۶۷۱) سے:

هو بشر مثلكم لتفهموا عنه و تأتموا به. 1

(﴿رسـول مـن انفسكم﴾ کی تفسیر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح بشر ہیں تاکہ تم اس کی بات سمجھواور اس کی اقتدا کرو۔

# باب خامس: آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا ثبوت اقوال محدثین سے

## ۱-علامہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ (متوفی ۳۱۱) سے:

فَسَيَـرَى الـلّـهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ .........فاعلم عز و جل انه يرىٰ اعمال بنى آدم وان رسوله وهو بشر يرىٰ اعمالهم ايضاً. 2

**عبارت کا مفہوم:** اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے بتادیا کہ اللہ پاک اولاد آدم کے اعمال کو دیکھتے ہیں اور اس کے رسول باوجود اس کے کہ وہ بشر ہیں دیکھتے ہیں (ان ظاہری اعمال کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیے جاتے تھے جیسے کہ ان ظاری اعمال کو دیگر مؤمن حضرات بھی دیکھتے ہیں۔)

## ۲-حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) سے:

قـوله انما انا بشر -البشر الخلق يطلق علىٰ الجماعة والواحد بمعنىٰ انه

1 الـجـامع لاحكام القرآن لابى عبد الله محمد بن احمد القرطبى ج۸ص:۳۰۱ ناشر دار الـكـتـب المصرية -القاهره 2 التـوحيـد لـمحمد بن اسحاق بن خزيمة ج۱ص:۵۱ ناشر مكتبة الرشد -السعودية الرياض

منهم والمراد انه مشارك للبشر فى اصل الخلقة ولو زاد عليهم بالمزايا التى اختص بها فى ذاته وصفاته. 1

**عبارت کا مفہوم:** حضرت علامہ احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ" انما انا بشر مثلكم " کی تشریح یہ ہے کہ بشر کا اطلاق ایک مخلوق پر ہوتا ہے جماعۃ کو بھی بشر کہا جاتا ہے اور ایک آدمی کو بھی بشر کہا جاتا ہے مراد یہ ہے کہ اگرچہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو ذات اور وصف کے اعتبار سے بہت ساری خوبیاں عطا فرمائی گئی ہیں لیکن پھر بھی آپ علیہ الصلاۃ والسلام بشر مخلوق کے ساتھ اصل پیدائش میں شریک ہیں۔

اور آگے اسی فتح الباری ج ۱۲ ص:۳۳۹ میں لکھتے ہیں:

انما انا بشر اى كواحد من البشر فى عدم علم الغيب۔

**عبارت کا مفہوم:** " انما انا بشر " کا مطلب یہ ہے کہ میں بشر میں سے ایک ہوں علم غیب کے نہ ہونے میں (یعنی جس طرح بشر علم غیب نہیں جانتا اسی طرح میں بھی علم غیب نہیں جانتا۔)

## ۳- علامہ بدر الدین عینی (متوفی ۸۵۵) سے:

قوله انما انا بشر -البشر يطلق علىٰ الجماعة والواحد يعنى انه منهم والمراد انه مشارك للبشر فى اصل الخلقة ولو زاد عليهم بالمزايا التى اختص بها فى ذاته وصفاته وقد ذكرت فى شرح معانى الآثار وفى قوله انما انا بشر اى من البشر ولا ادرى باطن ما يتحاكمون فيه عندى. 2

---

1 فتح البارى شرح صحيح البخارى لاحمد بن على بن حجر العسقلانى ج١٣ ص:١٧٣ ناشر دار المعرفة بيروت 2 عمدة القارى شرح صحيح البخارى لمحمود بن احمد المعروف ببدر الدين عينى ج ٢٤ ص:٢٥٧ ناشر دار احياء التراث العربى-بيروت

**عبارت کا مفہوم:** علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ’’انما انا بشر‘‘ کی تشریح یہ ہے کہ بشر کا اطلاق جماعۃ پر بھی ہوتا ہے اور ایک آدمی پر بھی ہوتا ہے مراد یہ ہے کہ اگرچہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو ذات اور وصف کے اعتبار سے بہت ساری خوبیاں عطا فرمائی گئی ہیں لیکن پھر بھی آپ علیہ الصلاۃ والسلام بشر مخلوق کے ساتھ اصل پیدائش میں شریک ہیں جیسے کہ میں نے شرح معانی الآثار میں لکھا ہے اور آپ علیہ السلام کے فرمان ’’انما انا بشر‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ میں بشر میں سے ہوں اور وہ فیصلے جو لوگ میرے پاس لاتے ہیں ان کو باطنی طور پر نہیں جانتا ہوں (بلکہ ظاہر پر فیصلہ کر دیتا ہوں۔)

# باب سادس: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت فقہاء کرام کے اقوال سے

## ۱- علامہ محمد بن فرامز رحمہ اللہ (متوفی ۸۸۵) سے:

ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم بشر. 1

**عبارت کا مفہوم:** بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے۔

## ۲- علامہ احمد بن غانم المالکی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۱۲۶) سے:

ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم بشر. 2

**عبارت کا مفہوم:** بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے۔

1 درر الحکام شرح غرر الحکام لمحمد بن فرامز الشهیر بملا خسرو ج۱ ص:۳۰۰ ناشر دار احیاء الکتب العربیة 2 الفواکه الدوانی علیٰ رسالة ابن ابی زیدالقیروانی لاحمد بن غانم المالکی ج۲ ص:۲۰۲ ناشر دار الفکر بیروت

# باب سابع: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت سلف صالحین کے اقوال سے

## ۱-امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵) سے:

حضرت امام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الطّوسی فرماتے ہیں:

ولقد کا ن النبی صلی الله علیه و سلم بشراً. 1

عبارت کا مفہوم: بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے۔

## ۲-قاضی عیاض رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۴) سے:

ان النبی صلی الله علیه و سلم بشر. 2

عبارت کا مفہوم: بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے۔

## ۳-علامہ علاء الدین حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۲) سے:

محمدصلی الله علیه و سلم بشر. 3

عبارت کا مفہوم: محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔

## ۴-علامہ السفارینی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸۸) سے:

محمدصلی الله علیه و سلم بشر. 4

1 بحوالہ الاتقان فی علوم القرآن لجلال الدین السیوطی (المتوفی ۹۱۱) ج٤ ص:٢٤ ناشر الھیئة المصریة العامة للکتب 2 الشفا بتعریف حقوق المصطفی لابی الفضل عیاض بن موسی ج٢ ص:٢٥١ ناشر دار الفیحاء –عمان 3 شرح العقیدة الطحاویه لصدر الدین محمد بن علاء الدین الحنفی ص:١٧٥ ناشر دار السلام للطباعة والنشر التوزیع والترجمة 4 لوامع الانوار البھیة محمد بن احمد السفارینی ج١ ص:١٣٧ ناشر مؤسسة الخافقین و مکتبتھا –دمشق

عبارت کا مفہوم: محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔

## ۵-امام زجاج رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۳۱۱) سے:

انه صلى الله عليه و سلم بشر. 1

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔

## ۶-علامہ احمد بن علی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۸۴۵) سے:

ان النبى صلى الله عليه و سلم بشر. 2

عبارت کا مفہوم: بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے۔

## ۷-علامہ ماوردی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۴۵۰) سے:

فلو اراد الرسول ان يقول مثله لم يقدر لانه من البشر. 3

عبارت کا مفہوم: (کفار کا یہ اعتراض کہ یہ قرآن کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنایا ہے نہایت ہی بے جا ہے کیوں کہ) اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم خود بنانے کا ارادہ بھی فرماتے تو بھی نہ بنا سکتے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر میں سے ہیں۔

# باب ثامن: اہل بدعت کے کچھ مغالطے اور ان کے جوابات

قارئین کرام اہل بدعت کے مغالطے اور ان کے جوابات سمجھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر دیں کہ مسئلہ نور و بشر میں اہل بدعت کا دعویٰ یہ کہ اللہ پاک نے آنحضرت صلی

1 معانى القرآن و اعرابه لابراهيم بن السرى الزجاج ج٢ ص:٢٤٣ ناشر عالم الكتاب بيروت 2 امتاع الاسماع لاحمد بن على تقى الدين ج١٤ ص:٣٩٨ ناشر دار الكتب العلمية- بيروت 3 اعلام النبوة لابى الحسن على بن محمد الماوردى ص:٩١ ناشر دار مكتبة الهلال -بيروت

اللہ علیہ وسلم کو نور سے پیدا فرمایا ہے جیسے کہ بریلویوں کا جنید زمان پیر طریقت مناظر اعظم ابو عبد الوہاب محمد عمر اچھروی اپنی کتاب مقیاس الحنفیت ناشر المقیاس پبلیکیشرز دربار مارکیٹ لاہور ص: ۲۳۴ میں لکھ چکا ہے: عقیدہ احناف یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نور محض پیدا کیا تو اس دعویٰ کے رو سے مولوی عمر اچھروی اور اس کے حواریین کے ذمے لازم ہے کہ یہ لوگ اپنے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے قرآن کریم سے کوئی ایسی قطعی الدلالۃ آیت کریمہ دکھائیں جس میں صاف لکھا ہو کہ ہم نے اپنے نبی کو نور سے پیدا فرمایا ہے یا ایسی حدیث متواتر پیش کریں جس میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ صاف ارشاد ہو کہ اللہ پاک نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے تو ہم ان کے عقیدے کو تسلیم کرینگے چشم ما خوش دل ماشاد (جیسے کہ مولوی احمد یار خان گجراتی اپنی کتاب جاء الحق ص: ۴۴ میں علم غیب کی نفی پر علمائے دیوبند سے مطالبہ کرتا ہے: وہ آیت قطعی الدلالۃ ہو جس کے معنیٰ میں چند احتمال نہ نکل سکتے ہوں اور حدیث ہو تو متواتر ہو) اور اگر اس طرح کی کوئی آیت کریمہ یا اس جیسی کوئی متواتر حدیث یہ لوگ پیش نہیں کر سکتے اور پیش بھی نہیں کر سکیں گے تو ان لوگوں کو اللہ پاک کے عذاب سے ڈر کر حق کو تسلیم کرنا چاہیے۔

قارئین کرام چونکہ اہل بدعت کا اپنے دعوے کے مطابق دلائل پیش کرنے سے دامن خالی ہے اس لیے بھوکے آدمی کی طرح جب ان کے سامنے دو اور دو کا ذکر آتا ہے تو اس کو چار روٹیوں سے تعبیر کرنے لگتے ہیں حالانکہ دو اور دو چار آدمی بھی ہوتے ہیں۔ مثلا: ان کو اگر کہیں قرآن کریم کے متعلق یا دین اسلام کے متعلق نور کا لفظ کسی آیت میں نظر آجاتا ہے تو وہاں سے یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نوری مخلوق ہونے پر استدلال کرتے ہیں حالانکہ کسی چیز کا نور ہونا اس کے نوری مخلوق ہونے کو مستلزم نہیں ہے مثلا اللہ پاک کا بھیجا ہوا دین اسلام بلا شبہ نور ہے لیکن کوئی بھی یہ نہیں کہتا ہے کہ دین اسلام نوری مخلوق ہے اسی

طرح قرآن کریم نور ہے لیکن کوئی بھی نہیں کہتا کہ یہ نوری مخلوق ہے لھذا اگر کسی آیت کریمہ یا کسی حدیث مبارکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بالفرض نور کا لفظ مل بھی جائے تو بھی اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نوری مخلوق ہونا ثابت نہیں ہوگا لھذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوری مخلوق ثابت کرنے کے لیے ایسی نص قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ درکار ہے جس میں یہ لکھا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور سے پیدا کیے گئے ہیں اور اس طرح کا ثبوت پیش کرنا ملت بریلویہ کے بس کی بات نہیں ہے۔اب ہم ملت بریلویہ کے کچھ مغالطے نقل کر کے ان کے جوابات لکھتے ہیں تا کہ حق کی جستجو کرنے والوں کے لیے حق واضح ہو جائے اور نہ ماننے والوں کے لیے اتمام حجت ہو جائے۔

## مغالطہ:١-

مولوی محمد عمر اچھروی اپنی کتاب مقیاس الحنفیت ناشر المقیاس پبلیکیشرز دربار مارکیٹ لاہور ص:٩٠ میں لکھتا ہے:

﴿قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ﴾

ضرور تشریف لایا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب بیان کرنے والی۔

اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ میں اپنی طرف سے دو چیزوں کے آنے کا ذکر فرمایا پہلے نور کا بعد ازآں کتاب بیان کرنے والی۔ کتاب سے مراد قرآن شریف ہے اور جو قرآن شریف سے پہلے جسے دنیا میں تقدم حاصل ہے وہ نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔اللہ جل شانہ نے اس آیت کریمہ میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور محض فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ آپ حقیقۃً نور ہی ہیں صرف اوصاف انسانی رکھتے ہیں۔

جواب اولاً: ملت بریلویہ کے اصول کے مطابق یہ آیت کریمہ متشابہ ہے۔ کیوں کہ بریلویوں کا اصول یہ ہے جس آیت کریمہ کی متعدد معانی ہو سکیں تو وہ آیت متشابہ کہلاتی ہے۔

جیسے کہ مولوی نعیم الدین مراد آبادی نے متشابہ آیات کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

وہ چند وجوہ کا احتمال رکھتی ہیں ان میں سے کونسی وجہ مراد ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے یا جس کو اللہ اس کا علم دے۔ 1

مولوی نعیم الدین کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس آیت کریمہ میں چند وجوہ یعنی چند معانی کا احتمال ہو تو وہ آیات متشابہ کہلاتی ہیں اب تحقیق طلب یہ امر ہے کہ کیا یہ آیت کریمہ بھی چند معانی کا احتمال رکھتی ہے یا نہیں؟

ملت بریلویہ کا مایہ ناز مفتی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے:

خیال رہے کہ یہاں نور و کتاب میں مفسرین کے پانچ قول ہیں ایک یہ ہے کہ نور و کتاب دونوں قرآن مجید ہیں یہ قول ابو علی المعتزلی کا ہے (روح المعانی) اس قول کو تفسیر کبیر نے بہت ہی ضعیف فرمایا اور کہا کہ معطوف اور معطوف علیہ ایک ہی نہ چاہییں بلکہ الگ الگ چاہییں دوسرے یہ کہ نور اور کتاب دونوں سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ حضور اللہ کا نور بھی ہیں اللہ کی کتاب بھی (روح المعانی) تیسرے یہ کہ نور سے مراد مؤمن کی عقل اور کتاب سے مراد ہے قرآن مجید (روح المعانی) چوتھے یہ کہ نور سے مراد اسلام اور کتاب سے مراد قرآن مجید (کبیر) پانچویں یہ کہ نور سے مراد حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن مجید یہ آخری قول نہایت ہی قوی ہے۔ 2

(راقم کہتا ہے کہ چھٹا قول یہ ہے کہ نور سے مراد موسیٰ علیہ السلام اور کتاب سے مراد

---

1 خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان لنعیم الدین مراد آبادی (متوفی ۱۳۶۷) ص:۹۰-۹۱ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور 2 تفسیر نعیمی لاحمد یار خان گجراتی ج۶ ص:۲۹۷-۲۹۶ ناشر مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور

توراۃ ہے دیکھیے تفسیر بحرالمحیط لابی حیان محمد بن یوسف الاندلسی (متوفی ۷۴۵) ج۴ص:۲۰۸ ناشر دارالفکر بیروت۔)

قارئین کرام جب بقول بریلوی مفتی مفسرین عظام کے قول کے مطابق اس آیت کریمہ میں لفظ نور کی پانچ معانی ہوسکتی ہیں:

۱-رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲-قرآن مجید ۳-اسلام ۴-مؤمن کی عقل ۵-موسی علیہ السلام۔

تو معلوم ہوگیا کہ یہ آیت کریمہ انہی چند وجوہ کا احتمال رکھنے کی وجہ سے بریلویوں کے اصول کے مطابق متشابہ ہے اور متشابہ آیات سے عقیدہ اخذ کرنے والوں کے متعلق اللہ پاک قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں: ﴿فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ﴾ وہ لوگ جن کی دلوں میں کجی ہے تو وہ متشابہ آیات کا اتباع کرتے ہیں گمراہی پھیلانے کے غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی وجہ سے ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا﴾ حالانکہ ان کا مطلب کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے اور جو لوگ علم میں مضبوط ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایمان لایا اس پر یہ سب ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ ان پانچ معانی میں سے کونسی معنیٰ مراد ہے اس معنیٰ کو یقینی طور پر صرف اللہ پاک ہی جانتے ہیں اگرچہ مفسرین نے اپنی اپنی کوشش کے مطابق کسی معنی کو ترجیح دی ہے اور کسی معنیٰ کو ضعیف کہا ہے لیکن مفسرین میں سے کسی نے بھی کسی معنیٰ کو غلط قرار نہیں دیا ہے کہ مثلاً یہ معنی صحیح ہے اور دیگر معانی غلط ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت کریمہ کی کوئی بھی معنیٰ صحیح اور کوئی بھی معنیٰ غلط ہوسکتا ہے اس کا یقینی علم صرف اللہ پاک کو ہے، البتہ

مؤمن پر لازم ہے کہ اس آیت کے معنی کے متعلق صرف یہ عقیدہ رکھے کہ اس آیت کریمہ سے اللہ پاک کی جو بھی معنیٰ مراد ہے وہ برحق ہے لھٰذا اس آیت کریمہ میں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقینی طور پر نہیں ہو سکتے اس لیے اس آیت کریمہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نوری مخلوق ہونے کا عقیدہ اخذ کرنا گمراہی اور ضلالت ہے۔

ثانیاً: مولوی احمد یار خان گجراتی علم غیب کی نفی پر علمائے دیوبند سے مطالبہ کرتا ہے:

وہ آیت قطعی الدلالت ہو جس کے معنیٰ میں چند احتمال نہ نکل سکتے ہوں۔ 1

احمد یار کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ عقیدے کا بنیاد ایسی آیت کریمہ پر نہیں رکھا جائے گا جس کی معانی میں چند احتمالات ہوں جیسے آیت کریمہ ﴿قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ﴾ کی معنیٰ میں چند احتمالات ہیں جیسے کہ گذر چکا لھٰذا اس آیت کریمہ سے مولوی عمر اچھروی کا استدلال باطل ہے۔

ثالثاً: مجدد بریلویت مولوی احمد رضا خان بریلوی لکھتا ہے:

صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہیں۔ 2

مولوی احمد رضا کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ آیات کریمہ جن کی معنیٰ متعین ہے ان آیات کے مقابلے میں ایسی آیات پیش نہیں کی جائینگی جن کی معنیٰ محتمل ہو لہٰذا اس لیے راقم بھی کہتا ہے چونکہ بشریت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آیات کریمہ متعین ہیں جبکہ مولوی عمر اچھروی کی پیش کردہ آیت کریمہ کی معنیٰ محتمل ہے اس لیے متعین آیات کے مقابلے میں باصول مجدد بریلویت اس محتمل المعنیٰ آیت کریمہ سے استدلال باطل ہے۔

رابعاً: مجدد بریلویت مولوی احمد رضا خان لکھتا ہے:

1 جاء الحق لاحمد یار خان گجراتی حصہ اول ص:۴۴ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

2 احکام شریعت لمولوی احمد رضا خان ص:۴۲ ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال. 1

عبارت کا مفہوم: (از راقم) جب کسی آیت کریمہ یا حدیث مبارکہ کی معنیٰ میں کوئی احتمال آجائے تو اس آیت اور اس حدیث سے استدلال کرنا باطل ہے۔

پس باصول مجدد بریلویت مولوی عمر اچھروی کا اس آیت کریمہ سے استدلال باطل ہے کیونکہ اس آیت کریمہ کی معنی میں بھی متعدد احتمالات ہیں جیسے کہ گذر چکا۔

خامساً: مولوی احمد رضا کے ملفوظات میں لکھا ہے:

قاضی بیضاوی یا خازن وغیرہ ائمہ تفسیر نہیں کسی فن کا امام ہونا اور بات ہے اور اس فن میں کتاب لکھ دینا اور بات ائمہ (تفسیر) صحابہ ہیں اور تابعین عظام تفسیر میں بھی عظام کی تخصیص۔ 2

اور مولوی احمد یار خان گجراتی لکھتا ہے:

رہی تفسیر قرآن تابعین یا تبع تابعین کے قول سے اگر روایت سے ہے تو معتبر ورنہ غیر معتبر۔ 3

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ ملت بریلویہ کے نزدیک قرآن کریم کی وہ ہی تفسیر حجت ہے جو صحابہ یا تابعین عظام یا تبع تابعین سے منقول ہو باقی دیگر مفسرین کی تفسیر بریلویوں کے لیے حجت نہیں ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا اس آیت کریمہ میں نور کی تفسیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی سے منقول ہے تو اس کا جواب ملت بریلویہ کے نزدیک بھی نفی میں ہے رہی بات تابعین کے تفسیر کی تو بریلوی کہتے ہیں کہ نور کی یہ تفسیر قتادہ بن دعامہ سے منقول ہے جبکہ یہ قتادہ بن دعامہ تابعی قدریہ ہے اس کے متعلق حنظلہ بن ابی سفیان کہتے ہیں یرمی

1 الامن والعلی لاحمد رضا خان ص:۱۸۶ ناشر مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

2 ملفوظات اعلیٰ حضرت ص:۲۲۹ ناشر کتب خانہ حاجی نیاز احمد اندرون بوہر گیٹ ملتان

3 جاء الحق لاحمد یار خان گجراتی ص:۱۱ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

بالقدر اوراس کے متعلق ابن سعد کہتے ہیں یقول بشئ من القدر اوراس کے متعلق ابن حبان کہتے ہیں: کان مدلسا علیٰ قدر فیہ دیکھیے : 1

تواب بریلویوں سے سوال ہے کہ کیا یہ تابعی تابعین عظام میں سے ہوا؟ کیا تقدیر کا منکر بھی بریلویوں کے نزدیک عظیم شخص کہلاتا ہے؟اوراگرتابعین عظام میں سے نہیں ہوا تو اس کی تفسیر بریلویوں کے اصول کے مطابق قابل قبول نہیں ہوگی کیوں کہ مولوی احمد رضا نے تفسیر کے قبولیت کے لیے تابعین عظام کا قید لگایا ہے۔

دوسری بات یہ کہ مولوی احمد یار خان نے کہا کہ تابعین کی تفسیر اگر روایت سے ہوتو معتبر ورنہ غیر معتبر تواب بریلویوں سے ہمارا مطالبہ ہے کہ اپنے اصول کے مطابق قتادہ سے یہ قول روایت یعنی سند سے ثابت کریں اگر اس قول کی سند ہی نہیں ہوگی تو اس قول کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور ہمارے علم کے مطابق یہ قول بے سند ہے ہمیں کسی بھی تفسیر میں اس قول کی سند نظر نہیں آئی لھٰذا اس قول کو قتادہ کے طرف منسوب کرنا ہی غلط ہوا۔ کیوں کہ کسی کے طرف کسی قول کے منسوب کرنے کے لیے سند چاہیے بلا سند نسبت جائز نہیں جیسے کہ مولوی احمد رضا خان لکھتا ہے:

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ اولیاء وعلماء ومحدثین وفقہاء سب کے امام ہیں فرماتے ہیں:

الاسناد من الدین لو لاالاسناد لقال فی الدین من شاء ما شاء. 2

اگر اسناد نہ ہوتا تو جس کا جو دل چاہتا دین میں کہ دیتا۔

حاصل یہ نکلا کہ نور کی تفسیر قتادہ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں اور دیگر مفسرین کی

1 تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) ج۸ ص:۳۵۳ - ۳۵۵ ناشر مطبعة دائرة المعارف النظامیة -الھند 2 فتاوی رضویہ لاحمد رضا خان بریلوی ج۲۶ ص:۵۹۰-۵۹۱ ناشر رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تفسیر بریلویوں کے نزدیک حجت نہیں کیونکہ وہ ائمہ تفسیر نہیں ائمہ تفسیر صرف صحابہ و تابعین و تبع تابعین ہیں لھذا بریلویوں کو اپنے اس اصول کے مطابق اس آیت کریمہ میں نور سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد لینے کا کوئی حق نہیں کیونکہ جب متقدمین مفسرین کا تفسیر حجت نہیں تو بریلویوں کی اپنی تفسیر کیسے حجت ہوسکتی ہے۔

سادساً: اگر اس آیت کریمہ میں نور سے مراد بالفرض محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں بھی تو پھر بھی ہمارے عقیدے پر کوئی زد نہیں پڑتی کیونکہ اگلا قرینہ﴿ یھدی به الله ﴾بتا رہا ہے کہ اس نور سے مراد نور ہدایت ہے اور اکثر مفسرین نے بھی اس آیت کریمہ کے تحت نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھ کر جب اس نور کی تشریح کی ہے تو اس نور سے مراد نور ہدایت بتایا ہے اور ہم بھی کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہدایت ہیں۔ البتہ اس بات پر ہم اختصار کا لحاظ رکھتے ہوئے کچھ مفسرین کے اقوال نقل کر دیتے ہیں۔

۱- حضرت علامہ منصور بن محمد السمعانی (متوفی ۴۸۹) لکھتے ہیں:

وقیل محمد و سمی نورا لانه یتبین به الاشیاء کما یتبین بالنور. 1

عبارت کا مفہوم: اور بعض علماء نے کہا ہے کہ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ نور اس معنیٰ میں ہیں کہ آپ کے ذریعے چیزیں یعنی ہدایت کی باتیں اس طرح ظاہر ہوتی ہیں جس طرح نور کے ذریعے چیزیں ظاہر ہوتی ہیں۔

۲- علامہ علی بن محمد الخازن رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۴۱) لکھتے ہیں:

انما سماه الله نورا لانه یهتدیٰ به کما یهتدیٰ بالنور فی الظلام. 2

1 تفسیر السمعانی لابی المظفر منصور بن محمد السمعانی ج۲ ص:۲۳ ناشر دار الوطن الریاض –السعودیة 2 لباب التأویل لعلی بن محمد الخازن ج۲ ص:۲٤ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

عبارت کا مفہوم: اللہ پاک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کے ساتھ اس لیے تعبیر فرمایا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہدایت حاصل کی جاتی جس طرح طرح نور کے ذریعے تاریکی میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔

۳-علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی (متوفی ۷۱۰) لکھتے ہیں:

او النور محمد علیه السلام لانه یهتدیٰ به کما سمی سراجاً. 1

عبارت کا مفہوم: یا نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہدایت حاصل کی جاتی ہے جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام روشن چراغ رکھا گیا ہے۔

۴-مولوی نعیم الدین مراد آبادی (متوفی ۱۳۶۷) لکھتا ہے:

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی۔ (نہ اس وجہ سے نور فرمایا کہ آپ کی تخلیق نور سے ہوئی۔ راقم) 2

۵-ملت بریلویہ کا معتمد شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمہ کراچی غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:

ان تمام آیات میں تصریح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر، انسان او مرد ہیں لیکن آپ افضل البشر انسان کامل اور سب سے اعلیٰ مرد ہیں اور اگر نور سے مراد نور ہدایت لی جائے تو ان آیتوں میں کوئی تعارض اور تضاد نہیں ہے اور اکثر مفسرین نے نور ہدایت ہی مراد لیا ہے اور اگر آپ کو چاند اور سورج کی طرح نور حسی مانا جائے اور یہ کہا جائے کہ آپ کی حقیقت نور حسی ہے تو قرآن مجید کی ان صریح آیات کو ان اقوال کے تابع کرنا لازم آئے گا اور کیا قرآن مجید کی ان نصوص صریحہ کے مقابلے میں ان اقوال کو عقیدے کی اساس بنانا صحیح ہوگا؟ 3

1 مدارک التنزیل لابی البرکات عبد الله بن احمد النسفی ج۱ ص:۴۳۶ ناشر دار الکلم الطیب- بیروت 2 خزائن العرفان حاشیہ کنزالایمان لنعیم الدین مرادآبادی ص:۱۹۸ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور 3 تفسیر تبیان القرآن لغلام رسول سعیدی ج۳ ص:۱۳۷ ناشر فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور

غلام رسول کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت وضاحت سے ثابت ہے اور اگر نور سے مراد نور ہدایت لی جائے تو یہ صحیح ہے اور پھر آپ کے نور اور بشر بتانے والی آیات میں کوئی تعارض نہیں ہوگا کیونکہ اکثر مفسرین نے نور سے مراد نور ہدایت ہی لیا ہے البتہ چاند اور سورج کی طرح نور حسی مراد لینا غلط ہے کیوں کہ نور حسی مراد لینے کی صورت میں قرآن کریم کی بشریت والی آیات کے ساتھ تعارض ہو جاتا ہے لھذا اس تعارض سے بچنے کے لیے ضروی ہے کہ نور سے مراد نور ہدایت لیا جائے۔ نیز جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور حسی مانتے ہیں تو وہ قرآن کریم کی آیات کو لوگوں کی باتوں کے تابع بناتے ہیں حالانکہ اللہ پاک کا قرآن ہی اتباع کے لائق ہے نہ کہ لوگوں کے واہی اور ساقط اقوال لہٰذا لوگوں کے اقوال کو عقیدے کا دارو مدار بنانا پر لے درجے کی بے دینی ہے۔

ان تمام جوابات سے معلوم ہوا کہ مولوی عمر اچھروی کا یہ کہنا کہ (اللہ جل شانہ نے اس آیت کریمہ میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور محض فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ آپ حقیقتاً نور ہی ہیں صرف اوصاف انسانی رکھتے ہیں ) دلائل کی روشنی میں غلط ہے کیونکہ ہم ثابت کر چکے کہ یہاں نور سے مراد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس یقینی طور پر نہیں ہوسکتی کیونکہ آیت کریمہ کی تفسیر میں دیگر اقوال بھی موجود ہیں ان تمام اقوال کو چھوڑ کر صرف ایک قول مراد لینا صرف خواہش پرستی ہے جو دین اسلام میں مذموم ہے۔

اس طرح مولوی عمر اچھروی کا یہ کہنا کہ (اور جو قرآن شریف سے پہلے جسے دنیا میں تقدم حاصل ہے وہ نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں ) موضوع اور غیر مستند بات ہے جیسے کہ عنقریب ان شاء اللہ العزیز اس پر وضاحت سے بحث آئیگا۔

## اچھروی کی جہالت اوراس کا علاج:

مولوی مذکوراپنی کتاب مقیاس نورص: ۹۰ میں لکھتا ہے:

ہر لفظ کے مطلب کو اس کا قرینہ ثابت کرتا ہے نور سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لینا اس کا قرینہ اس عبارت کے ماقبل موجود ہے ملاحظہ ہو:

﴿یا أَھلَ الکِتَابِ قَد جَاءَ کُم رَسُولُنَا یُبَیِّنُ لَکُم کَثِیراً مِّمَّا کُنتُم تُخفُونَ مِنَ الکِتَابِ وَیَعفُو عَن کَثِیرٍ قَد جَاءَ کُم مِّنَ اللّٰہِ نُورٌ وَکِتَابٌ مُّبِینٌ﴾

...........تو﴿قَد جَاءَ کُم مِّنَ اللّٰہِ نُور﴾ کا عطف چونکہ قَد جَاءَ کُم رَسُولُنَا پر ہے اس لیے یہ جملہ ماقبل ثابت کرتا ہے کہ﴿قَد جَاءَ کُم مِّنَ اللّٰہِ نُور﴾ میں جو کہ جاء کا فعل ہے اس کا فاعل نور ہے اور لفظ نور کے تعین میں ابہام تھا تو رب العزت نے اس ابہام کو دور کرنے کے لیے پہلے قَد جَاءَ کُم رَسُولُنَا مقدم فرما دیا تاکہ جو فاعل پہلے جاء کا ہے وہ دوسرے فعل جاء کے فاعل کا ابہام دور کردے جس جملے جاء پر اس کا عطف ہے جب اس جاء کا فاعل رسولنا ہے تو دوسرے جملے مابعد والے سے بھی ثابت ہوا کہ اس جاء کا فاعل جو نور ہے اس سے مراد بھی رسولنا ہے۔

جواب: اولاً تو عمر اچھروی کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے تھی کہ قرینے کے ذریعے اگر کسی لفظ کی معنی متعین بھی ہو جائے تو بھی اس معنی پر عقیدے کا بنیاد نہیں رکھی جاسکتی کیوں کہ وہ معنیٰ محتمل ہوتی ہے جبکہ عقیدہ یقینی طور پر ثابت شدہ معنیٰ پر رکھا جاتا ہے جیسے ثلاثۃ قروء میں قرء کا معنیٰ قرینے کے ذریعے حیض متعین ہوا ہے لیکن یہاں پر یہ عقیدہ نہیں رکھا جاسکتا کہ یہاں یقینی طور پر حیض مراد ہے اور طہر کا معنی غلط ہے اسی طرح لفظ نور سے اگرچہ بالفرض قرینے کے ذریعے ثابت بھی ہو جائے کہ یہاں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو یہاں پر بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یقینی طور پر یہاں نور سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قرآن یا

اسلام یا موسی علیہ السلام کا مراد ہونا غلط ہے اگرچہ میرے آقا کے نور ہدایت ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں لیکن کلام اس آیت میں ہو رہا ہے کہ کیا اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یقینی طور مراد ہیں یا نہیں تو یہ بات محتمل ہے۔حاصل یہ ہے کہ اچھروی کا عقیدہ محتمل معنی پر ہے لھٰذا اس کا عقیدہ بھی اسی طرح محتمل ہے۔

نیز مولوی عمر اچھروی نے کہا کہ ﴿قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ﴾ کا عطف ﴿قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا﴾ پر ہے مجھے نہایت ہی افسوس ہے وکیل بریلویت پر کہ اس کو اتنا علم نحو بھی نہیں جتنا کہ درجہ اولیٰ کے طالب علم کو ہوا کرتا ہے درجہ اولیٰ کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ کسی بھی جملے کا عطف کسی ماقبل والے جملے پر اس وقت ہوا کرتا ہے جب ان دو جملوں کے درمیان حرف عطف ہو حالانکہ آپ حضرات خود اس آیت کریمہ کو غور سے دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس آیت میں دو جملوں یعنی ﴿قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا﴾ اور ﴿قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ﴾ کے درمیان میں حرف عطف کا نام ونشان نہیں ہے تو یہاں دوسرے جملے کا عطف پہلے جملے پر کیسے ہوگا۔

نیز اس کا یہ کہنا کہ (لفظ نور کے تعین میں ابہام تھا تو رب العزت نے اس ابہام کو دور کرنے کے لیے پہلے قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا مقدم فرما دیا تا کہ جو فاعل پہلے جاء کا ہے وہ دوسرے فعل جاء کے فاعل کا ابہام دور کردے) علم نحو سے غفلت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ نحوی اصول کے مطابق واضح کرنے والی چیز بعد میں مذکور ہوتی ہے جو ماقبل سے ابہام کو دور کرتی ہے مثلاً صفت،عطف بیان، مفسر یہ واضح کرنے والی چیزیں بعد میں واقع ہوتی ہیں جو ماقبل سے ابہام دور کرتی ہیں علم نحو میں اس کی کوئی مثال موجود نہیں ہے کہ کسی چیز کی وضاحت اس کے ذکر ہونے سے پہلے کی جائے جیسے مولوی اچھروی کا دعویٰ ہے کہ نور کی وضاحت اس کے ذکر ہونے سے پہلے رسولنا سے کی گئی ہے لھٰذا اچھروی کی ایسی منطق کو ہمارا دور سے سلام۔

نیز اس کا یہ کہنا کہ ( تا کہ جو فاعل پہلے جاء کا ہے وہ دوسرے فعل جاء کے فاعل کا ابہام دور کر دے ) سراسر جہالت ہے کیونکہ جب دو فعلوں کا ایک دوسرے پر عطف ہوا کرتا ہے تو دونوں فعلوں کا فاعل مختلف ہوتا ہے پہلے فعل کا فاعل دوسرے فعل کے فاعل کی تفسیر نہیں کرتا ہے جیسے جاء زید و جاء عمرو میں کوئی ذی علم شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ پہلے فعل کا فاعل یعنی زید دوسرے فعل کے فاعل یعنی عمرو کا تفسیر ہے اسی طرح یہاں بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پہلے فعل کا فاعل یعنی رسولنا دوسرے فعل کے فاعل نور کی تفسیر ہے۔

آگے مولوی عمر اچھروی اسی کتاب مقیاس نور ص:۹۱ میں لکھتا ہے:

آیئے متقدمین کی تفاسیر سے بھی تمہاری تسلی کرا دیتا ہوں (اس کے بعد تفسیر ابن جریر، تفسیر خازن،، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر بیضاوی، تفسیر کبیر، تفسیر جلالین اور تفسیر صاوی کی عبارات نقل کر کے یہ تاثر دیتا ہے کہ ان تمام تفاسیر میں نور سے مراد صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے۔)

قارئین کرام حقیقت یہ ہے کہ تفسیر جلالین اور ابن جریر کے علاوہ ان تمام تفاسیر میں نور کی دو دو یا تین تین معانی لکھی ہیں مثلاً ملاحظہ فرمائیں:

۱ –فیہ اقوال ان المراد بالنور محمد وبالکتاب القرآن والثانی ان المراد بالنور الاسلام وبالکتاب القرآن الثالث النور والکتاب ھو القرآن وھو ضعیف.[1]

نور کی تفسیر میں تین اقوال ہیں ۱–نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے ۲–نور سے مراد اسلام اور کتاب سے مراد قرآن کریم ۳–نور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن کریم ہے۔

1 تفسیر کبیر لابی عبد اللہ محمد بن عمر المعروف بفخر الدین الرازی( المتوفی ٦٠٦) ج ۱۱ ص:۳۲۷ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت

۲-وقیل الاسلام. 1

اور بعضوں نے کہا ہے کہ نور سے مراد اسلام ہے۔

۳-وقیل النور هو الاسلام. 2

اور بعضوں نے کہا ہے کہ نور سے مراد اسلام ہے۔

٤-نور و کتاب مبین یعنی القرآن ..........وقیل یرید بالنور محمدا صلی الله علیه و سلم. 3

نور اور کتاب مبین سے مراد قران کریم ہے ........اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

قارئین کرام آپ نے دیکھا کہ تفسیر کبیر تفسیر معالم التنزیل تفسیر خازن تفسیر بیضاوی میں نور کی تفسیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ قرآن یا اسلام کے ساتھ بھی کی گئی ہے لیکن عمرا چھروی نے ان تفاسیر میں سے صرف ایک تفسیر نقل کر کے بقیہ تفسیری اقوال کو ہضم کر دیا اس کا صرف اپنی خواہش کے موافق ایک تفسیری قول کو نقل کرنا اور بقیہ اقوال پر پردہ ڈالنا ﴿افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض﴾ کے مترادف ہے۔

اور آگے ص:۳۹ میں لکھتا ہے: بزرگان دین کا عقیدہ قَدۡ جَاءَ کُم مِّنَ اللّٰہِ نُورٌ کے متعلق شرح شفا لعلی قاری ج اص:۵۰۵:

قَدۡ جَاءَ کُم مِّنَ اللّٰہِ نُورٌ وَکِتَابٌ مُّبِین ای المراد بالنور محمد صلی الله علیه وسلم ای سمیٰ الله نبیه صلی الله علیه وسلم نورا فقال قَدۡ جَاءَ کُم مِّنَ اللّٰہِ

1 معالم التنزیل لابی محمد الحسین بن مسعود (المتوفی ٥١٠)ج٢ ص:٣٢ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت 2 لباب التأویل لعلی بن محمد الخازن (المتوفی ٧٤١)ج٢ ص:٢٤ ناشر دار الکتب العلمیه بیروت 3 انوار التنزیل لابی سعید عبد الله بن عمر البیضاوی (المتوفی ٦٨٥)ج٢ ص:١٢٠ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت

نُورٌ وَ کِتَابٌ مُّبِینٌ قیل المراد بالنور فی هذه الآية محمد صلی الله علیه و سلم.

اس آیت میں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

قارئین کرام یہاں سے بھی اچھروی صاحب یہ تأثر دینا چاہتا ہے کہ ملا علی قاری کا یہ عقیدہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حالانکہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے جس طرح قیل کے ساتھ اس قول مذکور کو نقل کیا ہے اسی طرح قیل کے ساتھ یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ نور سے مراد قرآن ہے چنانچہ اصلی عبارت ملاحظہ ہو:

قیل المراد بالنور محمد و قیل القرآن.

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نور سے مراد قرآن ہے۔

اب جب ملا علی قاری رحمہ اللہ نے دونوں قول ایک ہی طرز پر نقل کیے ہیں تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ بزرگان دین کا عقیدہ ہے کہ اس آیت میں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لہٰذا اس قسم کی باتیں صرف اچھروی کی تلبیس حق پر دلالت کرتی ہیں باقی اس کی مدعیٰ کو ثابت کرنے سے کوسوں دور ہیں۔

## مغالطہ: ۲-

مولوی محمد عمر اچھروی اپنی کتاب مقیاس الحنفیت ناشر المقیاس پبلیکیشرز دربار مارکیٹ لاہور ص: ۹۰ میں لکھتا ہے:

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی دلیل اول قرآن مجید سے:

﴿یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِیراً وَدَاعِیاً إِلَی اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجاً مُّنِیراً وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِینَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ فَضْلاً کَبِیراً﴾

ترجمہ: اے ہر وقت ہر ذرے ذرے کے غیبی خبردار بیشک ہم نے آپ کو بھیجا ہے

حاضروناظراورمبارک دینے والااورڈرانے والااوراللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چراغ روشنی کرنے والایاسورج دینے والا۔

اس آیت کریمہ میں رب العزت نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوخطاب فرماکر چند امتیازی خطابات ارشادفرمائے...........(۷) آپ نور دینے والے سورج ہیں..... مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کورب العزت نے سراجامنیرا کا خطاب فرما کرآپ کی ذات کونوری ثابت کردیااس صراحت النص کا جوشخص انکارکرے وہ ایمان سے خالی ہے منکرقرآن ہے منکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

جواب:اس آیت کریمہ کی معنیٰ میں بھی دواحتمالات ہیں:۱-آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی مفسرقرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں سراجامنیرا سے مرادقرآن ہےاوراسی قول کوجمہور نے اختیار کیا ہےاور دوسراقول یہ ہے کہ سراجامنیرا سے مرادآنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں توجب سراجامنیرا سے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی قدریقینی طور پرمرادنہیں تواس آیت کریمہ سے اچھروی اوران کے حوارین کا استدلال کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ لہٰذااس آیت کریمہ کے جواب میں بھی وہی پہلے چار جوابات سمجھئے جوگذشتہ آیت کریمہ کے متعلق ذکر کیے گئے۔

نیز اگر چہ بالفرض ثابت بھی ہوجائے کہ سراجامنیرا سے مرادیقینی طور پرآنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں توپھربھی اہل بدعت کا دعویٰ ثابت نہیں ہوگا کیونکہ اہل بدعت کا دعوی تو نوری مخلوق ہونے کا ہےاوراس آیت کریمہ میں نوری مخلوق ہونے کا کوئی تذکرہ نہیں البتہ جن مفسرین نے سراجامنیرا سے مرادآنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے تو وہ حضرات وضاحت بھی کرتے ہیں کہ چراغ کے ساتھ تشبیہ دینے سے مراددینی راہ بتانا ہے جیسے کہ چراغ دنیوی راہ بتاتا ہے۔کسی بھی معتمد مفسر نے اس آیت کی تفسیر میں یہ نہیں لکھا ہے کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نور سے پیدا ہوئے ہیں لہٰذا اس قسم کے کمزور استدلالات کرنا صرف اچھروی کی شان ہوسکتی ہے۔البتہ اب ان پیش کردہ دونوں اقوال پر مفسرین کی عبارات پیش خدمت ہیں۔

۱-وسراجا منیرا :فیه قولان احدهما انه القرآن سراج منیر ای مضئ لانه یهتدیٰ به قاله ابن عباس وقتادة الثانی انه الرسول کالسراج المنیر فی الهدایة قاله ابن شجره. 1

عبارت کا مفہوم: سراجاً منیراً کے تفسیر میں دوقول ہیں:

۱-اس سے مراد قرآن ہے کیونکہ قرآن روشن چراغ یعنی چمکدار ہے اس کے ذریعے ہدایت حاصل کی جاتی ہے(یعنی اس کے ذریعے دینی راستہ معلوم کیا جاتا ہے جس طرح روشن چراغ کے ذریعے دنیوی راستہ معلوم کیا جاتا ہے)

۲-اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی راستہ دکھانے میں روشن چراغ کی طرح ہیں۔

۲-سراجا منیرا:جلا به الله ظلمات الشرك و اهتدیٰ به الضالون کما یجلی ظلام اللیل بالسراج المنیر و یهتدی به والجمهور علی انه القرآن فیکون التقدیر و ذاسراج او تالیا سراجا منیرا. 2

عبارت کا مفہوم:اللہ پاک اس قران کے ذریعے شرک کی تاریکیوں کو دور کرتے ہیں اوراس سے گمراہ لوگ ہدایت حاصل کرتے ہیں جیسے رات کی تاریکی کوروشن چراغ کے ذریعے دور کیا جاتا ہےاوراس سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے جمہوریہی کہتے ہیں کہ یہاں

1 تفسیر النکت و العیون لابی الحسن علی بن محمد الماوردی (المتوفی ٤٥٠)ج٤ ص:٤١١ ناشر دار اکتب العلمیة بیروت 2 تفسیر مدارك التنزیل لابی البرکات عبد الله بن احمد النسفی (المتوفی ٧١٠)ج٣ ص:٦٣ ناشر دار الکلم الطیب بیروت

سے مراد قرآن ہے تو تقدیر عبارت اس طرح ہوگی ای نبی ہم نے آپ کو چراغ والا یعنی قرآن والا بنا کر بھیجا یا تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ ای نبی ہم نے آپ کو سراج منیر یعنی قرآن کریم کو پڑھنے والا بنا کر بھیجا۔

۳-سراجا منیرا-ای ذا سراج والسراج المنیر ھو القرآن و قیل و سراجا منیرا ھو الرسول سماہ سراجا لانہ یھتدیٰ بہ کالسراج یستضاء بہ. 1

**عبارت کا مفہوم:** روشن چراغ بنا کر بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ روشن چراغ والا اور وہ روشن چراغ قرآن ہے اور بعضوں نے کہا کہ روشن چراغ رسول ہے اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام روشن چراغ اس لیے رکھا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اس طرح ہدایت حاصل کی جاتی ہے جس طرح چراغ سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

٤-وفی تفسیر السراج وجہ آخر وھو ان المراد منہ القرآن و تقدیرہ انا ارسلناك و سراجا منیرا عطفا علیٰ محل الکاف ای و ارسلناسراجا منیرا و علیٰ قولنا انہ عطف علیٰ مبشرا و نذیرا یکون معناہ و ذاسراج لان الحال لا یکون الا وصفا للفاعل او المفعول والسراج لیس وصفا لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن سراجا حقیقۃ او یکون کقول القائل رأیت اسدا ای شجاعا فقولہ سراجا ای ھادیا مبینا کالسراج یری الطریق و یبین الامر. 2

**عبارت کا مفہوم:** سراج کی تفسیر میں ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ کہ سراج سے مراد قرآن ہے اور تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ ہم نے آپ کو بھیجا اور سراج منیر کو بھیجا تو اس

1 تفسیر السمعانی لابی المظفر منصور بن محمد المروزی السمعانی (المتوفی ٤٨٩)ج ٤ ص:٢٩٤ ناشردار الوطن الریاض -السعودیۃ

2 تفسیر کبیر لابی عبد اللہ محمد بن عمر المعروف بفخر الدین الرازی (المتوفی ٦٠٦)ج ٢٥ ص:١٧٤ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت

صورت میں سراجا منیرا کا عطف ہوگا کاف کی محل پر مطلب یہ ہوجائیگا کہ ہم نے سراج منیر کو بھیجا اور ار سراج منیرا کا عطف مبشرا نذیرا پر ہوجائے تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے آپ کو چراغ والا بنا کر بھیجا یہ اس لیے کہ حال فاعل یا مفعول کی صفت ہوتا ہے جبکہ سراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت نہیں بن سکتا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں چراغ نہیں ہیں یا یوں کہا جائے کہ یہ آیت کریمہ اس قول کی طرح ہے کہ کوئی کہے کہ میں نے شیر کو دیکھا اور اس سے اس کی مراد کوئی بہادر شخص ہو یعنی بہادر کے ساتھ تشبیہ مراد ہو اسی طرح اس آیت کریمہ میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہو سکتے ہیں اگر اس سے روشن چراغ کے ساتھ تشبیہ مراد ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے آپ کو راستہ دکھانے والا اور ایسا واضح کرنے والا بنا کر بھیجا جیسے کہ چراغ راستہ دکھاتا ہے اور چیزوں کو واضح کرتا ہے۔

مولوی اچھروی صاحب اپنی اسی کتاب مقیاس نور کے ص:۸۷-۸۸ میں لکھتا ہے: سراجا منیرا کی شرح حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے: المستدرک ج ۲ ص: ۴۱۸

حدثنی محمد بن صالح بن هانی ثنا ابو سهل بشر بن سهل اللباد ثنا عبد الله بن صالح المصری حدثنی معاوية بن صالح عن سعيد بن سويد عن عبد الاعلیٰ بن هلال عن عرباض بن سارية رضی الله عنه صاحب رسول الله صلی الله عليه وسلم قال سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول انی عبد الله و خاتم النبيين و ابی منجدل فی طينة و ساخبركم عن ذالك انا دعوة ابی ابراهيم و بشارة عيسیٰ و رؤيا امی آمنة التی رأت و كذالك امهات النبيين يرين و ان ام رسول الله صلی الله عليه وسلم رأت حين وضعته له نورا اضائت لها قصور الشام ثم تلا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً وَدَاعِياً إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجاً مُّنِيراً وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ فَضْلاً كَبِيراً هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه۔

عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا حضور فرماتے تھے میں اللہ کا بندہ ہوں اور تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں اس وقت ابھی میرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی گوندھی جارہی تھی۔اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں اس سے کہ میں اپنے ابا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا نتیجہ ہوں اور اپنی والدہ ماجدہ کی خواب کا مضمون ہوں جو اس نے دیکھا اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کی والدات نے میرے متعلق خوابیں دیکھیں اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا آپ کی ولادت کے وقت کہ ان کے لیے ایک نور چمکا جس سے شام کے محلات روشن ہوئے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً وَدَاعِياً إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجاً مُّنِيراً وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ فَضْلاً كَبِيراً﴾

یہاں سے اچھروی صاحب کہنا یہ چاہتا ہے (جو کہہ نہیں سکتا عدم فصاحت کی وجہ سے) آیت کریمہ میں سراج منیر کا مطلب ظاہری روشنی دینا ہے کیونکہ حضرت آمنہ نے ظاہری روشنی سے شام کے محلات دیکھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری روشنی دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری مخلوق ہونے کی دلیل ہے۔

جواب: یہ روایت چند وجوہ کی بنیاد پر ضعیف ہے۔

اولاً: تو یہ روایت مولوی اچھروی صاحب کے اصول کے مطابق ضعیف ہے۔ چنانچہ جب اسی سند کے ساتھ ایک روایت علمائے دیوبند کے تائید میں آئی ہے تو خود مولوی اچھروی صاحب نے اس جیسی سند کو سخت ضعیف قرار دیا ہے چنانچہ یہ مولوی صاحب لکھتا ہے:

اس کی سند میں بہت ضعف ہے چنانچہ اس سند کے رواۃ سے عبد اللہ بن صالح

راوی ہیں ان کے متعلق لکھا گیا ہے تقریب التھذیب ص:۲۹۲عبد اللہ بن صالح کثیر الغلط یعنی عبداللہ بن صالح بہت غلط روایتیں بیان کرتا ہے جو اس کی کتاب میں ثابت ہیں۔تہذیب التہذیب ج۵ص:۲۵۶-۲۵۷عبد الله بن صالح لیس هو بشیٔ عبداللہ بن صالح کچھ نہیں انه کان یکذب فی الحدیث علامہ ذہبی نے فرمایا کہ عبداللہ بن صالح حدیث میں جھوٹ بولتا ہے قال احمد بن صالح لیس بشیٔ احمد بن صالح نے بھی کہا کہ عبداللہ بن صالح کچھ نہیں قال النسائی لیس بثقة امام نسائی نے فرمایا کہ عبد اللہ بن صالح مظبوط راوی نہیں ہے وقال النسائی لیس بثقة ابن مریم سے روایت ہے کہ یہ جھوٹا ہے اہل حدیث بننے کا دعویٰ کرنے والو ایسی کچی بات احناف کے سامنے پھر زبان پر نہ لانا۔ 1

قارئین کرام خود انصاف کریں کہ جب اس راوی کی روایت ہمارے مسلک کے موافق آجاتی تو اچھروی صاحب کتنا غصے کا اظہار کرتے ہیں اور اس راوی کے طرح طرح کے عیوب گنواتے ہیں لیکن جب اسی راوی کی روایت اس کے مذہب کی تائید میں آجاتی تو اس راوی کے تمام عیوب بھول جاتے ہیں یہ ہے مسلک کی خدمت!

ثانیاً:اس روایت کی سند میں ایک راوی بشر بن سھل ہے جس کی ہمارے علم کے مطابق کسی بھی محدث سے توثیق ثابت نہیں ہے البتہ متروک ہونے کی جرح موجود ہے چنانچہ حضرت علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد عثمان الذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۴۸) لکھتے ہیں:

بشر بن سهل عن ابان بن ابی عیاش کتب عنه ابو حاتم و ترکه. 2

عبارت کا مفہوم:بشر بن سہل سے ابوحاتم نے لکھنا شروع کیا تھا پھر اس کو چھوڑ دیا۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ بشر بن سہل راوی محدثین کے ہاں متروک ہے لہٰذا

1 مقیاس الحنفیت لعمر اچھروی ص:۲۴۷ ناشر المقیاس پبلشرز ۴۲-دربار مارکیٹ لاہور

2 المغنی فی الضعفاء لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی ص:۱۰۶ ناشر سنة النشر مکان النشر

متروک راوی کی روایت بھی متروک ہی ہوگی۔

ثالثاً: اس روایت کی سند میں ایک اور راوی سعید بن سوید ہے اس کے متعلق علامہ احمد بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۳۶۵) لکھتے ہیں:

سعید بن سوید سمعت یقول البخاری سعید بن سوید لا یتابع فی حدیثه قال الشیخ و سعید بن سوید لا اعرف له فی هذا الوقت. 1

عبارت کا مفہوم: امام بخاری نے فرمایا کہ سعید بن سوید کی حدیث میں کوئی بھی متابعت نہیں کرتا، اور شیخ نے کہا کہ میں اس کو فی الحال نہیں جانتا (یعنی یہ راوی مجہول الحال ہے)۔

لہٰذا اس کی روایت بھی مجہول وضعیف کہلائیگی جو عقیدے کے اثبات میں تو در کنار بلکہ احکام کے اثبات میں بھی کارگر نہیں ہوگی۔

## مغالطہ:۳-

مولوی اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نورص:۹۳ میں لکھتا ہے:

نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری دلیل قرآن کریم سے:

﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ﴾

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کی ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ قندیل میں ہو گویا کہ وہ تارا ہے چمکتا ہوا۔

طرز استدلال: اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا روشن کرنے والا ہے اور ذات الٰہی بے

1 الکامل فی ضعفاء الرجال لاحمد بن عدی الجرجانی ج٤ ص: ٤٦٨ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت لبنان

مثل ہے لیس کمثلہ شیئ اسی کی شان ہے اس لیے رب العزت نے اپنے نور کے سمجھانے کے لیے مثل نورہ سے حلیۂ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا رب العزت کے اس ارشاد مثل نورہ نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ثابت فرمایا جو کا نہا کوکب دری سے واضح ہے۔

جواب: یہ آیت کریمہ متشابہ آیات میں سے ہے چنانچہ:

۱-حضرت علامہ فخر الدین الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۶۰۶) لکھتے ہیں:

ان هذه الآية من المتشابهات. 1

عبارت کا مفہوم: یہ آیت کریمہ یعنی مثل نورہ متشابہ آیات میں سے ہے۔

۲-بریلویوں کا حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی لکھتا ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح يد الله فوق ايديهم یامثل نوره كمشكاة وغیرہ آیات جو بظاہر شان خداوندی کے خلاف معلوم ہوتی ہیں وہ متشابہات ہیں۔ 2

قارئین کرام جب یہ آیت کریمہ بریلویوں کے قول کے مطابق بھی متشابہ آیات میں سے ہے تو پھر بھی اچھروی صاحب کا اس آیت کریمہ سے استدلال کرنا ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے بلکہ اس جیسے لوگوں کے لیے فرمان خداوندی ہے کہ جو لوگ متشابہ آیات کا اتباع کرتے ہیں ان کے دلوں میں کجی ہے اور ان کا غرض فتنہ پھیلانا ہے۔

آگے اچھروی صاحب اپنی دعویٰ کو مزید مظبوط کرنے کے لیے تلبیس حق کا کردار ادا کرتے ہوئے مقیاس نور ص:۹۴-۹۵ میں لکھتا ہے:

1 تفسیر کبیر لفخر الدین الرازی ج۱ ص:۱۱۶ -الباب الرابع فی البحث عن الاسماء الدالة علیٰ -ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت

2 جاء الحق لاحمد یار خان گجراتی حصہ اول ص:۱۷۸ ناشر ضیاء الدین پبلیکیشنز لاہور

# مثل نورہ کی تفسیر مفسرین کی زبانی

## ۱۔تفسیر ابن جریر ج ۱۸ص:۹۵

حدثنا ابن حمید قال ثنا یعقوب القمی عن حفص عن شمر قال جاء ابن عباس الیٰ کعب الاحبار فقال له حدثنی عن قول الله عز و جل اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الآیۃِ فقال کعب اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ مثل محمد صلی الله علیه و سلم

فرمان الٰہی کے متعلق حضرت ابن عباس نے کعب احبار سے دریافت فرمایا تو کعب نے کہا مَثَلُ نُورِهِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ہے۔

## ۲۔تفسیر ابن جریر۔

حدثنی علی بن الحسن الازدی قال حدثنا یحی بن الیمان عن اشعث بن جعفر بن ابی المغیرة(هکذا فی الاصل) عن سعید بن جبیر فی قوله مَثَلُ نُورِهِ قال محمد صلی الله علیه و سلم۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ مَثَلُ نُورِهِ کا مطلب کیا ہے تو آپ نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

## ۳۔تفسیر نیشاپوری ج ۱۸ص:۹۳۔

(مَثَلُ نُورِهِ )والنبی نورا و سراجا منیرا مَثَلُ نُورِهِ کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور سورج ہیں نور دینے والے۔

## ۴۔تفسیر در منثور ج ۵ص ۴۹۔

اخرج عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنور و ابن ابی حاتم و ابن مردویه عن شمر بن عطیة قال جاء ابن عباس رضی الله عنه الیٰ کعب

الاحبار قال لہ حدثنی عن قول اللہ عز و جل اَللّٰهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ قال مثل نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ابن عباس رضی اللہ عنہما کعب احبار کی طرف آئے اور کہا مجھے فرمایئے اَللّٰهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ فرمان الٰہی کے متعلق کعب الاحبار نے کہا مثال نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

## ۵-تفسیر خازن ج۵ص۶۳-

(مَثَلُ نُورِهِ )وقیل ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مَثَلُ نُورِهِ کی شرح بعض نے کی ہے کہ وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

## ۶-تفسیر معالم التنزیل ج۵ص:۶۳-

(مَثَلُ نُورِهِ) ھوقال سعید بن جبیر والضحاك ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم.

مَثَلُ نُورِهِ کے متعلق سعید بن جبیر اور ضحاک نے کہا ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

قارئین کرام اچھروی صاحب مفسرین کی ان عبارات سے عوام الناس کو یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ مَثَلُ نُورِهِ کے تفسیر میں ان تمام مفسرین نے مَثَلُ نُورِهِ سے مراد صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے حالانکہ ان تمام تفاسیر میں مَثَلُ نُورِهِ کے متعلق مختلف اقوال لکھے ہوئے ہیں جن کو اچھروی صاحب نے یہود کا کردار ادا کرتے ہوئے چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ چنانچہ انھی تفاسیر سے ہم اصلی عبارات نقل کرتے ہیں تاکہ قارئین کرام کے لیے حق واضح ہو جائے۔

## اولاً: ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن جریر (متوفی ۳۱۰)

۱-عن ابن عباس مَثَلُ نُورِهِ مثل ھداہ فی قلب المؤمن. 1

1 تفسیر جامع البیان لمحمد بن جریر طبری ج۱۹ ص:۱۷۹ ناشر مؤسسة الرسالة بیروت

**عبارت کا مفہوم:** حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مَثَلُ نُورِہِ کے متعلق منقول ہے کہ اس سے مؤمن کی اس ہدایت کی مثال بیان ہورہی ہے جو مؤمن کے دل میں ہے۔

عن ابی بن کعب فی قول اللہ مَثَلُ نُورِہِ قال ذکر نورالمؤمن فقال مَثَلُ نُورِہِ یقول مثل نور المؤمن. 1

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَثَلُ نُورِہِ کے متعلق منقول ہے کہ اس سے مؤمن کے نور کی مثال بیان ہورہی ہے مَثَلُ نُورِہِ کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن کے نور کی مثال۔

عن سعید بن جبیر مَثَلُ نُورِہِ مثل ھداہ فی قلب المؤمن. 2

**عبارت کا مفہوم:** حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مَثَلُ نُورِہِ کے متعلق منقول ہے کہ اس سے مؤمن کی اس ہدایت کی مثال بیان ہورہی ہے جو مؤمن کے دل میں ہے۔

عن الضحاك فی قولہ مَثَلُ نُورِہِ قال نور المؤمن. 3

**عبارت کا مفہوم:** ضحاک سے مَثَلُ نُورِہِ کے متعلق منقول ہے کہ اس سے مراد مؤمن کا نور ہے۔

عن الحسن فی قولہ مَثَلُ نُورِہِ قال مثل ھٰذا القرآن فی القلب. 4

**عبارت کا مفہوم:** حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مَثَلُ نُورِہِ کے متعلق منقول ہے کہ مَثَلُ نُورِہِ سے اس قرآن کریم کی مثال بیان ہورہی ہے جو دل میں ہے۔

1 جامع البیان لمحمد بن جریر طبری ج۱۹ ص۱۷۸ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

2 جامع البیان لمحمد بن جریر طبری ج۱۹ ص۱۷۹ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

3 جامع البیان لمحمد بن جریر طبری ج۱۹ ص۱۷۹ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

4 جامع البیان لمحمد بن جریر طبری ج۱۹ ص۱۷۹ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

قارئین کرام آپ نے دیکھ لیا کہ تفسیر ابن جریر میں اتنے سارے متعدد اقوال لکھے ہوئے ہیں لیکن اچھروی نے اپنا الوسید ھا کرنے کے لیے صرف ایک قول پر اکتفا کیا ہے۔

## ثانیاً: ملاحظہ فرمائیں تفسیر در منثور

عن ابی بن کعب مَثَلُ نُورِهِ:.........فبدأ بنور نفسه ثم ذكر نور مؤمن فقال مثل نور من آمن به. 1

**عبارت کا مفہوم:** حضرت ابی بن کعب سے مَثَلُ نُورِهِ کے متعلق منقول ہے کہ اللہ پاک نے سب سے پہلے اپنے نور کا بیان فرمایا پھر مؤمن کے نور کا ذکر فرمایا اور کہا کہ اس کے نور کی مثال جس نے اس پر ایمان لایا۔

عن ابن عباس مَثَلُ نُورِهِ مثل هداه فی قلب المؤمن. 2

**عبارت کا مفہوم:** حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مَثَلُ نُورِهِ کے متعلق منقول ہے کہ اس سے مراد مؤمن کے ہدایت کی مثال ہے جو اس کی دل میں ہے۔

## ثالثاً: ملاحظہ فرمائیں معالم التنزیل

عن ابن عباس مثل نوره الذی اعطیٰ المؤمن ............و كان ابی يقرأ مثل نور من آمن به و هو عبد جعل الايمان و القرآن فی صدره وقال الحسن و زيد بن اسلم اراد بالنور القرآن وقال سعيد بن جبير و الضحاك هو محمد صلى الله عليه وسلم. 3

1 الدر المنثور لعبد الرحمٰن بن ابی بكر جلال الدين السيوطی( المتوفی ٩١١)ج٦ ص:١٩٧ دار الفكر بروت 2 الدر المنثور لعبد الرحمٰن بن ابی بكر جلال الدين السيوطی( المتوفی ٩١١)ج٦ ص:١٩٩ دار الفكر بروت 3 معالم التنزيل لابی محمد الحسين بن مسعود البغوی( المتوفی ٥١٠)ج٣ ص٤١٥ دار الكتب العلمية بيروت

عبارت کا مفہوم: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں مثل نورہ سے مراد مؤمن کے نور کا مثال بیان ہو رہا ہے اور یہی قرأت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے اور حسن بصری اور زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ یہاں نور سے مراد قرآن ہے اور سعید بن جبیر اور ضحاک فرماتے ہیں کہ یہاں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

## رابعاً: ملاحظہ فرمائیں تفسیر خازن (متوفی ۷۴۱)

قال ابن عباس مثل نوره الذی اعطیٰ المؤمن و قیل اراد بالنور القرآن وقیل هو محمد صلی الله علییه وسلم وقیل هو الطاعة سمی طاعة الله نورا. 1

عبارت کا مفہوم: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا نور سے مراد مؤمن کا نور ہے اور کہا گیا ہے کہ اس نور سے مراد قرآن ہے اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اللہ پاک کی اطاعت ہے۔

قارئین کرام ان تمام تفاسیر میں مثل نورہ کے متعلق مختلف اقوال لکھے ہوئے ہیں لیکن اچھروی نے صرف اپنے مطلب کا قول نقل کر کے اور دیگر اقوال کو نظر انداز کر کے اہل کتاب کی طرح تؤمنون ببعض الکتاب و تکفرن ببعض کا ثبوت دیا ہے۔

جہاں تک تعلق ہے تفسیر نیشاپوری کا تو اس کی اصل عبارت اس طرح ہے:

فلذالك سمی القرآن نورا والنور الذی انزلنا والنبی نورا وسراجا منیرا. 2

عبارت کا مفہوم: اسی وجہ سے قرآن کا نام نور رکھا گیا ہے جیسے کہ والنور الذی انزلنا سے ثابت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی نور رکھا گیا ہے جیسے کہ وسراجا

1 لباب التأویل لعلی بن محمد الخازن ج۳ ص:۳۱۵ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

2 تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان لنظام الدین الحسن بن محمد النیسابوری (المتوفی ۸۵۰) ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

منیرا سے ثابت ہے۔

تو اس عبارت یہ ثابت ہورہا ہے کہ قرآن کا نام نور و النور الذی انزلنا سے ثابت ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور و سراجا منیرا سے ثابت ہے۔

تو جس طرح قرآن کریم باوجود نور نام ہونے کے نوری مخلوق نہیں کہلاتا ہے بلکہ نور ہدایت کہلاتا ہے اسی طرح مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی باوجود نور ہونے کے نوری مخلوق نہیں کہلائینگے بلکہ نور ہدایت ہی کہلائینگے۔ البتہ اچھروی کا تفسیر نیشاپوری کی اس عبارت سے یہ سمجھنا کہ مثل نورہ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ غلط فہمی اور بے علمی پر مبنی ہے کیونکہ یہاں صاف لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہدایت ہونا و سراجا منیرا سے ثابت ہے۔

## مغالطہ:۴-

مولوی اچھروی صاحب اپنی اسی کتاب مقیاس نور ص:۹۶ میں لکھتا ہے:

نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی دلیل:

﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾

یہ لوگ ارادہ رکھتے ہیں کہ اپنے منہوں سے اللہ کے نور کو بجھادیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگر کفار برا مناویں۔

## طرز استدلال:

اس آیت کریمہ میں نور اللہ سے مراد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوسکتے ہیں۔ (لہٰذا اس سے ثابت ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔)

جواب: اس آیت کریمہ میں نور اللہ سے مراد دین اسلام ہے یہی جمہور مفسرین کا

قول ہے۔البتہ مفسرین کی عبارات پیش خدمت ہیں:

١-يُرِيُدُونَ ان يُطفِؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفُوَاهِهِم يقول يريدون ان يطفؤالاسلام بكلامهم؟ 1

عبارت کا مفہوم: ان کا ارادہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے نور کو اپنی منہ سے بجھا دیں اس سے اللہ پاک یہ فرمارہے ہیں کہ یہ لوگ اسلام کو اپنی باتوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔

٢-يُرِيُدُونَ ان يُطفِؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفُوَاهِهِم يعنى دين الاسلام بالسنتهم. 2

عبارت کا مفہوم: اللہ پاک کے نور کو بجھانے کا مطلب یہ کہ یہ لوگ اللہ پاک کے دین اسلام کو اپنی زبانوں سے بجھانے کی کوشش کررہے ہیں۔

٣- يُرِيُدُونَ ان يُطفِؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفُوَاهِهِم وفى نوره قولان انه القرآن والاسلام قاله الحسن وقتادة والثانى انه آياته و دلائله لانه يهتدئ به كما يهتدئ بالانوار. 3

عبارت کا مفہوم: نوراللہ کی تفسیر میں دوقول ہیں:

ا-قول یہ ہے کہ نور سے مراد قرآن اوراسلام ہے یہ قول حسن اور قتادہ کا ہے۔

٢-اقول یہ ہے کہ نور سے مراد اللہ پاک کی آیتیں اوراللہ پاک کے دلائل ہیں اس لیے کہ ان کے ذریعے بھی اس طرح ہدایت حاصل کی جاتی جس طرح نوروں سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔

٤-يُرِيُدُونَ ان يُطفِؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفُوَاهِهِم .........وقال الحسن و قتاده

1 جامع البيان لمحمد بن جرير الطبرى( المتوفى ٣١٠ )ج١٤ص:٢١٤ ناشر مؤسسة الرسالة بيروت 2 التفسير لمقاتل بن سليمان (المتوفى ١٥٠ )ج٢ ص١٦٨ ناشر دار احياء التراث العربى بيروت تفسير 3 النكت والعيون لابى الحسن على بن محمد الماوردى( المتوفى ٤٥٠ )ج٢ص:٣٥٥ ناشر دار الكتب العلمية بيروت

نور الله القرآن و الاسلام. 1

**عبارت کا مفہوم: حسن اور قتادہ کا قول یہ کہ نور اللہ سے مراد یہاں پر قرآن اور اسلام ہے۔**

۵-يُرِيدُونَ ان يُطْفِؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِم يخمدون دين الاسلام بتكذيبهم. 2

**عبارت کا مفہوم: اللہ پاک کے نور کے بجھانے کا مطلب یہ کہ یہ لوگ دین اسلام کو بجھانے کی کوشش کرتے ہیں دین کو جھٹلا کر کے۔**

٦- يُرِيدُونَ ان يُطْفِؤُوا نُورَ اللَّهِ القرآن او الاسلام او دلائله التى يهتدیٰ بها كما يهتدیٰ بالنور. 3

**عبارت کا مفہوم: نور اللہ سے مراد قرآن اور اسلام ہے یا اللہ پاک کے وہ دلائل جن کے ذریعے ہدایت حاصل کی جاتی ہے جس طرح نور سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔**

۷-يُرِيدُونَ ان يُطْفِؤُوا نُورَ اللَّهِ يعنى ارادتهم ابطال الاسلام. 4

**عبارت کا مفہوم: اللہ کے نور کو بجھانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا ارادہ اسلام کو مٹانے کا تھا۔**

۸-لِيُطْفِؤُوا نُورَ اللَّهِ اى دينه بافواههم. 5

1 تفسير زاد المسير فى علم التفسير لابى الفرج عبد الرحمٰن بن على الجوزى (المتوفى ٥٩٧)ج٢ص:٢٥٣ ناشر دار الكتاب العربى بيروت 2 الوجيزفى تفسير الكتاب العزيز لابى الحسن على بن احمد النيسابورى( المتوفى ٤٦٨ )ناشر دار النشر دار القلم الدار الشامية دمشق بيروت 3 التسهيل لعلوم الدين لسلطان العلماء عز الدين عبد العزيز بن عبد السلام (متوفى ٦٦٠)ج٢ ص:١٧ ناشر دار ابن حزم بيروت 4 لباب التأويل لعلى بن محمد الخازن( المتوفى ٧٤١)ج٤ ص:٢٨٨ ناشر دار الكتب العلمية بيروت 5 التفسير المظهرى لمحمد ثناء الله( المتوفى ١٢٢٥)ج٩ ص:٢٧٢ ناشر مكتبة الرشيدية باكستان

عبارت کا مفہوم: اللہ کے نور کو بجھانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دین کو اپنی باتوں کے ساتھ بجھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

۹- یُرِیْدُونَ ان یُطْفِؤُوا نُورَ اللّٰہِ ای دینه الثابت بالدلیل المشبه بالنور. 1

عبارت کا مفہوم: اللہ پاک کے نور کو بجھانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک کے نور جیسے دلیل کے ساتھ ثابت شدہ دین کو بجھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

۱۰- بریلویوں کا صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی (متوفی ۱۳۶۷) اسی آیت کریمہ کے تفسیر میں لکھتا ہے:

چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور یعنی دین برحق اسلام اپنے مونھوں سے جھادیں۔ 2

قارئین کرام مفسرین کی ان تمام عبارات سے معلوم ہوگیا کہ آیت کریمہ میں نور اللہ سے مراد دین اسلام ہے لہٰذا اچھروی کی کوشش ناکام ہوگئی۔ کیونکہ اس نے نور اللہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیکر اپنے بریلویوں کے تفاسیر کی بھی مخالفت کردی۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اور آگے اسی کتاب مقیاس نور کے ص: ۹۷ میں لکھتا ہے:

مفسرین کے حوالجات عرض کرتا ہوں مفسرین کی تائید:

## تفسیر ابن جریر ج ۲۸ ص: ۵۳

یُرِیْدُونَ لِیُطْفِؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

---

1 تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان لنظام الدین الحسن بن محمد النیسابوری (المتوفی ۸۵۰) ج۳ ص:۴۵۸ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 2 خزائن العرفان حاشیۃ نور العرفان لنعیم الدین مراد آبادی ص: ۹۹۳-۹۹۴ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

یقول اللہ تعالیٰ ذکرہ یرید ھؤلاء القائلون محمد صلی اللہ علیہ وسلم ھذا ساحر مبین لیطفؤ نور اللہ بافواھھم یقول یریدون لیبطلو الحق الذی بعث اللہ بہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم بافواھھم یعنی بقولھم انہ ساحر وماجاء بہ سحر واللہ متم نورہ یقول واللہ معلن الحق و مظھر دینہ و ناصر محمد علیہ السلام علیٰ من عاداہ فذالک اتمام نورہ.

یہ کفار ارادہ رکھتے ہیں تاکہ اپنے مونھوں سے اللہ کے نور کو بجھادیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے گو کفار برامناویں۔

اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کا ارشاد فرماتا ہے کہ یہ ارادہ رکھتے ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ صاف جادوگر کہنے والے ہیں تاکہ اللہ کے نور کو زبانی زبانی بجھادیں رب کریم فرماتا ہے یہ کفار ارادہ رکھتے ہیں تاکہ حق کو مٹادیں زبانی جس کے ساتھ جو مبعوث فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی اپنی باتوں سے کہ وہ جادوگر ہے اور جس چیز قرآن کو لایا ہے جادو ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے ارشاد خداوندی ہے اللہ تعالیٰ حق کا اعلان کرنے والا ہے اور اپنے دین کو غالب کرنے والا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار ہے۔ ایسے شخص کے خلاف ہے جو آپ کا دشمن ہو تو یہ اس کے نور کا پورا کرنا۔ رب العزت نے ان دونوں آیتوں میں ان لوگوں کا رد فرمایا ہے جو اپنی زبانوں سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا انکار کرتے ہیں۔

قارئین کرام اچھروی صاحب کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ اس کو ایسی عربی عبارت کا ترجمہ بھی نہیں آتا جس عبارت کا ترجمہ درجہ اولیٰ کا طالب علم بھی کرسکتا ہے۔ مثلاً اس نے یقول اللہ تعالیٰ ذکرہ کا ترجمہ کیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کا ارشاد فرماتا ہے حالانکہ اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ فرماتا ہے وہ اللہ جس کا بلند ہے ذکر نہ یہ کہ اپنے ذکر کا ارشاد فرماتا ہے وا اسفاً.

اور اچھروی صاحب نے اپنے مدعیٰ کو اس آیت کریمہ سے ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا یہاں تک کہ ترجمہ غلط کیا اور عبارت ادھوری نقل کی لیکن پھر بھی پوری عبارت میں نور اللہ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی قدر کو ثابت نہ کر سکے کیونکہ پوری عبارت میں کہیں بھی یہ بات نہیں آئی کہ نور اللہ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جبکہ میں تفسیر ابن جریر کے حوالے سے پہلے نقل کر چکا ہوں کہ نور اللہ سے مراد دین اسلام ہے اور اس عبارت میں بھی اچھروی کی نقل کردہ ادھوری عبارت اتمام نورہ کے بعد یہ الفاظ موجود ہیں وعنی بنورہ ھذا الموضع الاسلام کہ اس جگہ نور سے مراد اسلام ہے دیکھیے تفسیر ابن جریر ج ۳۶۰۲۳ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت لیکن اچھروی نے ان الفاظ کو چھپانے میں اپنے باطل مذہب کی خدمت سمجھی ہے اگر عبارات میں خیانت کرنا ہی دین کی خدمت ہے تو بلاشبہ اچھروی صاحب کی ایسی خدمت دین کو ہمارا دور سے سلام۔

## مغالطہ: ۵-

اچھروی صاحب اپنی اسی کتاب مقیاس نور ص: ۹۹ میں لکھتا ہے:

نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں قرآنی دلیل: ﴿وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى﴾

قسم ہے حضور آپ کے رخ انور کی، اور قسم ہے آپ کی سیاہ زلفوں کی جب لٹکی ہوئی ہوں۔

## تفسیر کبیر ج ۸ ص: ۵۹۶

ھل احد من المذکرین فسر الضحیٰ بوجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واللیل بشعرہ (والجواب) نعم ولا استبعاد فیہ.

کیا ذکر کرنے والوں میں سے کسی نے ضحیٰ کی تفسیر رخ انور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کی

ہے اور لیل سے مراد آپ کے بال مبارک کی تفسیر کی ہے؟ الجواب ہاں اس میں کوئی بعد نہیں۔

## تفسیر نیشاپوری ج ۳۰ ص: ۷۰

لا استبعاد فیما یذکرہ الواعظ من تشبیہ وجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالضحی وشعرہ باللیل

بعید نہیں ہے اس بات میں کہ اس کو ذکر کرتا ہے واعظ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی تشبیہ ضحیٰ کے ساتھ دیتا ہے اور آپ کے بال مبارک کو واللیل سے۔

## طرز استدلال:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کو ضحیٰ فرمایا اور ضحیٰ سورج کو مستلزم ہے رب العزت کے ضحیٰ فرمانے سے آپ کے سورج ہونے کی توثیق ہوگئی اور ضحیٰ سورج کے پورے طلوع کے وقت ہوتا ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کو رب العزت نے ضحیٰ فرما کر آپ کے حقیقۃً نور ہونے کا ثبوت دے دیا۔

جواب: اولاً: مولوی اچھروی نے قرآن کریم کا ترجمہ غلط کیا ہے کیوں کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے یہ ترجمہ کیا ہے والضحیٰ چاشت کی قسم۔

تو جب ضحیٰ کا ترجمہ چاشت کا وقت ہے تو قرآن کریم کا اصلی ترجمہ چھوڑ کر ایک احتمالی قول مراد لینا کیسے درست ہوسکتا ہے؟

ثانیاً: اچھروی صاحب نے ضحیٰ کی ایک تفسیر کر کے بھی حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ بریلویوں کا مفسر زمانہ مولوی نعیم الدین مراد آبادی (۱۳۶۷) لکھتا ہے:

(ضحیٰ سے مراد چاشت کا وقت ہے) جس وقت کہ آفتاب بلند ہو کیونکہ یہ وقت وہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلام سے مشرف کیا اور اسی وقت جادوگر سجدے میں گرے......... بعض مفسرین نے فرمایا ضحیٰ سے دن مراد ہے۔ امام جعفر

صادق نے فرمایا کہ چاشت سے مراد وہ چاشت ہے جس میں اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا بعض مفسرین نے فرمایا کہ چاشت سے اشارہ ہے نور جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور شب کنایہ ہے آپ کے گیسوئے عنبرین سے۔ 1

قارئین کرام مولوی نعیم الدین صاحب نے اپنی اس عبارت میں اچھروی صاحب کے پیش کردہ قول کو بعض مفسرین کا قول قرار دیا ہے جبکہ تفسیر نیشاپوری میں قول اول کو اکثر مفسرین کا قول قرار دیا گیا ہے اب آپ خود ہی انصاف کریں کہ اکثر مفسرین کے قول کے مقابلے میں بعض مفسرین کا قول کیسے مسموع ہوسکتا ہے؟ اکثر مفسرین کے قول کے مقابلے میں جبکہ وہ قول ظاہر قرآن کریم کے بھی موافق ہو بعض مفسرین کے قول کے مقابلے میں چھوڑ دینا یہ اچھروی جیسے انوکھے عالم دین کا کام ہے۔ جبکہ مولوی احمد رضا خان بریلوی لکھتا ہے:

اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہینگے بے دلیل شرعی تخصیص وتأویل کی اجازت نہیں ہے ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے۔ 2

لہٰذا احمد رضا کے قول کے موافق اس آیت کریمہ کو اپنے ظاہر پر چھوڑ کر قول اول یعنی چاشت کا وقت مراد لینا ہی صحیح ہوگا اور بس۔

ثالثاً: اگر بالفرض چاشت کے وقت سے مراد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک ہو بھی تو اس سے زیادہ سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک کی چاشت کے وقت کے ساتھ تشبیہ ہوگی جیسے کہا جاتا ہے کہ زید شیر ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ زید شیر کی طرح بہادر ہے یہ مراد نہیں ہوتی کہ جس مادے سے شیر پیدا ہوا ہے اسی

1 خزائن العرفان حاشیہ کنزالایمان لنعیم الدین مرادآبادی ۱۰۷۵ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز

2 انباء المصطفیٰ لاحمد رضا خان بریلوی ص:۲۶

مادے سے زید پیدا ہوا ہے ہرگز نہیں لہٰذا یہاں پر بھی یہ کہنا ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاشت کی روشنی کی طرح چمکدار ہے نہ یہ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش نور سے ہوئی ہے جبکہ محل نزاع تو یہی چیز ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کس چیز سے ہوئی ہے اس بات کے مدلل جواب سے احمد رضا سے لیکر اچھروی تک تمام بریلویت عاجز نظر آتی ہے۔

جہاں تک تعلق ہے تفسیر کبیر کی عبارت کا تو علامہ فخر الدین رازی نے اس قول کو بطور تفسیر کے ذکر نہیں کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

لاهل التفسير فى قوله والضحىٰ وجهان :احدهما:ان المراد بالضحىٰ وقت الضحىٰ وهو صدر النهار حين ترتفع الشمس وتلقى شعاعها وثانيها :الضحىٰ هو النهار كله بدليل انه جعل فى مقابلة الليل كله.

عبارت کا مفہوم: والضحیٰ کی تفسیر میں اہل تفسیر کے دو قول ہیں ان میں سے ایک یہ ہے ضحیٰ سے مراد وہ دن کا ابتدائی حصہ ہے جس وقت سورج بلند ہوتا ہے اور اپنے شعاع پھینکتا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ضحیٰ سے مراد پورا دن ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ یہاں ضحیٰ کو لیل یعنی رات کے مقابلے میں لایا گیا ہے جب رات سے پوری رات مراد ہے تو ضحیٰ سے بھی پورا دن مراد ہوگا۔

یہاں مفسرین کے دو قول مکمل ہو گئے۔

اور آگے کچھ سطروں کے بعد لکھتے ہیں:

السؤال الخامس هل احد من المذكرين فسر الضحىٰ بوجه محمد صلى الله عليه وسلم والليل بشعره( والجواب )نعم ولا استبعاد فيه

ذکر کرنے والوں میں کسی نے یہ مذکورہ تفسیر بھی ذکر کیا ہے اس میں کوئی بعد نہیں۔

(ہوسکتا ہے کہ یہ بھی مراد ہو لیکن یقینی طور پر مراد ہے یا نہیں یہ تو اللہ ہی جانتا ہے) اس قول کے کمزوری کا یہ عالم ہے کہ علامہ فخر الدین رازی نے اس قول کو تفسیری اقوال میں جگہ ہی نہیں دی ورنہ تو کہتے کہ والضحیٰ کی تفسیر میں تین قول ہیں لیکن حضرت نے فرمایا والضحی کی تفسیر میں دو قول ہیں نیز علامہ فخر الدین رازی اور علامہ نیشاپوری رحمہما اللہ کے علاوہ اس قول کو کسی معتمد مفسر نے ذکر تک نہیں کیا یہ بھی اس قول کے کمزور ہونے کی دلیل ہے۔

اور علامہ نیشاپوری رحمہ اللہ نے تو یہاں تک بھی لکھ دیا کہ:

الاکثرون علیٰ ان المراد بالضحیٰ وقت الضحیٰ وهو صدر النهار حين ترتفع الشمس ويظهر سلطانها وقيل هو النهار كله لاقرانه بالليل ............الثالثه لا استبعاد فيما يذكره الواعظ من تشبيه وجه محمد صلى الله عليه وسلم بالضحىٰ وشعره بالليل. 1

عبارت کا مفہوم: اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ ضحیٰ سے مراد چاشت کا وقت ہے اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اس سے پورا دن مراد ہے کیونکہ اس کو رات کے ساتھ ملایا گیا ہے (تو جب رات سے مراد پوری رات ہے اسی طرح چاشت سے مراد بھی پورا دن ہے).......

اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ جو واعظین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو چاشت کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زلفوں کو رات سے تشبیہ دیتے ہیں تو یہ بھی کوئی بعید نہیں (ہوسکتا کہ یہ بھی مراد ہو اگرچہ حقیقت حال اللہ پاک ہی جانتے ہیں)

عبارت کا حاصل یہ نکلا کہ ضحیٰ سے مراد اکثر مفسرین کے قول کے مطابق چاشت کا وقت ہے ہاں کچھ واعظین اس قسم کی تشبیہات ذکر کرتے ہیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

1 غرائب القرآن و رغائب الفرقان لنظام الدين الحسن بن محمدالنيسابوری (المتوفی ٨٥٠)ج٦ ص:٥١٥ ناشر دار الكتب العلمية بيروت

## مغالطہ:۶-

مولوی اچھروی صاحب اپنی اسی کتاب مقیاس نورص:۱۰۰ میں لکھتا ہے:

﴿يُرِيدُونَ أَن يُطْفِؤُوا نُورَ اللّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّهُ إِلاَّ أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾

لوگ ارادہ رکھتے ہیں یہ کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں زبانی زبانی اور مخالف ہے اللہ تعالیٰ ان کے ارادوں کے مگر یہ کہ اپنے نور کو پورا ہی کریگا گو کفار برا منائیں۔

اس آیت کریمہ میں رب العزت نے پانچ ارشادات کی وضاحت فرمائی۔

۱- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اللہ فرمایا (اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں)

جواب: قرآن کریم میں اس جیسی آیت کریمہ ایک تو سورہ صف میں ہے اس کا تفصیلی جواب ماقبل میں گذر چکا اور اس آیت کریمہ کا بھی وہی جواب ہے جو سورۃ صف والی آیت کریمہ کا جواب ہے البتہ مزید تسلی کے لیے ہم اس کا جواب مولوی اچھروی کے معتمد مولوی نعیم الدین مراد آبادی (متوفی ۱۳۶۷) نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ مولوی صاحب لکھتا ہے:

(نورہ سے مراد) دین اسلام یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل (ہیں)۔ 1

نعیم الدین کی اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ اس آیت کریمہ میں نور اللہ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں ورنہ تو وہ اس آیت کی تفسیر میں اس قول کو ضرور ذکر کرتے اس نے اس قول کی طرف توجہ تک نہیں دی۔ پتہ نہیں اچھروی کو یہ سبق کس نے پڑھایا۔

1 خزائن العرفان لنعیم الدین مراد آبادی حاشیہ کنزالایمان ص:۳۴۵ ناشر ضیاء الدین پبلیکیشنز

آگے اچھروی صاحب ص ۱۰۱ میں لکھتا ہے: نور اللہ مفسرین کی زبانی:

## درمنثور ج ۳ ص: ۲۳۱۔

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِؤُواْ نُورَ اللّهِ اخرج ابن ابی حاتم عن الضحاك فی قوله يريدون ان يطفؤ نور الله يقول يريدون ان يهلك محمدا صلی الله عليه وسلم ۔

ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت کی ہے کہ فرمان خداوندی کے متعلق فرماتے تھے کہ کفار ارادہ رکھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاک کر دیں۔

## تفسیر نسفی ج ۲ ص ۹۴ ۔تفسیر کشاف ج ۲ ص: ۱۴۹۔

﴿يُرِيدُونَ أَن يُطْفِؤُواْ نُورَ اللّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّهُ إِلاَّ أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ مثل حالهم فی طلبهم ان يبطلو بنبوة محمد صلی الله عليه وسلم بالتكذيب بحال يريدون ينفخ فی نور عظيم مثبت فی الآفاق يريد الله ان يزيد يريدون ان يطفؤ ۔

نور اللہ کی شرح میں کفار کی حالت کی مثال ان کے ارادوں کے متعلق یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو جھٹلا کر مٹا دیں اس شخص کی حالت کے ساتھ جو ارادہ کرتا ہے یہ کہ ایسے نور عظیم میں پھونک ماری جاوے جو تمام آفاق میں مثبت ہے اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ اس نور عظیم کو بڑھائے۔

اس قرآنی تفسیر سے ثابت ہوا نور اللہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ ہے اور کفار اس نور عظیم میں پھونک کر بجھانا چاہتے ہیں جب نبوت نور ہے تو جس وجود میں نور ساری ہے وہ ضروری ہے کہ وجود نوری ہے۔

قارئین کرام جہاں تک تعلق ہے درمنثور کی عبارت کا تو اچھروی صاحب نے یہود کا کردار ادا کرتے ہوئے اس عبارت سے کتمان حق کی کوشش کی ہے وہ اس طرح کی عبارت

کو آدھا نقل کیا ہے چنانچہ:

**اولاً: تو درمنثور میں اس عبارت سے پہلے یہ عبارت بھی موجود ہے جس کو اچھروی صاحب نے چھپایا ہے۔**

اخرج ابن ابی حاتم عن السدی فی قولہ يُرِيدُونَ أَن يُطْفِؤُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ قال الاسلام بکلامهم. 1

**عبارت کا مفہوم: سدی سے اس آیت کے تفسیر میں منقول ہے کہ نور اللہ سے مراد اسلام ہے۔ مطلب یہ کہ یہ لوگ اسلام کو اپنی باتوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔**

**یہ وہ قول تھا جو اچھروی کی خواہش کی موافق نہیں تھا اس لیے اس پر پردہ ڈالا لیکن راقم نے الحمدللہ حقیقت سے پردہ ہٹا ہی دیا۔**

**نوٹ: اس قول کو سدی کا قول سمجھ کر رد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہی قول قتادہ اور حسن بصری رحمہما اللہ تعالی علیہما کا ہے کما مر۔**

**ثانیاً: اچھروی کی پیش کردہ مکمل عبارت اس طرح ہے:**

اخرج ابن ابی حاتم عن الضحاك فی قولہ یریدون ان یطفؤ نور الله بافواههم یقول یریدون ان یهلك محمدصلی الله علیه وسلم واصحابه ان لایعبدو الله بالاسلام فی الارض. 2

**عبارت کا مفہوم: ضحاک سے منقول ہے کہ اللہ پاک اس آیت کریمہ میں یہ فرمارہے ہیں کہ کفار کی یہ خواہش ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہلاک کردیے جائیں تاکہ لوگ دین اسلام کے ساتھ اللہ**

1 الدر المنثور لعبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی (المتوفی ٩١١) ج٤ ص١٧٥ ناشر دار الفکر بیروت 2 الدر المنثور لعبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی (المتوفی ٩١١) ج٤ ص:١٧٥ ناشر دار الفکر بیروت

پاک کی عبادنہ کریں۔

قارئین کرام آپ اس عبارت کوخود غور سے دیکھیں کہ آخر کس لفظ سے یہ ثابت ہورہا ہے کہ نوراللہ سے مرادمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہاں پرتو صاف لکھا ہے کہ یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ہلاکت اس لیے چاہتے ہیں تا کہ دین اسلام کے ساتھ اللہ پاک کی عبادت نہ ہوتو ان کا اصلی غرض تو دین کو بجھانا ہوا نہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی ہلاکت۔ کیوں کہ ان لوگوں کوآپ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام کے ساتھ کوئی ذاتی عداوۃ نہیں تھی اگر عداوۃ تھی تو صرف اورصرف دین کی اشاعت کے وجہ سے تھی۔لہٰذاان کی چاہت نوراللہ یعنی دین اسلام کوہی بجھانا تھا۔

نیزاس عبارت میں لکھا ہے کہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اورصحابہ کرام کی ہلاکت چاہتے تھے اگرنوراللہ سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے تو صحابہ بھی مراد ہونگے حالانکہ صحابہ کرام تو فریق مخالف کے ہاں بھی نوری مخلوق نہیں تو ان کو ماننا پڑیگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نوری مخلوق نہیں۔ یہ وہ نکتہ تھا جس کی وجہ سے اچھروی صاحب نے صحابہ کے لفظ کو عبارت میں نقل ہی نہیں کیا تا کہ ان کے کمزوراستدلال کا راز نہ کھل سے لیکن الحمدللہ محققین آج بھی دنیامیں موجود ہیں جودودھ کودودھ اور پانی کو پانی ثابت کرہی دیتے ہیں۔

البتہ جہاں تک تعلق ہے تفسیر نسفی اور تفسیر کشاف کا توان دونوں تفسیروں کی عباراتوں سے اچھروی نے خود یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہاں نوراللہ سے مرادآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے۔توجب بقول اچھروی نوراللہ سے مرادآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ ت ہےتو نبوت تو آپ صلی اللہ عیہ وسلم کی صفت ہے ذات نہیں لہٰذا ماننا پڑیگا کہ نورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب اورصفت ہے نہ کہ مادہ کہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

باقی اچھروی کا یہ کہنا کہ جب نبوت نور ہے تو جس وجود میں نور ساری ہے وہ

ضروری ہے کہ وجود نوری ہو یہ محض عوام الناس کو دھوکا دہی ہے۔ کیونکہ کسی چیز کا کسی چیز میں سرایت کرنا یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ چیز اسی سرایت کرنے والی چیز سے پیدا ہوئی ہو مثلاً عقل انسان میں سرایت کیا ہوا ہوتا ہے لیکن یہ اس بات مستلزم نہیں کہ یہ شخص مادہ مٹی نہیں بلکہ مادہ علم سے پیدا ہوا ہے اسی طرح علم انسان میں سرایت کیا ہوا ہوتا ہے تو یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ یہ شخص مادہ عقل سے پیدا کیا ہوا ہے اسی طرح قوۃ سمع و بصر انسان میں سرایت کی ہوئی ہوتی ہے لیکن یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ یہ شخص مادہ سمع و بصر سے پیدا ہوا ہے اسی طرح نور نبوۃ کا آپ علیہ الصلاۃ والسلام میں سرایت کرنا یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مادہ مٹی سے نہیں بلکہ مادہ نور نبوۃ سے پیدا ہوئے ہیں جبکہ نور نبوۃ عرض جوھر اور مادہ نہیں کہ اس سے کوئی چیز بن سکے یا پیدا ہو سکے لہٰذا اچھروی صاحب کی یہ تمام باتیں ان کے ناسمجھی کا کھلا ہوا ثبوت ہیں

## مغالطہ: ۷-

مولوی اچھروی صاحب اپنی اسی کتاب کے ص: ۱۰۲ میں لکھتا ہے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتویں دلیل سورہ نجم آیت نمبر (۱) ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ﴾ قسم ہے ستارے کی جب چڑھ کر اتر آئے۔

نجم روشن ہوتا ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نور ہیں اس لیے آپ کی ذات نجم حقیقت والی کی رب العزۃ نے قسم کھائی یہ آیت میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کی ساتویں قرآنی دلیل ہے۔

جواب اولاً: نجم سے مراد حقیقی ستارہ ہی ہے جیسے کہ قرآن کریم کے ترجمے سے واضح ہو رہا ہے اور یہ مطلب بعینہ مولوی احمد رضا کے اس بیان کردہ اصول کے موافق ہے جو ماقبل میں گذرا کہ: نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہینگے بے دلیل شرعی تخصیص وتأویل کی اجازت نہیں

ہے ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائیگا دیکھئے: 1

ثانیا: نجم سے مراد یقینی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں کیونکہ نجم کی تفسیر میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں: مثلاً: بریلویوں کا مفسر زمانہ مولوی نعیم الدین مرادآبادی (متوفی ۱۳۶۷) لکھتا ہے نجم کی تفسیر میں مفسرین کے بہت سارے قول ہیں بعض نے ثریا مراد لیا ہے اگرچہ ثریا کئی تارے ہیں لیکن نجم کا اطلاق ان پر عرب کی عادت ہے بعض نے نجم سے جنس نجوم مراد لی ہے بعض نے وہ نباتات جو ساق نہیں رکھتے زمین پر پھیلتے ہیں بعض نے نجم سے مراد قرآن لیا لیکن سب سے عزیز لذیذ تفسیر وہ جو احمد رضا نے اختیار فرمائی کہ نجم سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ 2

تو جب نجم کے متعلق مفسرین کے اتنے سارے متعدد اقوال موجود ہیں تو ان اقوال میں سے اللہ پاک کی مراد کونسا قول ہے یہ تب تک معلوم نہیں ہوسکتا جب تک کہ خالق کائنات خود بیان نہ کرے یا اللہ پاک کے رسول جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان نہ کریں تو جب اللہ اور اس کے رسول کے طرف سے کوئی متعین قول معلوم نہ ہوسکا اس لیے ان میں سے کسی بھی متعین قول پر عقیدہ نہیں رکھا جاسکتا کیونکہ عقیدہ یقینی اور قطعی بات پر رکھا جاتا ہے۔ البتہ یہ عقیدہ رکھا جائیگا نجم کے لفظ سے جو بھی اللہ پاک کی مراد ہے وہ برحق ہے۔

ثالثاً: اگر ثابت بھی ہوجائے کہ ستارے سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو بھی بریلویوں کا بیت العنکبوت جیسا دعویٰ ثابت نہیں ہوگا کیوں کہ جب یہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ستارے ہیں تو اس سے مقصود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستارے سے تشبیہ دینا ہے یعنی جس طرح ستارہ دنیوی راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ

1 انباء المصطفی لاحمد رضا بریلوی ص: ۲۴

2 خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان لنعیم الدین مرادآبادی ص: ناشر ضیاء الدین پبلیکیشنز لاہور

وسلم دینی راستے کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں لہٰذا اس اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہدایت کہلائینگے نہ کہ نوری مخلوق جبکہ محل نزاع یہی ہے۔

آگے اچھروی صاحب ص:۱۰۳ میں لکھتا ہے: تفاسیر سے

## تفسیر خازن ج۶ ص:۲۱۲۔

النجم هو محمد صلى الله عليه و سلم

ستارہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

## تفسیر معالم التنزیل ج۶ ص:۲۱۲۔

قال جعفر الصادق يعني محمد صلى الله عليه و سلم

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نجم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

## تفسیر صاوی ج۴ ص:۱۳۵۔

النجم هو محمد صلى الله عليه و سلم

ستارہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

## تفسیر محی الدین ابن عربی ص:۱۳۷۔

﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى﴾ اقسم بالنفس المحمدية

قسم کھاتا ہوں میں نفس محمدیہ کی۔

طرز استدلال: نجم کے معنی ستارے کے اور رب کریم نے نجم سے مراد نفس محمدیہ مراد لیا ہے تو آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ ستارہ نوری ہوتا ہے تو آپ بھی نور ہیں تو رب العزۃ نے نجم فرمایا اگر آپ نور نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو النجم کا خطاب نہ فرماتا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو النجم کا خطاب فرما کر آپ کے نور ہونے کا ثبوت دے دیا۔

**جواب: جہاں تک تعلق ہے تفسیر خازن کا تو تفسیر خازن میں نجم کے متعلق سات (۷) اقوال موجود ہیں اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:**

اراد بالنجم الثریا وقیل ھی نجوم السماء کلھا.......... وروی عن ابن عباس انه الرجوم من النجوم .........وقیل ھی النجوم اذا انتثرت یوم القیٰمة وقیل اراد بالنجم القرآن ..........وقیل النجم ھو النبت الذی لا ساق له......... وقیل النجم ھو محمد صلی الله علیه وسلم. 1

**عبارت کا مفہوم: نجم سے مراد ثریا ستارہ ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس سے مراد آسمان کے تمام ستارے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد وہ ستارے ہیں جو شیاطین کو لگتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس سے مراد وہ ستارے ہیں جو قیامت کے دن بکھر جائینگے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس سے مراد وہ پودہ ہے جس کی ڈنڈی نہیں ہوتی ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔**

**اور جہاں تک تعلق ہے تفسیر معالم التنزیل کا تو تفسیر معالم التنزیل میں نجم کے متعلق (٦) اقوال موجود ہیں چنانچہ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:**

اراد بالنجم الثریا وقال مجاھد ھی نجوم السماء کلھا .............عن بن عباس انه الرجوم من النجوم ............وقال ابو حمزة الثمالی ھی النجوم اذا انتثرت یوم القیٰمة وقیل المراد بالنجم القرآن ............وقال جعفر الصادق یعنی محمدا صلی الله علیه وسلم. 2

---

1 لباب التأویل لعلی بن محمد الخازن( المتوفی ٧٤١)ج٤ص:٢٠٤ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 2 معالم التنزیل لابی محمد الحسین بن مسعود البغوی (المتوفی ٥١٠)ج٤ ص:٣٠١ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت

عبارت کا مفہوم: نجم سے مراد ثریا ستارہ ہے اور مجاہد نے کہا ہے کہ اس سے مراد آسمان کے تمام ستارے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد وہ ستارے ہیں جو شیاطین کو لگتے ہیں اور ابوحمزۃ الثمالی نے کہا ہے کہ اس سے مراد وہ ستارے ہیں جو قیامت کے دن بکھر جائینگے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے اور جعفر صادق نے کہا ہے کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

توجب ان دونوں تفاسیر میں نجم کے متعلق ۶-۷-اقوال موجود ہیں تو ان اقوال میں سے صرف ایک قول نقل کرنا اور بقیہ اقوال کو بے دلیل پس پشت ڈالنا نہایت ہی بے انصافی ہے۔

## مغالطہ: ۸-

اچھروی صاحب اپنی اسی کتاب مقیاس نور ص۱۰۴ میں لکھتا ہے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھویں قرآنی دلیل:

﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقاً عَن طَبَقٍ﴾

قسم کھاتا ہوں میں سرخی کی اور قسم کھاتا ہوں رات کی اور وہ جو جمع کیا اس نے اور قسم ہے چاند کی جب پورا ہو ضرور آپ چڑھیں گے آسمان پر یکے بعد دیگرے۔

آگے اچھروی صاحب تفسیر کبیر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن جریر، تفسیر خازن، تفسیر در منثور تفسیر ابن عباس کے حوالے سے لکھتا ہے: (اچھروی کی غرض کو راقم اپنی عبارت میں نقل کرتا ہے) وہ اس طرح کہ ان تفاسیر کی عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ رب العالمین اس آیت کریمہ ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقاً عَن طَبَقٍ﴾ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دے رہے ہیں کہ آپ آسمانوں اور فرشتوں کے مشاہدے کے لیے آسمانوں پر معراج والی رات

چڑھیں گے۔اب اچھروی کہنا یہ چاہتا ہے کہ جب ان تمام تفاسیر کی عبارات سے ثابت ہو گیا کہ یہ خطاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے تو اب اس سے پہلے والی آیات میں بھی ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہوگا اب آیات کا ترجمہ یوں بن جائیگا: سرخی کی قسم یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے اقدس کے سرخی کی قسم اور رات کی قسم یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زلفوں کی قسم اور اس کی قسم جس کو رات جمع کرے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے زلفوں کو اکٹھے کر کے پچھلی طرف کنگی کر کے اکٹھا کرنے کی قسم اور چاند کی قسم یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے چہرے مبارک کی قسم اب کہتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند ثابت ہوا تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری ہونے کی بین دلیل ہے ۔اب اچھروی صاحب کی اپنی اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

مقیاس نور ص:۱۰۷: کہا گیا ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ضرور چڑھیں گے آپ طبقے طبقے ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف معراج کی رات۔لَتَرۡکَبُنَّ آپ کے آسمانوں کے چڑھنے کے واقعہ کو بیان کرنا اور اس کے پہلے شفق اور لیل اور وسق اور قمر کے پورے ہونے کی قسمیں کھانا ثابت کر رہا ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صعود الی السماء کے وقت بالشفق سے سرخی کی قسم کھانا یہ سرخی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی ہے اور لیل سے آپ کی زلف عنبرین مراد ہیں اور وما وسق سے آپ کا ان کو اکٹھے کر کے پچھلی طرف کنگھی کر کے اکٹھا کرنا مراد ہے اور قمر سے رخ انور مراد ہے۔جب آپکی زلف لیلیٰ رخ انور سے پیچھے ہٹیں تو رخ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکا۔مطلب یہ ہوا رب العزت فرماتا ہے قسم کھاتا ہوں میں آپ کے رخ انور کی سرخی کی اور قسم کھاتا ہوں میں آپ کے رخ انور کی سرخی کی اور قسم کھاتا ہوں میں آپ کے زلف لیلیٰ کی اور قسم اس ادا کی جب آپ نے زلفوں کو کنگھی سے رخ انور سے پیچھے ہٹا کر اکٹھا کیا اور بعد ازآں قسم ہے پورے رخ انور کی

جو چاند کی چودھویں کی طرح نمودار ہوا۔آپ آسمانوں کو یکے بعد دیگرے ضرور چڑ ہیں گے۔توواَلْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ سے آپ کے رخ انور کوقمر فرمانا یہ بھی آپ کےنوری ہونے کی بین دلیل ہے۔

جواب:اولاً: مولوی اچھروی صاحب نے آیت کریمہ کا ترجمہ غلط کیا ہے۔چنانچہ یہ ترجمہ مولوی احمد رضا خان کے ترجمے کے بھی خلاف ہے کیونکہ احمد رضا خان نے اس آیت کریمہ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

ضرورتم منزل بمنزل چڑھو گے۔ 1

اوراچھروی نے ترجمہ کیا ضرور آپ چڑ ہیں گے آسمان پر یکے بعد دیگرے۔

ثانیاً:اس آیت کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی طور پر مخاطب ہونا مشکوک اور محتمل ہے۔کیونکہ قطع نظر سلف صالحین کے تفاسیر کے بریلویوں کا مفسر زمانہ مولوی نعیم الدین مرادآبادی لکھتا ہے:

یہ خطاب یا تو انسانوں کو ہے اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہیں کہ تمہیں حال کے بعد حال پیش آئے گا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ موت کے شدائد واحوال پھر مرنے کے بعد اٹھنا پھر موقف حساب میں پیش ہونا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان کے حالات میں تدریج ہے ایک وقت دودھ پیتا بچہ ہوتا ہے پھر دودھ چھوٹتا ہے پھر لڑکپن کا زمانہ آتا ہے پھر جوان ہوتا ہے پھر جوانی ڈھلتی ہے پھر بوڑھا ہوتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے آپ شب معراج ایک آسمان پر تشریف لے گئے پھر دوسرے پر اسی طرح درجہ بدرجہ مرتبہ بمرتبہ قرب میں واصل ہوئے۔الخ 2

1 کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن لمولوی احمد رضا ص:۱۰۶۳ ناشر ضیاء الدین پبلیکیشنز 2 خزائن العرفان حاشیۃ کنز الایمان لمولوی نعیم الدین مرادآبادی (متوفی ۱۳۶۷) ص:۱۰۶۳ ناشر ضیاء الدین پبلیکیشنز لاہور

**تو جب اس آیت کریمہ کے تفسیر میں متعدد اقوال ہیں تو بقول مولوی احمد رضا خان بریلوی** اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال.

ثـالثـاً: **ان تمام مفسرین نے جن کے حوالے اچھروی صاحب نے پیش کیے ہیں ان سب نے اس آیت کریمہ کے تفسیر میں متعدد اقوال نقل کیے ہیں جن پر اچھروی صاحب نے پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اصلی عبارات ملاحظہ فرمائیں:**

۱-امـا القرأة برفع الباء وهو خطاب الجمع فتحتمل وجوهاً احدها:ان يـكـون الـمـعـنیٰ لتـركـبـن ايهـا الانسـان امـورا واحوالا امرا بعد امر وحـالاً بـعـدحـال.........ثـانيهـا :ان مـعـنیٰ الآية ان الناس يلقون يوم القيٰمة احوالا وشـدائـد .........ثـالثها ان يكون المعنیٰ ان الناس تنتقل احوالهم يوم القيٰمة عـمـا كـانـو عـليهـا فـمـن وضيـع فـی الـدنيـا يصير رفيعاً فی الآخرة ومن رفيع يتـضـع.........وامـا الـقـرأة بنصب الياء ففيها قولان :الاول قول من قال انه خـطـاب مـع مـحـمـد صـلـی الله عليه وسلم وعلیٰ هذا التقدير ذكرو وجهين احدهما ...............ثانيهما ای يكون ذالك بشارة لمحمد صلی الله عليه وسـلـم بـصـعـوده الیٰ السـمـاء لمشاهدة ملكوتها و اجلال الملائكة اياه فيها ولمعنیٰ لتركبن يا محمد السمٰوات طبقاً عن طبق وقد قال تعالیٰ سبع سمٰوات طبـاقـاً وقـد فـعل الله ذالك ليلة الاسراء وهذا الوجه مروی عن ابن عباس وابن مسعود. 1

**عبارت کا مفہوم: جب لترکبن با کے ضمہ کے ساتھ ہو (جیسے کہ قرآن پاک میں موجود ہے) تو یہ خطاب جمع کو ہوگا اس صورت میں اس آیت کی معنیٰ میں چند وجوہ ہیں۔**

1 تـفـسـيـر كبير لابی عبد الله محمد بن عمرالمعروف بفخر الدين الرازی (المتوفی٦٠٦) ج ٣١ ص:١٠٢-١٠٣ ناشر دار احياء التراث العربی بيروت

۱-مطلب یہ ہوگا کہ ای انسانو آپ لوگوں پر پے در پے مختلف احوال وامور آتے رہیں گے۔

۲-آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ قیامت کے دن لوگوں پر مختلف احوال اور سختیاں آئیں گی۔

۳-یا مطلب یہ ہوگا کہ لوگوں کے احوال دنیوی احوال کے بنسبت منتقل ہوجائیں گے وہ اس طرح کہ وہ لوگ جو دنیا میں گھٹیا سمجھے جاتے تھے وہ آخرت میں بلند ہونگے اور وہ لوگ جو دنیا میں بلند ہونگے وہ آخرت میں گھٹیہ گھٹیہ ہوجائیں گے۔

اور اگر لترکبن با کے نصب کے ساتھ ہو جیسے کہ ایک قرأۃ آئی ہے تو اب اس آیت کی تشریح میں دو قول ہیں:

۲-وہ یہ کہ یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی جارہی ہے کہ آپ بادشاہتوں کے مشاہدے اور فرشتوں سے عزت حاصل کرنے کے لیے آسمانوں پر چڑھیں گے اور ایسے ہوا بھی کہ معراج والی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں پر چڑھے۔ یہ قول منقول ہے حضرت ابن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے۔

۲-قال الحسن و ابو العالیة لترکبن یعنی محمدا صلی الله علیه وسلم طبقاً عن طبق السمٰوات ............عن مسروق لترکبن طبقاً عن طبق قال انت یا محمد سماء عن سماء...............لترکبن بالتاء و بضم الباء علیٰ وجه الخطاب للناس کافة انهم یرکبون احوال الشدة حالا بعد حال. 1

عبارت کا مفہوم: حسن بصری ابو العالیہ اور مسروق سے منقول ہے کہ اس آیت

---

1 جامع البیان لمحمدبن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰) ج۲۴ ص:۳۲۴-۳۲۵ ناشر موسسة الرسالة بیروت

کریمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ آسمانوں پر چڑ ہیں گے یکے بعد دیگرے۔اور اگر لترکبن با کے ضمہ کے ساتھ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ لوگوں کے ساتھ خطاب ہے کہ ان پر یکے بعد دیگرے مختلف احوال آئینگے۔

۳–واخرج الطیالسی و عبد بن حمید وابن ابی حاتم والطبرانی عن ابن عباس لترکبن طبقاً عن طبق قال یا محمد السماء طبقاً بعد طبق واخرج عبد بن حمید و ابن المنذر والحاکم فی الکنیٰ وابن منده فی غرائب شعبة وابن مردویه والطبرانی عن ابن مسعود انه قرأ لترکبن طبقاً عن طبق قال لترکبن بالنصب یا محمد سماء بعد سماء ..................عن سعید بن جبیر لترکبن طبقاً عن طبق قال قوم کانو فی الدنیا اشرافا فاتضعو فی الآخرة ..............عن قتاده فی الآیة قال حالاً بعد حال بینما صاحب الدنیا فی رخاء اذ صار فی بلاء وبینما هو فی بلاء اذ صار فی رخاء. 1

عبارت کا مفہوم: حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ یکے بعد دیگرے آسمانوں پر چڑ ہیں گے۔اور سعید بن جبیر سے منقول ہیکہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو دنیا میں تو معزز تھے لیکن آخرت میں بے وقعت بن جائیں گے۔اور قتادہ سے منقول ہے کہ اس سے انسان پر مختلف حالات کا بیان مراد ہے کہ ایک وقت میں ایک شخص راحت میں ہوتا ہے اچانک اس پر مصیبت آجاتی ہے اور کبھی کوئی شخص مصیبت میں ہوتا ہے اچانک اس پر راحت آجاتی ہے۔

1 الدر المنثور لعبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی (المتوفی ۹۱۱) ج۸ ص:۴۵۹ – ۴۶۰ ناشر دار الفکر بیروت

٤ –والـمعنیٰ لترکبن یا محمد طبقاً عن طبق یعنی سماء بعد سماءِ وقد فـعل الله معه لیلة اسری به فاصعده سماء بعد سماء ..............والمعنیٰ لتـرکبـن ایها الناس حالا بعد حال ..........وقال ابن عباس یعنی الشدائد و اهـوال الـموت ................وقیل حال الانسان حالا بعد حال رضیع ثم فطیم ثم غلام ثم شاب ثم کهل ثم شیخ. 1

**عبارت کا مفہوم:** مطلب یہ ہے کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ یکے بعد دیگرے آسمانوں پر چڑ ہیں گے اور اللہ پاک نے ایسے کر کے دکھایا جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کروایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یکے بعد دیگرے آسمانوں پر چڑھایا۔ یا مطلب یہ ہوگا کہ ای انسان آپ پر یکے بعد دیگرے پے در پے مختلف حالات آئیں گے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ انسان پر سختیاں اور موت خوفناکیاں آئیں گی۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ انسان پر یکے بعد دیگرے حالات آنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے دودہ پیتا ہے پھر اس کا دودہ چھڑوایا جاتا ہے پھر وہ لڑکا بن جاتا ہے پھر جوان بنتا ہے پھر بوڑہا بنتا ہے۔

٥ –عـن ابـن عبـاس لتـرکبـن طبـقاً عن طبق قال محمد صلی الله علیه وسـلـم ...............وقال سعید بن جبیر لترکبن طبقاً عن طبق قال قوم کـانـو فـی الـدنـیا خسیس امرهم فارتفعو فی الآخرة وآخرون کانو اشرافاً فی الدنیا فاتضعو فی الآخرة ـ 2

**عبارت کا مفہوم:** حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ اس آیت

1 لبـاب التـأویل لعلی بن محمد الخازن (المتوفی ٧٤١) ج٤ ص:٤٠٩ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 2 تفسیر ابن کثیر: ج٣ ص ٣٦٠

کریمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے۔اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ قوم ہے جو دنیا میں تو خسیس سمجھے جاتے تھے لیکن آخرت میں وہ معزز بن جائیں گے۔

تو قارئین کرام اچھروی کے ان پیش کردہ تمام تفسیروں میں اتنے سارے متعدد اقوال موجود ہیں اس لیے اس آیت کریمہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی طور پر مخاطب ہونا مشکوک اور محتمل ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے تفسیر ابن عباس کے حوالے کا جو اچھروی صاحب نے پیش کیا ہے تو اس کا جواب یہ کہ تفسیر ابن عباس کی نسبت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف غلط اور موضوع ہے۔تفسیر ابن عباس کی سنداس طرح ہے:

یقول مجد الدین ابو طاهر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی( المتوفی ۸۱۷)اخبرنا ابو عبد الله محمود بن محمد الرازی قال اخبرنا عمار بن عبد المجید الهروی قال اخبرنا علی بن اسحاق السمرقندی عن محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس .........الخ 1

چنانچہ اس سند کے متعلق علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۹۱۱) لکھتے ہیں:

واوهی طرقه طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس فان انضم الیٰ ذالك روایة محمد بن مروان السدی الصغیر فهی سلسلة الکذب. 2

عبارت کا مفہوم: حضرت عبداللہ بن عباس کے تفسیر کی کمزور سند کلبی عن ابی صالح ہے اور اگر اس کے ساتھ محمد بن مروان السدی بھی مل جائے تو پھر تو یہ سند جھوٹ کی زنجیر ہے۔

1 تفسیر ابن عباس ص:۲ دار الکتب العلمیة بیروت لبنان 2 الاتقان فی علوم القرآن لجلال الدین سیوطی ج۲ ص:۲۴۲ ناشر میر محمد کتب خانه کاتشی باکستان

لہٰذا تفسیر منسوب الیٰ ابن عباس کی عبارت کارگر نہیں بن سکتی۔

رابعاً: اگر یہ بات ثابت بھی ہو جائے کہ اس آیت کریمہ میں خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہیں تو بھی بریلویوں کا دعویٰ ثابت نہیں ہوگا کیوں کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ اس سرخی سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک کی سرخی ہے اور کہاں لکھا ہے کہ یہاں چاند سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک ہے نہ یہ مراد قرآن نے بتائی ہے نہ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے اور نہ ہی کسی مفسر نے بتائی ہے۔

خامساً: اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ یہاں چاند سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس ہے تو بھی بریلویوں کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا کیوں کہ اگر یہاں چاند سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک ہوگا تو اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے اقدس کی تشبیہ ثابت ہوگی چاند کے ساتھ تو مطلب یہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس چمک اور خوبصورتی میں چاند کی طرح ہے نہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق نور سے ہوئی ہے جبکہ محل نزاع یہی چیز ہے۔

## مغالطہ: ۹-

مولوی اچھروی صاحب اپنی اسی کتاب مقیاس نور ص: ۱۰۷ میں لکھتا ہے:

﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ﴾

قسم ہے آسمان کی اور چمکنے والے کی۔ اور کس نے آپ کو کہا کہ طارق کسے کہتے ہیں؟ تارک چمکنے والے ستارے کو کہتے ہیں۔

نسیم الریاض شرح شفا ج ۱ ص: ۲۷۰ –ان النجم ھٰھُنا ایضاً محمد صلی الله علیه وسلم

اللہ تعالیٰ نے نجم سے مراد یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا ہے۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کو رب کریم کا نجم سے یاد فرمانا یہ بھی آپ

کے پورے وجود مبارک کے نوری ہونے کی یقینی دلیل ہے۔

**جواب اولاً:** اگر یہاں نجم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیے جائیں تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نوری مخلوق ہونا ثابت نہیں ہوگا کیوں کہ قاضی عیاض اور علامہ خفاجی (متوفی ۱۰۶۹) کے اس قول میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ستارہ بتایا گیا ہے تو اس بنیاد پر نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوری مخلوق ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستارہ اس بنیاد پر کہا گیا ہے کہ جس طرح ستارے سے ظاہری روشنی حاصل ہوتی ہے اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت کی روشنی حاصل ہوتی ہے۔ صاحب نسیم الریاض نے اپنی اس عبارت فالطارق اشارۃ الیٰ انه صلی الله علیه وسلم اتی وقد دجیٰ الکفر والظلم سے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھیے: 1

**ثانیاً:** نسیم الریاض میں اس قول کو قیل کے صیغے کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وقد قیل فی قوله تعالیٰ ......................النجم الثاقب ـ ان النجم هنا محمد صلی الله علیه وسلم. 2

**عبارت کا مفہوم:** کہا گیا ہے کہ یہاں ستارے سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور اصول ہے کہ قیل والا قول کمزور وضعیف ہوتا ہے قابل اعتماد نہیں ہوتا۔

چنانچہ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وظاهر عبارة النهایة حیث عبر بقیل اشارة الیٰ ضعفه. 3

1 نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض لاحمد بن محمد الخفاجی ج۱ ص:۳۴۲ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 2 نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض لاحمد بن محمد الخفاجی ج۱ ص:۳۴۲ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 3 البحر الرائق لزین الدین بن ابراهیم المعروف بابن نجیم (المتوفی ۹۷۰) ج۸ ص:۲۱۱ ناشر دار الکتاب الاسلامی بیروت

عبارت کا مفہوم: اس قول کو چونکہ قیل کے ساتھ تعبیر کیا گیا اس لیے یہ قول ضعیف ہے۔

اسی طرح علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۲۵۲) فرماتے ہیں:

التعبیر عنه بقیل اشارة الیٰ ضعفه. 1

عبارت کا مفہوم: اس قول کو قیل کے ساتھ تعبیر کرنے میں اس کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

لہٰذا قیل کے ساتھ اس نقل کردہ قول پر اعتماد کر کے اس پر عقیدے کی بنیاد رکھنا غلط ہے۔

## مغالطہ: ۱۰-

اچھروی صاحب اپنی اسی کتاب مقیاس نورص: ۱۰۸ میں لکھتا ہے:

نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دسویں قرآنی دلیل: ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ أَوْ أَدْنٰی﴾ پھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہوئے تو رب نے استقبال کیا تو ہوگئے دو کمانوں کے گوشے کی مقدار یا اس سے بھی قریب۔

معراج جسمانی اور ملاقات خداوندی کا ثبوت ابن قیم کا فیصلہ......................

جسم اطہر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش معلیٰ تک سیر کرنا رب کریم کا سیر کروانا یہ بھی آپ کے وجود نوری ہونے کی دلیل یقینی ہے۔

جواب: ہم اپنی اس کتاب کے شروع میں ہی لکھ چکے ہیں کہ بشر یعنی انسان تمام مخلوق سے بڑھ کر با کمال ہے جب عرش کا یہ حال ہے کہ وہاں تک فرشتے بھی پہنچ سکتے ہیں جیسے کہ حاملین عرش تو انسان رسول جو کہ پوری مخلوق میں سے ہر ہر چیز سے اعلیٰ اور افضل

1 حاشیة ابن عابدین لمحمد امین الدمشقی ج۲ ص:۵۵۷ ناشر دار الفکر بیروت

ہیں تو وہ ذات عرش پر کیوں نہیں پہنچ سکتی ؟

مزید اچھروی صاحب یا اس کے حواریین بتائیں کہ کیا عرش پر جانے کے لیے نوری مخلوق ہونے کی شرط قرآن کریم کی کسی آیت یا کسی حدیث سے ثابت ہے؟ جب یہ شرط قرآن اور حدیث سے ثابت نہیں تو اچھروی کون ہوتا ہے یہ شرط باطل لگانے والا؟ لھٰذا ایسی شرط باطل کو ہمارا دور سے سلام۔

## مغالطہ:۱۱-

مولوی اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نور ص:۳۲-۳۳ میں لکھتا ہے:

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بشریہ کی نفی کی دوسری دلیل (یہ ہے کہ) بشریت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی جیسا کہ قرآن کریم کی آیت سے ثابت ہے............حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا سب مخلوق سے مقدم تھی۔

دلیل: سورہ احزاب ج ا ص:۲۱: ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقاً غَلِيظاً لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَن صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَاباً أَلِيماً﴾

اور جب ہم نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے حلفیہ وعدہ لیا یعنی آپ سے یارسول اللہ اور نوح علیہ السلام سے اور ابراہیم علیہ السلام سے اور موسیٰ علیہ السلام سے اور عیسیٰ علیہ السلام سے اور ان سے زبردست حلفیہ وعدہ لیا تاکہ صادقین کو اللہ تعالیٰ ان کے صدق کے متعلق سوال کرے اور کفار کے لیے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار فرمایا ہے۔

## قرآن کا ترجمہ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے:

حدیث:۱-مولوی اچھروی صاحب اپنی اسی کتاب مقیاس نور میں ابونعیم کی دلائل النبوۃ ج ۶ خصائص کبریٰ ج ۳ کے حوالے سے لکھتا ہے:

وذالك ما حدثناه ابو محمد عبد الله بن ابراهيم بن ايوب ثنا جعفر بن احمد بن عاصم قال ثنا هشام بن عمار قال بقية ثنا سعيد بن بشير قال ثنا قتادة عن الحسن عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فى قوله تعالىٰ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيْثَاقَهُمْ قال كنت اول النبيين فى الخلق وآخرهم فى البعث۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان خداوندی کہ میں تمام انبیاء علیہم السلام سے پیدائش میں مقدم ہوں اول ہوں اور مبعوث ہونے میں آخر ہوں۔

تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام سے مقدم ہیں۔

جواب اولاً: یہ روایت چند وجوہ سے ضعیف ہے۔

۱-اس روایت کی سند میں ایک راوی ہشام بن عمار السلمی ہے یہ راوی مختلط ہے۔ اور مختلط رواۃ کے متعلق محدثین کا فیصلہ ہے کہ ان حضرات کی روایات کے متعلق جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ ان کے شاگردوں نے ان سے یہ روایات قبل از اختلاط سنی ہیں تب تک ان کی روایات قبول نہیں کی جائیں گی جیسے کہ علامہ ابن صلاح (متوفی ۶۴۳) فرماتے ہیں:

والحكم فيهم انه يقبل حديث من اخذ عنهم قبل الاختلاط ولا يقبل حديث من اخذ عنهم بعد الاختلاط او اشكل امره فلم يدر هل اخذ عنه قبل الاختلاط او بعده. 1

1 مقدمة ابن الصلاح لعثمان بن عبد الرحمٰن المعروف بابن الصلاح ص:۳۹۲ ناشر دار الفر سوريا بيروت

عبارت کا مفہوم: مختلطین کے متعلق فیصلہ یہ ہے کہ جن مختلطین سے کوئی حدیث اگر اختلاط سے پہلے لی گئی ہے تو وہ حدیث قبول کی جائیگی اور اگر اختلاط کے بعد لی گئی ہے یا پتہ نہ چلتا ہو کہ یہ حدیث اختلاط سے پہلے لی گئی ہے یا بعد میں تو ایسی روایت قبول نہیں کی جائی گی۔

البتہ ہشام بن عمار کے مختلط ہونے کا ثبوت حاضر ہے۔

١-هشام بن عمارالسلمی :قال ابو حاتم صدوق وقد تغير فكان كلما لقنه يلقن. 1

عبارت کا مفہوم: ہشام بن عمار کے متعلق ابوحاتم فرماتے ہیں کہ سچہ تو تھا لیکن یہ تغیر کا شکار ہو گیا تھا پھر جب اس کو تلقین کی جاتی تھی تو تلقین قبول کرتا تھا۔

٢-هشام بن عمارالسلمی :......قال ابو حاتم صدوق وقد تغير فكان كلما لقنه تلقن. 2

عبارت کا مفہوم: ہشام بن عمار کے متعلق ابوحاتم فرماتے ہیں کہ سچہ تو تھا لیکن یہ تغیر کا شکار ہو گیا تھا پھر جب اس کو تلقین کی جاتی تھی تو تلقین قبول کرتا تھا۔

٣-هشام بن عمار :..........قال ابو حاتم لما كبر ساء تغير وكل ما وقع اليه قرأه وكل ما لقن تلقن. 3

1 الاغتباط بمن رمی من الرواة بالاختلاط لابی الوفاء ابراهيم بن محمد( المتوفى ٨٤١) ص:٣٦٤ رقم الراوی ١١٣ ناشر دار الحديث- القاهره 2 ميزان الاعتدال لابی عبد الله محمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفى ٧٤٨) ج٤ ص:٣٠٢ ناشر در المعرفة للطباعة والنشر بيروت -لبنان 3 المختلطين لابی سعيد خليل بن كيكلدی العلائی (المتوفى ٧٦١)ص:١٢٦ ناشر مكتبة الخانجی -القاهره

عبارت کا مفہوم: ہشام بن عمار کے متعلق ابو حاتم نے فرمایا کہ جب یہ بوڑھا ہوا تو اس میں تغیر آ گیا اور ہر چیز جو اس کے پاس آتی تو اس کو پڑھتا اور ہر وہ چیز جس کی اس کو تلقین کی جاتی تو اس کو قبول کرتا۔

اس سند میں دوسرا راوی بقیۃ بن ولید الحمصی ہے۔ یہ راوی مدلس ہے۔ اور جمہور محدثین کا مذہب یہ ہے کہ جب ایسا مدلس راوی جو طبقہ اولیٰ اور ثانیہ کا نہ ہو اور وہ عن کے ساتھ روایت نقل کرے تو اس کی روایت مردود ہوگی۔ بقیہ بن ولید کے مدلس ہونے کا ثبوت حاضر ہے۔

١ - بقية بن الوليد الحمصي :مشهور بالتدليس مكثر له عن الضعفاء. 1

عبارت کا مفہوم: بقیہ بن ولید الحمصی تدلیس سے مشہور ہیں اور زیادہ تر ضعیف راویوں سے تدلیس کرتے ہیں۔

٢ - بقية بن الوليد الحمصي :.............. كان كثير التدليس عن الضعفاء والمجهولين. 2

بقیہ بن ولید زیادہ تر ضعفاء اور مجہولین سے تدلیس کرتے ہیں۔

بقية بن الوليد تقدم انه مكثر من التدليس عن مشايخة مما سمعه من الضعفاء والنجهولين. 3

عبارت کا مفہوم: بقیہ بن ولید کے متعلق ماقبل میں گذر چکا ہے کہ وہ اپنے ضعیف اور مجہول مشائخ سے زیادہ تر تدلیس کرتے ہیں۔

1 المدلسين لاحمد بن عبد الرحيم العراقی (المتوفی ٨٢٦) ص:٣٧ناشر دار الوفاء

2 طبقات المدلسين لاحمد بن علی بن حجر العسقلانی( المتوفی ٨٥٢)ص:٤٩ المرتبة الرابعة ناشر مكتبة المنار -عمان 3 جامع التحصيل لابی سعيد خليل بن كيكلدی العلائی( المتوفی ٧٦١)ص:١٥٠ ناشرعالم الكتب -بيروت

۳–بقية بن الوليد .............وقال غير واحد كان مدلساً فاذا قال

عن فليس بحجة. 1

بقیہ بن ولید کے متعلق بے شمار لوگوں نے کہا ہے کہ یہ مدلس تھا جب یہ عن کے ساتھ

روایت کرے تو اس کی روایت حجت نہیں ہوگی۔

اس روایت میں تیسرا راوی سعید بن بشیر ہے اور یہ ضعیف ہے البتہ ثبوت حاضر ہے۔

۱–سعيد بن بشير ضعيف. 2

عبارت کا مفہوم: سعید بن بشیر ضعیف ہے۔

۲–سعيد بن بشير فانه ضعيف. 3

عبارت کا مفہوم: سعید بن بشیر ضعیف ہے۔

۳–سمعت ابا داؤد يقول سعيد بن بشير ضعيف الحديث. 4

عبارت کا مفہوم: ابو داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۲۷۵) نے فرمایا کہ سعید بن بشیر

ضعیف ہے۔

٤–سعيد بن بشير فانه ضُعِفَ. 5

عبارت کا مفہوم: سعید بن بشیر کو ضعیف کہا گیا ہے۔

---

1 ميزان الاعتدال لابى عبد الله محمدبن احمد بن عثمان الذهبى (المتوفى ٧٤٨)ج١ ص:٣٣١ ناشر دار المعرفة للطباعة والنشر بيروت –لبنان 2 تقريب التهذيب لاحمد بن على بن حجر العسقلانى( المتوفى ٨٥٢)ج١ص:٢٣٤ ناشر دار الرشيد سوريا 3 بيان الوهم والايهام لعلى بن محمد ابن القطان (المتوفى ٦٢٨) ج٣ص٢٦ناشر دار طيبة –بيروت 4 سؤلات ابى عبيد الآجرى ابا داؤد السجستانيص:٢٥٢ناشر عمادة البحث العلمى بالجامعة الاسلامية –المدينة المنورة 5 تنقيح التحقيق لابى عبد الله محمدبن احمد بن عثمان الذهبى (المتوفى ٧٤٨)ص:٤٠٠ ناشر دار الوطن الرياض

۵-تفرد به سعید بن بشیر قلت سکت عن سعید هذا وهو ضعیف. 1

عبارت کا مفہوم: اس روایت میں سعید بن بشیر متفرد ہے اگرچہ اس نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے لیکن یہ سعید ضعیف ہے۔

نیز علامہ محمد بن محمد دریش (متوفی ۱۲۷۷) نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

حدیث: کنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث فیه بقیة بن الولید مدلس و سعید بن بشیر ضعیف. 2

عبارت کا مفہوم: اس روایت کی سند میں بقیۃ بن ولید مدلس ہے اور سعید بن بشیر ضعیف ہے۔

ثانیاً: اگر یہ حدیث صحیح بھی ثابت ہو جائے تو بھی بریلویوں کا دعوی ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث میں تو صرف یہ الفاظ ہیں کہ میں پیدائش میں تمام انبیاء سے پہلے ہوں تو اس سے یہ بات کہاں سے سمجھ میں آئی کہ آپ علیہ السلام نور سے پیدا فرمائے گئے؟

حدیث کا مطلب صرف اتنا ہوگا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے ارواح سے پہلے میری روح کو پیدا کیا گیا۔ اس طرح میں تمام انبیاء سے پیدائش میں پہلے ہوں۔

حدیث: ۲-۱چھروی صاحب اپنی اسی کتاب مقیاس نور ص:۳۴ میں تفسیر معالم التنزیل ج ۵ ص:۱۹۲ کے حوالے سے لکھتا ہے:

قدم النبی صلی الله علیه وسلم بالذکر لما اخبرنا ابراهیم احمد بن ابراهیم الشریحی انا ابواسحاق الثعلبی اخبرنی الحسین بن محمد الحدیثی انا

1 الجوهر النقی لعلاء الدین علی بن عثمان الماردینی (المتوفی ۷۵۰) ناشر دار الفکر -بیروت 2 اسنی المطالب فی احادیث مختلف المراتب لمحمد بن محمد الدرویش ص:۲۲۱ ناشردار الکتب العلمیة بیروت

عبد اللہ بن احمد بن یعقوب المقرئ انا محمد بن محمد بن سلیمان الساعدی انا ھٰرون بن محمد بکاربن بلال انا ابی انا سعید یعنی ابن بشیر عن قتادۃ عن الحسن عن ابی ہریرۃ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سب نبیوں سے مقدم فرمایا اس لیے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرفوع حدیث باسند موجود ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں پیدائش میں تمام نبیوں کا اول ہوں اور بعثیت میں ان کا آخر ہوں۔

اس آیت کریمہ میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب العزۃ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے ذکر میں مقدم فرمایا تا کہ آپ کا تقدم ذاتی تمام انبیاء علیہم السلام سے ثابت ہو جائے۔ مفسرین نے بھی آیت قرآنی کا ترجمہ مرفوع حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام انبیاء علیہم السلام سے حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی میری پیدائش مقدم ہے اور ظہور اولاد آدم علیہ السلام میں ہے۔

جواب: اولاً: یہ روایت بھی چند وجوہ سے ضعیف ہے۔

۱-اس روایت کی سند میں وہی راوی سعید بن بشیر موجود ہے جس کے متعلق تفصیل سے گذر چکا کہ وہ ضعیف ہے۔

۲-اس روایت کی سند میں ایک راوی احمد بن ابراہیم الشریحی ہے (ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت - ناشر دار طیبة للتوزیع والنشر میں اس راوی کا نام اسی طرح آیا ہے لیکن اچھروی نے غلطی سے اس راوی کا نام ابراہیم احمد بن ابراہیم لکھا ہے) جس کا ذکر کتب رجال میں سے صرف توضیح المشتبہ لمحمد بن عبداللہ الشہیر بابن ناصر الدین

(متوفی ۸۴۲) ج ۳ ص:۲۰۶ ج ۵ ص:۳۰۷ ج ۵:۵۰۷ ناشر مؤسسة الرسالة بیروت میں ملتا ہے لیکن اس کتاب میں اس کی نہ تو توثیق ملتی ہے اور نہ ہی جرح لھٰذا ایسا راوی محدثین کے ہاں مجہول کہلاتا ہے اور مجہول راوی کی روایت مردود ہوتی ہے۔ اس اصول کا ثبوت کتب اصول حدیث سے حاضر ہے:

۱-ان رویٰ عنه اثنان فصاعداً ولم یوثق فهو مجهول الحال.

اگر کسی راوی سے دو یا دو سے زائد راوی روایت کریں تو بھی اس راوی کی جب تک توثیق منقول نہ ہو تو راوی مجہول ہی کہلائے گا۔ دیکھیے : 1

۳-اس روایت کی سند میں ایک راوی حسین بن محمد الحدیثی ہے جس کا ذکر ہماری تحقیق کے مطابق کتب رجال میں سے کسی کتاب میں نہیں ملتا لھٰذا ایسا راوی مجہول کہلاتا ہے اس لیے اس راوی کی روایت بھی مردود ہوگی۔

۴-اس روایت کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن احمد بن یعقوب المقری ہے اس کا ذکر اگرچہ کتب رجال میں سے صرف لسان المیزان لابن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲) ج ا ص:۲۵۶ ناشر مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان میں احمد بن محمد بن خوری کے ترجمے میں اور ج ۶ ص:۸۶ میں مکلبة بن ملکان الخوارزمی کے ترجمے میں ملتا ہے لیکن لسان المیزان میں نہ تو اس کی توثیق ملتی ہے اور نہ ہی جرح لھٰذا ایسا راوی اصولاً مجہول کہلاتا ہے اس لیے اس کی روایت بھی رد کی جائیگی۔

1 ۱-نزهة النظر فی توضیح نخبة الفکر لابن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲) ص:۱۲۶ ناشر مطبعة سفیر بالریاض/ ۲-الغایة فی شرح الهدایة فی علم الروایة لابی الخیر محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی (المتوفی ۹۰۲) ص:۱۲۷ ناشر مکتبة اولاد الشیخ للتراث/ ۳-فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث لابی الخیر محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی (المتوفی ۹۰۲) ج ۲ ص: ۵۶ ناشر مکتبة السنة -مصر

۵-اس روایت کی سند میں ایک راوی محمد بن سلیمان بن الحارث الواسطی المعروف بالباغندی ہے (معالم التنزیل نسخہ دار احیاء التراث العربی بیروت کے مطابق اس روایت کا راوی یہی باغندی ہے ) یہ راوی ضعیف ہے ۔چنانچہ اس کے متعلق علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

قلت والباغندی مذکور بالضعف ولااعلم لاية علة ضعف فان رواياته كلها مستقيمة ولا اعلم فی حديثه منكر.........سمعت ابابكر محمد سليمان بن الحارث يقول ابنی محمد كذاب

(دار طیبہ کے نسخے کے مطابق اس روایت کا راوی یہی محمد بن محمد بن سلیمان الساعدی ہے )

قال وسمعت ابالفتح ..............فقال (محمد بن سليمان) ضعيف الحديث( قال)الدار قطنی لا بأس به. 1

خطیب بغدادی رحمہ اللہ ( متوفی ۴۶۳ ) فرماتے ہیں کہ باغندی کو ضعیف کہا گیا ہے مجھے معلوم نہیں کہ اس کو کیوں ضعیف کہا گیا ہے کیوں کہ اس کی تمام روایات ٹھیک ہیں مجھے اس کی روایات میں کوئی منکر روایت نہیں ملی ہے۔اس باغندی نے اپنے بیٹے محمد کے متعلق کہا ہے کہ یہ میرا بیٹا کذاب اور جھوٹا ہے اور اس کے بیٹے محمد نے کہا ہے کہ میرا والد محمد بن سلیمان کذاب اور جھوٹا ہے ۔اور ابوالفتح نے فرمایا ہے کہ باغندی جھوٹا ہے۔اور امام دار قطنی نے فرمایا ہے کہ اس راوی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تنبیہ: خطیب بغدادی رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ اس کے ضعیف ہونے کی وجہ مجھے معلوم

1 تاريخ بغداد لاحمد بن على الخطيب البغداى ج٣ ص:٢٢٦ ناشر دار الغرب الاسلامی بيروت

نہیں یہ کلام اس راوی کو ضعیف ہونے سے مانع نہیں ہوگا کیونکہ اصول ہے:

" مَنُ لَمُ يَعُلَمُ فَلَيُسَ بِحُجَّةٍ عَلَى مَنُ عَلِمَ. 1

جس کو اگر کسی چیز کا علم نہ ہوتو اس کو اس چیز کا علم نہ ہونا اوروں پر حجت نہیں۔

اور یہ کہنا کہ اس کی تمام روایات ٹھیک ہیں یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ کہ اس کی یہ روایت بھی ٹھیک ہو کیوں کہ ممکن ہے کہ اس کی یہ روایت خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے سامنے نہ آئی ہو۔ نیز امام دار قطنی کا یہ کہنا کہ اس میں کوئی حرج نہیں یہ قبل العلم کے زمانے پر محمول ہوگا یا یہ قول تعارض کی وجہ سے ساقط الاعتبار ہوگا ( جیسے کہ محمد بن حبان محدث نے جب عبد الرحمٰن بن ثابت بن الصامت پر جرح کی جبکہ کتاب الثقات میں اسے ذکر کر چکا تھا تو علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا تساقط قولاہ ابن حبان کے دونوں قول ساقط الاعتبار ہونگے دیکھیے : 2

کیوں کہ امام دار قطنی سے اس راوی کے متعلق جرح بھی منقول ہے۔ چنانچہ امام دار قطنی رحمہ اللہ سے اس راوی کے متعلق منقول ہے:

محمد بن سليمان بن الحارث الباغندی ضعيف.

محمد بن سلیمان الباغندی ضعیف ہے۔ دیکھیے : 3

حدیث:۳۰-۱ اچھروی صاحب اپنی اسی کتاب مقیاس نور ص:۴۷ میں تفسیر درمنثور کے حوالے سے لکھتا ہے:

1 التمهيد لما فی الموطأ من المعانی والأسانيدلابن عبد البر الاندلسی ج١٠ ص:٢٤٦ ناشر وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية -المغرب 2 ميزان الاعتدال لابی عبد الله محمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ٧٤٨)ج ٢ ص:٥٥٢ ناشر دار المعرفة للطباعة والنشر بيروت -لبنان ـ) 3 سؤالات الحاكم للدار قطنی( المتوفی ٣٨٥)ص:١٤٠ ناشر مكتبة المعارف -رياض

اخـرج الـحسـن بـن سـفيـان وابـی حاتم (هكذا فی مقياس النور)وابن مـردويـه وابـو نـعيـم فـی الـدلائـل والـديلمی وابن عساكر من طريق قتادة عن الـحسـن عـن ابـی هريرة رضی الله تعالىٰ عنه عن النبی صلى الله عليه وسلم فی قول الله عز وجل قال كنت اول النبيين فی الخلق وآخرهم فی البعث فبدأبه ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخیر آیت تک کے متعلق آپ نے فرمایا کہ میں پیدائش میں سب انبیاء علیہم السلام سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے اخیر ہوں تو آپ کے ساتھ ابتدا ہوئی ان سب نبیوں سے پہلے۔

جواب: اولاً: حسن بن سفیان کا مسند ہمیں میسر نہ ہوسکا البتہ جہاں تک تعلق ہے تفسیر ابن ابی حاتم کا تو تفسیر ابن ابی حاتم (متوفی ۳۲۷) کی روایت کی سند میں وہی راوی سعید بن بشیر موجود ہے۔ دیکھیے : 1

اس راوی کا ضعیف ہونا ہم ماقبل میں تفصیل سے ثابت کر چکے ہیں۔ اور جہاں تک تعلق ہے تفسیر ابن مردویہ کا تو یہ بھی ہمیں میسر نہ ہوسکی اور جہاں تک تعلق ہے ابونعیم کے دلائل النبوۃ کا تو ہم اس کی روایت کا متعدد وجوہ سے ضعیف ہونا ثابت کر چکے ہیں اور جہاں تک تعلق ہے مسند الفردوس للدیلمی کا تو مسند الفردوس للدیلمی میں یہ روایت بے سند ہے۔ دیکھئے: 2

اور بے سند روایت مردود ہوتی ہے۔ جیسے کہ مولوی احمد رضا خان کہتا ہے:

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ اولیاء وعلماء ومحدثین وفقہاء سب کے امام ہیں فرماتے ہیں:

1 تـفسيـرلابـن ابـی حـاتم ج۹ ص:٣١١٦ ناشر مكتبة نزار مصطفى الباز المملكة العربية -السعودية 2 مسـنـد الـفـردوس لشيـرويـه بـن شهـر دار الديلمی المتوفی ٥٠٩ ناشر دار الكتب العلمية بيروت

الاسناد من الدین لو لاالاسناد لقال فی الدین من شاء ما شاء. 1

اگر اسناد نہ ہوتا تو جس کا جو دل چاہتا دین میں کہ دیتا۔

نیز یہی مولوی احمد رضا خان (متوفی ۱۳۴۰) لکھتا ہے:

حدیث ماننے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے کے لیے ثبوت چاہیے بے ثبوت نسبت جائز نہیں۔ 2

اور جہاں تک تعلق ہے ابن عساکر کا تو ابن عساکر کی مطبوعہ ۲۳ کتابوں میں یہ روایت باوجود تلاش بسیار کے نہیں ملی بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ علامہ سیوطی سے اس روایت کی نسبت ابن عساکر کی طرف کرنے میں تسامح ہوا ہے۔ اور یہ کوئی بعید نہیں! کیوں کہ اسی طرح بہت سارے علمائے کرام سے تسامح ہو جاتا ہے۔

ثانیاً: یہ روایت محدثین کے اصطلاح کے مطابق منقطع ہے کیوں کہ یہ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرنے والے حضرت قتادہ بن دعامہ ہے جس کی ولادت سن ۶۱ ہجری ہے۔ دیکھیے: 3

لہٰذا اس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاقات ثابت نہ ہونے کی وجہ سے یہ روایت محدثین کے نزدیک منقطع وضعیف ہے۔

حدیث: ۴- مولوی اچھروی صاحب اپنی اسی کتاب مقیاس نور ص: ۳۷ میں تفسیر در منثور کے حوالے سے لکھتا ہے:

اخرج ابن ابی شیبۃ عن قتادۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

1 فتاوی رضویہ لاحمد رضا خان بریلوی ج۲۶ ص: ۵۹۰-۵۹۱ ناشر رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

2 عرفان شریعت لمولوی احمد رضا خان بریلوی ص: ۸۴ ناشر سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد

3 تہذیب التہذیب لابن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲) ج۸ ص: ۳۵۵ مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیۃ –الهند

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ﴾ قال بدئ بی فی الخیر و کنت آخرهم فی البعث.

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آیت پڑھی تو آپ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام کی پہل مجھ سے ہوئی اور ان کے اخیر میں میں مبعوث ہوا ہوں۔

جواب: مصنف ابن ابی شیبۃ میں اس روایت کی سند اس طرح ہے:

حدثنا ابو اسامة عن سعید عن قتادة۔ دیکھیے: 1

تو اس روایت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (قتادہ بن دعامہ المولود ۶۱ھ) دیکھیے: 2

نقل کرتے ہیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سن ۱۰ ہجری میں ہوئی ہے لھٰذا اس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاقات ثابت نہ ہونے کی وجہ سے یہ روایت منقطع و ضعیف سمجھی جائیگی۔

حدیث: ۵- مولوی اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نور ص: ۳۷ میں تفسیر در منثور کے حوالے سے لکھتا ہے:

واخرج ابن جریر عن قتادة رضی الله عنه ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ﴾ قال ذکر لنا ان نبی الله صلی الله علیه وسلم کان یقول کنت اول الانبیاء فی الخلق وآخرهم فی البعث.

---

1 مصنف ابن ابی شیبةلابی بکر بن ابی شیبة عبد الله بن محمد المتوفی ۲۳۵-ج۶ ص:۳۲۲- ج ۷ ص:۸۰ بلفظ عن ابن ابی عروبةای سعید بن ابی عروبةناشرمکتبة الرشد -الریاض 2 تهذیب التهذیب لابن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲)ج۸ ص:۳۵۵ مطبعة دائرة المعارف النظامیة -الهند

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمان خداوندی کریم ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ﴾ کے متعلق ہمارے لیے بیان کیا گیا کہ آپ فرماتے تھے کہ میں پیدائش میں سب نبیوں سے اول ہوں اور بعثت میں آخر ہوں۔

جواب: اس روایت میں حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لیے بیان کیا گیا کس نے بیان کیا نہ تو اس بیان کرنے والے کا نام مذکور ہے اور نہ ہی اس کی توثیق ثابت ہے لھٰذا ایسا رواى محدثین کے اصول کے مطابق مجھول کہلاتا ہے اور مجھول راوی کی روایت بھی مجھول اور ضعیف کہلاتی ہے۔

حدیث: ٦-مولوی اچھروی صاحب اپنی اسی کتاب مقیاس نورص:۴۱ میں تفسیر ابن جریر کے حوالے سے لکھتا ہے:

حدثنی علی بن سهل قال حدثنا حجاج قال اخبرنا ابو جعفر الرازی عن الربیع بن انس عن ابی العالیة الریاحی عن ابی هریرة رب العزت نے کلام میں فرمایا: و جعلناك اول النبیین خلقاً و آخرهم بعثاً۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات تشریف لائے دربار خداوندی میں تو اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ میں نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں سے پہلا بنایا اور سب کے اخیر میں مبعوث فرمایا۔

جواب: اس روایت کی سند میں ایک راوی حجاج ہے اس سے مراد حجاج بن محمد المصیصی ہے۔اس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ ایک سند اس طرح وارد ہوئی ہے:

حدثنا علی بن سهل حدثنا حجاج بن محمد حدثنا ابو جعفر الرازی عن الربیع بن انس. دیکھئے: 1

1 الکامل لابی احمد بن عدی الجرجانی( المتوفی ٣٦٥)دار الکتب العلمیة بیروت –لبنان

دوسری دلیل یہ کہ علامہ مزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حجاج بن محمد المصیصی کے شاگردوں میں علی بن سھل کو شمار کیا ہے دیکھیے : 1

اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ (۸۵۲) نے حجاج بن محمد کو علی بن سھل الرملی کے استاذوں میں شمار کیا ہے۔اور اس مذکورہ سند میں علی بن سھل ہی اس روایت کو حجاج سے نقل کررہے ہیں۔بحرحال جب ثابت ہوگیا کہ یہاں سند میں حجاج سے مراد حجاج بن محمد المصیصی ہے تو کتب رجال سے اس کے متعلق ثابت ہے کہ یہ راوی مختلط ہے۔اور مختلط کی روایت مردود ہوتی ہے جیسے کہ ماقبل میں متعدد محدثین کی تصریحات سے گذرا الا یہ کہ اس کی اس روایت کے متعلق ثابت ہوجائے کہ یہ روایت اس کے اختلاط سے پہلے کی ہے۔البتہ اس کے مختلط ہونے کا ثبوت حاضر ہے۔

۱- حجاج بن محمد المصیصی ........ قال ابراھیم الحربی حدثنی صدیق لی قال لما قدم حجاج بغداد فی آخر مرۃ خلط فرآہ ابن معین یخلط. 2

عبارت کا مفہوم: ابراہیم حربی کہتے ہیں کہ مجھے میرے ایک دوست نے بتایا کہ جب حجاج بغداد میں آخری مرتبہ آئے تو مختلط ہوگئے اور ابن معین نے اس کو اختلاط کرتے ہوئے دیکھا۔

۲- علامہ ابوالوفاء ابراہیم بن محمد نے بھی اس کو مختلطین میں شمار کیا ہے۔دیکھیے : 3

۳- حجاج بن محمد المصیصی ...............قد تغیر فی آخر

1 تھذیب الکمال لیوسف بن عبد الرحمٰن المزی (المتوفی ۷۴۲) ج۵ ص:۴۵۳ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 2 المختلطین لابی سعید خلیل بن کیکلدی العلائی (المتوفی ۷۶۱) ص:۱۹ ناشر مکتبۃ الخانجی القاھرہ 3 الاغتباط بمن رمی من الرواۃ بالاختلاط لابی الوفا ابراھیم بن محمد( المتوفی ۸۴۱) ص:۸۳ ناشر مکتبۃ المنار -الزرقاء

عمرہ. 1

حجاج بن محمد آخری عمر میں مختلط ہو گئے تھے۔

٤ - حجاج بن محمد المصیصی ............ثقة ثبت لکنه اختلط فی آخرعمرہ. 2

عبارت کا مفہوم: حجاج بن محمد المصیصی ثقہ تھا لیکن بعد میں مختلط ہو گیا۔

اس روایت کی سند میں دوسرا راوی ابوجعفر الرازی ہے اس سے مراد عیسیٰ بن ابی عیسیٰ ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس ابو جعفر الرازی عیسیٰ بن ابی عیسیٰ کے استاذوں میں ربیع بن انس کو شمار کیا ہے دیکھیے : 3

اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸) نے اس کے شاگردوں میں حجاج بن محمد کو شمار کیا ہے دیکھیے : 4

بحرحال جب ثابت ہوگیا کہ اس ابوجعفر رازی سے مراد عیسیٰ بن ابی عیسیٰ ہے تو اب راقم کہتا ہے کہ یہ راوی سیئ الحفظ اور مختلط ہے۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

١ -ابو جعفر الرازی التمیمی مولاھم مشھور بکنیته واسمه عیسیٰ بن ابی عیسیٰ ............کان یتجر الیٰ الری صدوق سیٔ الحفظ. 5

عبارت کا مفہوم: ابوجعفر رازی سچا تو ہے لیکن برے حافظے والا ہے۔

---

1 سیر اعلام النبلاء لمحمد بن احمد بن عثمان الذھبی( المتوفی ٧٤٨)ج٩ص:٤٤٩ ناشر موسسة الرسالة بیروت 2 تقریب التھذیب لابن حجر العسقلانی ج١ص:١٥٣ ناشر دار الرشید سوریا 3 تھذیب التھذیب فی (٨٥٢) لابن حجر عسقلانی المتج:١٢ ص:٥٦ ناشرمطبعة دائرة المعارف النظامیة الھند 4 میزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذھبی ج٣ص:٣٢٠ ناشر دار المعرفة للطباعة والنشر بیروت -لبنان 5 تقریب التھذیب لابن حجر العسقلانی ج١ص:٦٢٩ ناشر دار الرشید سوریا

ابو جعفر الرازی..................قال ابن المدینی ھو عیسیٰ بن ابی عیسیٰ ثقة کان یخلط. 1

**عبارت کا مفہوم: علی بن مدینی کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن ابی عیسیٰ ثقہ تو تھے لیکن اس کو اختلاط ہوتا تھا۔**

ابو جعفر الرازی عیسیٰ بن ابی عیسیٰ ..............قال ابن المدینی ثقة کان یخلط. 2

**عبارت کا مفہوم: علی بن مدینی کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن ابی عیسیٰ ثقہ تو تھے لیکن اس کو اختلاط ہوتا تھا۔**

## مغالطہ:۱۲-

**مولوی اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نور ص:۳۹ میں قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے لکھتا ہے:**

قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِيناً قِيماً مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفاً وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قُلْ إِنَّ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَاْ أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ. 3

**فرمادیجیے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میرے رب نے صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرمائی صحیح دین کی جو دین ابراہیم سیدھا دین ہے اور مشرکوں سے نہ تھے۔ فرمادیجیے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میرا نماز پڑھنا اور میرے تمام عبادات اور میری زندگی**

1 سیر اعلام النبلاء لمحمد بن احمد بن عثمان الذھبی ج۷ص:۳۴۷ ناشر مؤسسة الرسالة- بیروت 2 الاغتباط بمن رمی من الرواة بالاختلاط لابی الوفا ابراھیم بن محمد( المتوفی ۸۴۱) ص:۳۸۸ ناشر مکتبة المنار -الزرقاء 3 تفسیر نیشاپوری ج۸ صـ:۵۵ وانا اول المسلمین عند الایجاد لامر کن کما قال اول ماخلق الله نوری

اور میرا وصال اللہ رب العلمین کے لیے ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کے ساتھ میں حکم دیا گیا ہوں اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔

اور میں سب تسلیم کرنے والوں کا اول ہوں۔خداوند کریم کے امر کن کے ایجاد کے وقت جیسا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **اول ماخلق اللہ نوری** سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

جواب: جمہور مفسرین نے اول المسلمین کا مطلب یہ لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں سے سب سے پہلے مسلم ہیں۔البتہ مفسرین کی عبارات پیش خدمت ہیں:

## ۱-ابوسعید عبداللہ بن عمر البیضاوی (متوفی ۶۸۵) سے:

انا اول المسلمین لان اسلام کل نبی متقدم علیٰ اسلام امتہ. 1

عبارت کا مفہوم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں سے پہلے مسلم ہیں کیوں کہ ہر نبی کا اسلام اپنی امت کے اسلام سے مقدم ہوتا ہے۔

## ۲-ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی (متوفی ۷۱۰) سے:

انا اول المسلمین لان اسلام کل نبی متقدم علیٰ اسلام امتہ. 2

عبارت کا مفہوم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں سے پہلے مسلم ہیں کیوں کہ ہر نبی کا اسلام اپنی امت کے اسلام سے مقدم ہوتا ہے۔

## ۳-ابوالقاسم محمود بن عمرو الزمخشری (متوفی ۵۳۸) سے:

انا اول المسلمین لان اسلام کل نبی متقدم لاسلام امتہ. 3

1 انوار التنزیل لابی سعید عبد اللہ بن عمر البیضاوی ج۲ ص:۱۹۱ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت 2 مدارك التنزیل لابی البرکات عبد اللہ بن احمد النسفی ج۱ ص:۵۵۲ ناشر دار الکلم الطیب –بیروتتفسیر 3 تفسیر کشاف لابی القاسم محمود بن عمرو الزمخشری ج۲ ص:۸۴ ناشر دار الکتاب العربی –بیروت

عبارت کا مفہوم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں سے پہلے مسلم ہیں کیوں کہ ہر نبی کا اسلام اپنی امت کے اسلام سے مقدم ہوتا ہے۔

## ۴-حسن بن محمد النیسابوری (متوفی ۸۵۰) سے:

انا اول المسلمین لان اسلام کل نبی متقدم لاسلام امته. 1

عبارت کا مفہوم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں سے پہلے مسلم ہیں کیوں کہ ہر نبی کا اسلام اپنی امت کے اسلام سے مقدم ہوتا ہے۔

## ۵-محمد بن احمد الخطیب اللشر بینی سے:

انا اول المسلمین ای من هذه الامة لان اسلام کل نبی متقدم علیٰ اسلام امته. 2

عبارت کا مفہوم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں سے پہلے مسلم ہیں کیوں کہ ہر نبی کا اسلام اپنی امت کے اسلام سے مقدم ہوتا ہے۔

## ٦-ابو العباس احمد بن محمد المہدی (متوفی ۱۲۲۴) سے:

انا اول المسلمین لان اسلام کل نبی متقدم علیٰ اسلام امته. 3

عبارت کا مفہوم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں سے پہلے مسلم ہیں کیوں کہ ہر نبی کا اسلام اپنی امت کے اسلام سے مقدم ہوتا ہے۔

---

1 تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان لحسن بن محمد النیسابوری ج۳ ص:١٩٦ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 2 السراج المنیر فی الاعانة علیٰ معرفة بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر ج١ ص:٤٦١ ناشر مطبعة بولاق الامیریة –القاهره 3 البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید لابی العباس احمد بن محمد المهدی ناشر الدکتور حسن عباس زکی –القاهره

## ۷-اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۱۲۷) سے:

انا اول المسلمین لان اسلام کل نبی متقدم علیٰ اسلام امته. 1

عبارت کا مفہوم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں سے پہلے مسلم ہیں کیوں کہ ہر نبی کا اسلام اپنی امت کے اسلام سے مقدم ہوتا ہے۔

## ۸-ابوحیان محمد بن یوسف الاندلسی (متوفی ۷۴۵) سے:

والالف والام فی المسلمین للعهد و یعنی به هٰذه الامة لان اسلام کل نبی سابق علیٰ اسلام امته. 2

المسلمین میں الف ولام عھد کے لیے ہے اس مسلمین سے مراد یہ امت ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس امت میں سے پہلے مسلم ہیں اس لیے کہ ہر نبی کا اسلام اپنی امت سے پہلے ہوتا ہے۔

## ۹-غلام رسول سعیدی بریلوی سے:

ہمارے نبی سیدنا محمد صل اللہ علیہ وسلم معنی اول الخلق ہیں.....۲-نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی ہیں..........۳-نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں اول المسلمین ہیں یہ قتادہ کا قول ہے۔ 3

تنبیہ: یہ وہی قتادہ ہیں جس سے بریلوی ﴿قد جاء کم من الله نور﴾ کا تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقل کرتے ہیں۔

## ۱۰-نعیم الدین مرادآبادی سے:

اولیت یا تو اس اعتبار سے ہے کہ انبیاء کا اسلام ان کی امت پر مقدم ہوتا ہے یا اس

1 روح البیان لاسماعیل حقی ج۳ ص:۱۲۹ ناشر دار الفکر بیروت 2 تفسیر البحر المحیط ج٦ ص ٧٠٤ 2 تبیان القرآن غلام رسول سعیدی بریلوی ج۳ ص:۷۰۲ ناشر فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

اعتبار سے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اول مخلوقات ہیں تو ضرور اول المسلمین ہوئے۔ 1

ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ اہل بدعت کے بھی اس آیت کے تفسیر میں متعدد قول ہیں جب متعدد قول ہیں تو یہاں کونسا قول مراد ہے اس میں احتمال ہے اور اصول ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

البتہ جہاں تک تعلق ہے تفسیر نیشاپوری کی عبارت کا تو ہم نے جو ماقبل میں تفسیر نیشاپوری سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ اس امت میں سے پہلا مسلم مراد ہیں یہ تفسیر علامہ نیشاپوری نے علامہ زمخشری سے بلاچوں چرا نقل کیا ہے البتہ جو آگے اچھروی کا نقل کردہ قول لکھا ہے وہ تفسیر جمہور کے تفسیر کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

## مغالطہ:۱۳-

بریلویوں کا شمس المصنفین فقیہ الوقت فیض ملت مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو صالح مفتی محمد فیض احمد اویسی لکھتا ہے:

نورانیت کا ثبوت: (اس کے بعد قرآن کریم کی دو آیتیں نقل کرتا ہے ان میں سے ایک (یعنی ﴿قد جاء کم من اللہ نور﴾ پر ماقبل میں تفصیلی کلام ہو چکا ہے اور دوسری یہ آیت کریمہ نقل کر کے اس کے ترجمے کرنے کے بعد لکھتا ہے):

﴿یَا أَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَیْكُمْ نُوراً مُّبِیناً﴾

ترجمہ: ای لوگو بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

ہر دو آیتوں میں نور، برہان نورا مبینا سے مراد جملہ مفسرین کے متفقہ اقوال کی روشنی میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات مرادہ ہے۔ 2

1 خزائن العرفان حاشیۃ کنز الایمان مولوی نعیم الدین مراد آبادی ص:۲۷۰ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور 2 نور و بشر لفیض احمد اویسی ص:۴

جواب: فیض احمد اویسی کا یہ کہنا کہ اس آیت میں جملہ مفسرین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ نورا بمبینا سے مراد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے یہ سفید جھوٹ ہے کیوں کہ سلف صالحین مفسرین تو درکنار بلکہ اس تفسیر میں تو فیض اویسی کے اپنے بریلوی مفسرین بھی ساتھ نہیں دے رہے لہٰذا ملاحظہ فرمائیں:

## ۱-ابو منصور ماتریدی (متوفی ۳۳۳) سے:

عن قتادة (نورا مبينا)هو هذا القرآن. 1

**عبارت کا مفہوم:** حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نورا مبینا سے مراد یہ قرآن کریم ہے۔

## ۲-محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰) سے

عن قتاده قوله يايهالناس قد جاء كم برهان من ربكم اى بينة من ربكم وانزلنا اليكم نورا مبينا وهو هذا القرآن. 2

**عبارت کا مفہوم:** حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ برہان سے مراد واضح دلیل اور نورا مبینا سے مراد یہ قرآن کریم ہے۔

## ۳-محمد بن جریر طبری سے

عن ابن جريج برهان قال بينة وانزلنا اليكم نورا مبينا قال القرآن. 3

**عبارت کا مفہوم:** ابن جریج رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ برہان سے مراد واضح دلیل اور نورا مبینا سے مراد قرآن ہے۔

1 تفسير الماتريدى لابى منصور محمد بن محمد ج٣ ص:٤٣١ ناشر دار الكتب العلمية بيروت

2 جامع البيان لمحمد بن جريرالطبرى ج٩ ص:٤٢٨ ناشر مؤسسة الرسالة بيروت

3 جامع البيان لمحمد بن جريرالطبرى ج٩ ص:٤٢٨ ناشر مؤسسة الرسالة بيروت

## ۴-ابن ابی حاتم (متوفی ۳۲۷) سے:

عن قتادہ قولہ وانزلنا الیکم نورا مبینا قال القرآن. 1

عبارت کا مفہوم: حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نورا مبینا سے مراد قرآن کریم ہے۔

## ۵-عبدالرحمٰن ابن جوزی (متوفی ۵۹۷) سے:

فاما النور المبین فھو القرآن قالہ قتادہ. 2

عبارت کا مفہوم: حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نور مبین سے مراد قرآن کریم ہے۔

## ۶-محمد بن احمد القرطبی (متوفی ۶۷۱) سے:

والنور المنزل ھو القرآن عن الحسن سماہ نورا لان بہ تتبین الاحکام. 3

## ۷-مفتی محمد مظہر اللہ بریلوی سے:

اے لوگو بے شک تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف صاف نور (یعنی قرآن) اتارا۔ 4

## ۸-غلام رسول سعیدی بریلوی سے:

اس آیت میں فرمایا کہ تمہارے پاس برہان یعنی قوی دلیل آ گئی اس سے مراد سیدنا

1 تفسیر ابن ابی حاتم ج٤ ص:١١٢٥ ناشر مکتبة نزار مصطفى الباز المملكة العربية السعودية 2 زاد المسیر فی علم التفسیر لعبد الرحمٰن ابن الجوزی ج١ ص:٥٠٣ ناشر دار الکتاب العربی- بیروت 3 تفسیر الجامع لاحکام القرآن لابی عبد الله محمد بن احمد القرطبی ج٦ ص:٢٧ ناشر دار الکتب المصریة -القاهره

4 تفسیر مظہر القرآن لمفتی محمد مظہر اللہ (بریلوی) ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور کراچی پاکستان

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور یہ جو فرمایا تمہاری طرف نور مبین نازل کیا گیا ہے اس سے مراد قرآن کریم ہے۔ 1

## ۹-احمد یار خان گجراتی سے:

یہاں فرمایا جارہا ہے کہ ای انسانوں تمہارے پاس وہ ذات کریم تشریف لائے ہیں جو معرفت الٰہی کی جیتی جاگتی بولتی ہوئی برہان ودلیل ہے پھر وہ خالی نہ آئے بلکہ اپنے ساتھ وہ نور لائے جو خود بھی ظاہر ہے اور دوسروں کو بھی ظاہر کرتا ہے یعنی قرآن مجید جو خود نور ہے جن پر نازل ہوا وہ برہان ہیں۔ 2

## ۱۰-نعیم الدین مراد آبادی سے:

اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا یعنی قرآن پاک۔ 3

ان متقدمین مفسرین اور بریلوی مفسرین کی عبارات سے واضح ہوگیا کہ نورامبینا سے مراد قرآن کریم ہے لہٰذا فیض احمد اویسی کا یہ کہنا کہ یہاں سے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت (یعنی نوری مخلوق ہونا) ثابت ہوگیا ان بریلوی مولویوں کی عبارات کی رو سے بھی غلط ہے۔

1 تبیان القرآن لغلام رسول سعیدی بریلوی ج۲ ص:۸۹۰ ناشر فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

2 تفسیر نعیمی لاحمد یار خان گجراتی ج۶ ص:۱۵۰ ناشر مکتبۃ اسلامیۃ اردو بازار لاہور

3 خزائن العرفان حاشیۃ کنزالایمان لنعیم الدین مراد آبادی بریلوی ص:۱۹۰ ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

# باب ثانی

یہ باب ان احادیث کے بیان میں ہے جن سے اہل بدعت استدلال کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوری مخلوق ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حدیث:۱-مولوی اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نور میں لکھتا ہے:

واخرج البزار والطبرانی فی الاوسط وابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال قیل یارسول اللہ متیٰ کنت نبیا قال وآدم بین الروح والجسد.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا گیا آپ کب سے نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا آدم علیہ السلام ابھی روح وجسد میں تھے تو میں اس وقت بھی نبی تھا۔

جواب: محدثین کے ہاں اصول ہے الحدیث یفسر بعضہ بعضاً بعض احادیث بعض کی تفسیر کرتی ہیں۔ اس اصول کا ثبوت حاضر ہے۔

۱-ابراهیم الحربی یقول سمعت احمد بن حنبل یقول الحدیث اذا لم تجتمع طرقه لم تفهمه والحدیث یفسر بعضه بعضاً. 1

عبارت کا مفہوم: ابراہیم حربی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا کہ جب تک حدیث کے تمام طرق نہیں جمع ہونگے تب تک آپ حدیث کا مفہوم نہیں سمجھ سکتے۔ اور بعض احادیث بعض کا تفسیر کرتی ہیں۔

۲-وقال القاضی عیاض: الحدیث یفسر بعضه بعضاً. 2

1 الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع لابی بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی (المتوفی ٤٦٣) ج٢ ص٢١٢، مکتبة المعارف -الریاض 2 المقترب فی بیان المضطرب لاحمد بن عمر السلفی ص:١٦٩ ناشر دار ابن حزم للطباعة والنشر

عبارت کا مفہوم: بعض احادیث بعض کا تفسیر کرتی ہیں۔

اسی طرح اس روایت میں بھی اس حیثیت سے اجمال ہے کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے نبی تھے تو اس کا کیا مطلب؟ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو لکھا گیا تھا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی طور پر پیدا کیا گیا تھا؟ تو اس اجمال کو ایک دوسری حدیث نے ختم کر دیا ہے وہ حدیث ملاحظہ فرمائیں؟

عن العرباض بن سارية الفزارى قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انى عند الله مكتوب بخاتم النبيين وان آدم لمنجدل فى طينته وساخبركم باول ذالك دعوة ابى ابراهيم وبشارة عيسىٰ ورؤيا امى التى رأت حين وضعتنى انه خرج منها نور اضائت لها منه قصور الشام. 1

عبارت کا مفہوم: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کے ہاں آخری نبی لکھا ہوا تھا اس حال میں کہ ابھی حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی گوندھی جا رہی تھی اور میں آپ کو شروع سے لیکر کی خبر دیتا ہوں میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی امی کا وہ خواب ہوں جو اس نے دیکھا تھا کہ میری ولادت کے وقت اس سے ایسا نور نکلا تھا جس سے شام کے محلات چمک اٹھے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے جسمانی طور پر پیدا نہیں کیا گیا تھا صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو لکھا گیا تھا جیسے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے خود فرما دیا کہ میں لکھا ہوا تھا جب آدم علیہ السلام کی مٹی گوندھی جا رہی تھی۔

1 صحيح ابن حبان لمحمد بن حبان( المتوفى ٣٥٤)ج١٤ ص:٣١٣ ناشر مؤسسة الرسالة بيروت

قارئین کرام اس حدیث کی یہی تشریح الحمدللہ محدث وفقیہ زمانہ حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

واما قوله صلى الله عليه وسلم كنت نبياً وآدم بين الروح والجسد فانه وان كان حينئذ نبياً فقد كان الله تعالیٰ كتبه فی اللوح المحفوظ نبياً ثم اعاد اكتتابه اياه فی الوقت المذكور فی هٰذا الحديث كما قال عز وجل و كان عز وجل ،لقد كتبنا فی الزبور من بعد الذكر ان الارض يرثها عبادی الصٰلحون وكان عز وجل قد كتب ذالك فی اللوح المحفوظ ثم اعاد اكتابه فی الزبور المحزبة بعد ذالك فمثل ذالك اكتتابه عز وجل النبی عليه السلام وآدم بين الروح والجسد بعد اكتتابه اياه قبل ذالك فی اللوح المحفوظ انه كذالك. 1

عبارت کا مفہوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ میں نبی تھا اس حال میں کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی تک روح اور جسم کے درمیان میں تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ لوح محفوظ میں پہلے سے نبی لکھے تھے لیکن اس وقت یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت دوبارہ لوح محفوظ میں نبی لکھے گئے جیسے کہ اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے کہ ہم نے نصیحت کے بعد زبور میں لکھ دیا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندہونگے حالانکہ یہ بات اللہ پاک لوح محفوظ میں پہلے سے لکھ چکے تھے لیکن پھر بھی اس کے لکھنے کو زبور میں دوبارہ دہرایا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لوح محفوظ میں لکھنے کے بعد دوبارہ لکھنا مراد ہے۔

1 شرح مشكل الآثار لاحمد بن محمد بن سلامة( المتوفی ۳۲۱)ج۱۵ ص:۲۳۱ رقم الحديث۵۹۷۷ باب بيان مشكل ماروی عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من جوابه الذی سأله متیٰ كنت نبياً۔

**حدیث:۲-مولوی اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نورص:۴۸ میں لکھتا ہے:**

نور نبیك و شاهده حدیث عبد الرزاق بسنده (یقول الراقم بسنده و الله اعلم )عن جابر رضی الله عنه یا رسول الله اخبرنی عن اول شئ خلقه الله قبل الاشیاء قال یاجابر ان الله تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره فجعل ذالك النور یدور بالقدرة حیث شاء الله تعالیٰ ولم یکن فی ذالك الوقت لوح ولاقلم ولا جنة ولا نار ولاملك ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جن ولا انس.

اوراس کی شہادت عبدالرزاق کی حدیث ہے اس کی سند کے ساتھ اس نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ارشاد فرمایئے سب سے پہلی شئ کے متعلق جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اپنے نور سے۔تو یہ نور محمدی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ جہاں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا پھرتا رہا اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ فرشتہ اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ سورج نہ چانداور نہ جن اور نہ انسان۔

عبدالرازق کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کو اللہ تعالیٰ نے ہر شئ سے پہلے پیدا فرمایا۔بشریت کی ابتدا تو آپ کے بہت بعد ہوئی۔

اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نوری ہے جو سب مخلوق سے مقدم تھے آپ کا انسانی جسم کا لباس صرف ہمارے فائدے اور بخشش کے لیے نہیں بلکہ عالمین کے لیے رحمت بنایا گیا جس نے دنیا میں تشریف لاکر مخلوق خدا کو عذاب الٰہی سے پناہ دی۔

جواب: مجھ فقیر کی تحقیق کے مطابق اس روایت کو مصنف عبد الرزاق کے حوالے سے سب سے پہلے یحیٰ بن ابی بکر الحرضی (متوفی ۸۹۳) نے اپنی کتاب بھجۃ المحافل وبغیۃ الاماثل ج ۱ ص: ۱۵ ناشر دار صادر بیروت میں نقل کیا ہے اس کے بعد اس روایت کو بغیر تحقیق کے احمد بن محمد القسطلانی (متوفی ۹۲۶) نے اپنی کتاب المواھب اللدنیۃ ج ۱ ص: ۴۸ ناشر المکتبۃ التوفیقیۃ القاھرہ۔مصر میں نقل کیا ہے اس کے بعد اس روایت کو بغیر تحقیق کے علی بن ابراہیم حلبی (متوفی ۱۰۴۴) نے اپنی کتاب السیرۃ الحلبیۃ ج ۱ ص: ۴۷-۲۱۶ ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت میں نقل کیا ہے۔اس کے بعد اس روایت کو محمد بن عبد الباقی (متوفی ۱۱۲۲) نے اپنی کتاب شرح الزرقانی علیٰ المواھب اللدنیۃ ج ۱ ص: ۵۴ ناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت میں نقل کیا ہے اس کے بعد اس روایت کو مفسر زمانہ اسماعیل حقی (التوفی ۱۱۲۷) نے اپنی تفسیر روح البیان ج ۹ ص: ۱۰۰ ناشر دار الفکر بیروت میں نقل کیا ہے ۔اس کے بعد اس روایت کو اسماعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱۶۲) نے اپنی کتاب کشف الخفاء ج ۱ ص: ۳۲۰ ناشر المکتبۃ العصریۃ میں نقل کیا ہے۔اس کے بعد اس روایت کو علامہ عبد الحی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴) نے اپنی کتاب الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص: ۴۲ میں نقل کیا ہے۔اس کے بعد اس روایت کو مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے بغیر تحقیق کے غالباً ان ہی کتب کو دیکھتے ہوئے اس روایت کو نشر الطیب میں نقل کر دیا حالانکہ جب ہم نے مصنف عبد الرزاق کی طرف رجوع کیا تو ہم نے دیکھا کہ مصنف عبد الرزاق میں تو اس روایت کا نام ونشان تک نہیں ہے! البتہ میری جستجو کے مطابق مجھے یہ روایت دیگر ۱۷۳ کتب حدیث میں سے باوجود سخت تلاش کے یہ روایت ایک کتاب میں بھی نہیں ملی ۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ روایت سن ۹۰۰ ھجری سے پہلے دنیا میں موجود نہیں تھی البتہ سن ۹ ھجری میں جا کر یہ روایت بنائی گئی ہے۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ اس روایت کی سند آج تک کسی کو نہیں ملی چنانچہ جن علمائے کرام نے اس روایت کو اپنی کتب میں نقل کیا ہے ان میں سے کسی نے بھی اس روایت کی سند بیان نہیں کی ہے کسی بھی حدیث کو ماننے کے لیے اس کا کسی مسند کتاب میں وجود اور اس کی سند کا صحیح ہونا ضروری ہے بغیر سند کے کسی بھی روایت کو مان لینا اور اس کے غلط مفہوم پر عقیدہ رکھنا انتہائی تفریط ہے۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خان بریلوی لکھتا ہے:

حدیث ماننے اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے کے لیے ثبوت چاہیے بے ثبوت نسبت جائز نیں ہے۔ 1

نیز یہی مولوی احمد رضا خان کہتا ہے:

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ اولیاء وعلماء ومحدثین وفقہاء سب کے امام ہیں فرماتے ہیں:

الاسناد من الدين لو لا الاسناد لقال فی الدين من شاء ما شاء. 2

اگر اسناد نہ ہوتا تو جس کا جو دل چاہتا دین میں کہہ دیتا۔

لھٰذا اس حدیث کو جب تک بریلوی حضرات مصنف عبدالرزاق میں صحیح سند کے ساتھ ثابت نہ کر سکیں اور ثابت کر بھی نہیں سکیں گے تب تک بریلویوں کے اپنے اصول کے مطابق اس روایت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا حرام اور ناجائز ہوگا۔

باقی یہ رعب ڈالنا کہ کیا اتنے بڑے بڑے علماء جنہوں نے اس روایت کو اپنی کتب میں لکھا ہے یہ سب جاہل تھے کیا یہ محققین نہیں تھے تو مجھ فقیر کی طرف سے جواب یہ دیا جائیگا

---

1 عرفان شریعت لمولوی احمد رضا خان بریلوی (متوفی ۱۳۴۰) ص:۸۴ ناشر سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد 2 فتاوی رضویہ لاحمد رضا خان بریلوی ج ۲۶ ص:۵۹۰-۵۹۱ ناشر رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

کہ ان کا بڑا عالم ہونا بھی تسلیم ہے اور ان کا محقق ہونا بھی تسلیم ہے لیکن بڑے عالم اور محقق کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ہر ہر حدیث کے متعلق تحقیق کرے۔

چنانچہ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

ان کثیرا من المحدثین وغیرهم یستروحون بنقل کلام من یتقدمهم مقلدین له ویکون الاول ما اتقن ولا حرر بل یتبعونه تحسینا للظن به والاتقان بخلاف ذالك. 1

عبارت کا مفہوم: بہت سارے محدثین اپنے سے متقدمین کی اقتدا کرتے ہوئے ان کے کلام کے نقل کرنے کے طرف جاتے ہیں حالانکہ پہلے والے نے اتقان اور تحقیق سے کام نہیں لیا ہوتا لیکن پھر بھی یہ لوگ ان پر حسن ظن رکھتے ہوئے ان کا اتباع کرتے ہیں جبکہ تحقیقی بات اس کے خلاف ہوتی ہے۔

اسی طرح فقیہ العصر حضرت علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

وقد یقع کثیرا ان مؤلفاً یَذکر شیئاً خطافی کتابه فیأتی من بعده من المشائخ فینقلون تلك العبارة من غیر تغییر ولا تنبیه فیکثر الناقلون لها واصلها لواحد مخطأ. 2

عبارت کا مفہوم: بارہا ایسے ہوتا ہے کہ ایک مؤلف غلطی سے کوئی عبارت لکھ دیتا ہے تو اس کے بعد آنے والے مشائخ اس کی اس عبارت کو بغیر تغیر اور تنبیہ کے نقل کرتے جاتے ہیں یوں اس عبارت کو نقل کرنے والے بہت سارے بن جاتے ہیں جبکہ اس عبارت کا اصل وہ خطا کار مؤلف ہوتا ہے۔

---

1 هدی الساری فی مقدمة فتح الباری لابن حجر العسقلانی (المتوفی ٨٥٢)ج١ ص:٤٦٥ ناشر دار المعرفة بیروت 2 البحر الرائق لابن النجیم (المتوفی ٩٧٠) ج٦ ص:٢٠١ ناشر دار الکتاب الاسلامی بیروت

اسی طرح بہت بڑے بڑے محققین سے روایات نقل کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ مثلاً: کبھی کوئی محدث کہہ دیتا ہے کہ یہ روایت فلاں کتاب میں موجود ہے حالانکہ وہ روایت اس کتاب میں موجود نہیں ہوتی جیسے کہ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) لکھتے ہیں:

۱-ووهم المزی فی الاطراف فعزی روایة كعب بن عجرة هٰذه الیٰ الصلاة فقال رویٰ البخاری فی الصلاة عن قیس بن حفص و موسیٰ بن اسماعیل كلاهما عن عبد الواحد بن زیاد الیٰ آخر كلامه واغتر بذالك شیخنا ابن الملقن فانه لما وصل الیٰ شرح هٰذا الحدیث هنا احال بشرحه علیٰ الصلاة وقال تقدم فی الصلاة و كانه تبع شیخه مغلطای فی ذالك فانه كذالك صنع ولم یتقدم هٰذا الحدیث عند البخاری فی كتاب الصلاة اصلاً. 1

عبارت کا مفہوم: علامہ مزی (متوفی ۷۴۲) (صاحب تہذیب الکمال) کو اپنی کتاب الاطراف میں یہ وہم ہوا ہے کہ اس نے کعب بن عجرۃ کی اس حدیث کو بخاری باب الصلاۃ کی طرف منسوب کیا ہے کہ یہ حدیث بخاری باب الصلاۃ میں موجود ہے۔ اور ہمارے استاذ ابن الملقن کو بھی علامہ مزی کی غلطی سے دھوکا ہوا ہے کہ اس نے بھی جب اس حدیث کی شرح کی تو اس حدیث کو بخاری باب الصلاۃ کی طرف منسوب کیا کہ یہ حدیث بخاری باب الصلاۃ میں گذر چکی ہے دراصل ہمارے شیخ نے اس بات میں اپنے شیخ مغلطائی کا اتباع کیا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث بخاری باب الصلاۃ میں موجود ہی نہیں ہے۔

۲- وبینت الاختلاف فی رفع الحدیث ووقفه ولم اقف علیٰ روایة شبابة هٰذه موصولة و كنت قرأت بخط مغلطای وتبعه شیخنا بن الملقن ان الطبرانی وصلها فی المعجم الاوسط عن عمرو بن عثمان عن بن المنادیٰ عنه

1 فتح الباری لابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) ج٦ ص: ٤١٠ ناشر دار المعرفة بیروت

وقلدتهما فی ذالك فی تغلیق التعلق ثم راجعت المعجم الاوسط فلم اجدها. 1

**عبارت کا مفہوم:** میں نے اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف نقل کیا تھا کیوں کہ مجھے شبابہ کی اس متصل روایت پر واقفیت نہیں ہوئی تھی اور میں نے مغلطائی کی خط سے پڑہا تھا اور اس خط کا ہمارے شیخ ابن الملقن نے بھی اتباع کیا تھا وہ یہ کہ طبرانی نے معجم الاوسط میں اس روایت کو متصل نقل کیا ہے اور میں نے بھی ان حضرات کی تقلید کرتے ہوئے تغلیق التعلیق میں اسی طرح لکھ دیا لیکن جب بعد میں المعجم الاوسط کی طرف مراجعت کی تو میں نے یہ روایت مرفوعاً ''المعجم الاوسط'' میں نہیں پائی۔

٣-عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها..............فاذا اعجبك حسن قول امرأ فقل اعْمَلُواْ فَسَيَرَى اللّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ ولا یستخفنك.

قلت زعم مغلطای ان عبد الله بن المبارك اخرج هذا الاثر فی كتاب البر والصلة عن سفیان عن معاویة بن اسحاق عن عروة عن عائشة وقد وهم فی ذالك وانما وقع هذا فی قصه ذكرها البخاری فی كتاب خلق العباد. 2

**عبارت کا مفہوم:** حضرت عائشہ کی اس حدیث کہ ''جب تمہیں کسی کا عمل اچھا لگے تو آپ اس سے کہیے کہ عمل کرتے رہیے عنقریب تمہارے اعمال کو اللہ اور اس کا رسول اور مؤمنین دیکھیں گے اور اس کو ہلکا نہ سمجھنا'' کے متعلق مغلطائی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو عبداللہ بن مبارک نے اپنی کتاب البر والصلۃ میں نقل کیا ہے یہ مغلطائی کو وہم ہوا ہے یہ روایت کتاب البر والصلۃ میں نہیں بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب خلق العباد میں موجود ہے۔

1 فتح الباری لابن حجر عسقلانی (المتوفی ٨٥٢)ج ١١ ص: ٥٣٠ ناشر دار المعرفة بیروت

2 فتح الباری لابن حجر عسقلانی (المتوفی ٨٥٢)ج ١٣ ص: ٥٠٥ ناشر دار المعرفة بیروت

٤ –ولـم اعـرف مـن ايـن وقع للكرماني ان مجاهداً روىٰ هذا الحديث

عن ابن عمر فانه لا وجود لذالك في شئ من الطرق. 1

کرمانی نے کہا ہے کہ مجاہد نے اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے حالانکہ اس کا وجود کسی بھی سند میں نہیں ہے۔

٥– وزعـم بـعـض الشـراح انـه وقـع عـنـد مسلم اربعين سنة ولا وجود

لذالك. 2

عبارت کا مفہوم: بعض شراح نے کہا ہے کہ دو نفخوں کے درمیان میں چالیس سال کا وقفہ ہوگا اور اس بات کو انہوں نے صحیح مسلم کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ صحیح مسلم میں ان الفاظ کا وجود تک نہیں ہے۔

٦ – امام اہل سنت حضرت شیخ سرفراز خان صفدر اپنی کتاب تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین ص:٨٩ ناشر مکتبۃ صفدریہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ میں لکھتے ہیں:

ان اول ما خلق الله القلم. 3

حضرت سید سلیمان ندوی نے (اپنی کتاب سیرۃ النبی) کے حاشیے میں اس روایت کا حوالہ بخاری کا دیا ہے لیکن یہ روایت بخاری میں نہیں ہے۔ یہ ان کا وہم ہے

اور کبھی کوئی محدث کہہ دیتا ہے کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں مجھے نہیں ملی ہے لیکن وہ حدیث اس کتاب میں موجود ہوتی ہے۔ جیسے کہ امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ صاحب المشکاۃ (متوفی ٧٤١) اپنی کتاب مشکاۃ المصابیح میں ایک حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ روایت مجھے صحیحین میں نہیں ملی ہے حالانکہ وہ حدیث بخاری شریف میں موجود ہے۔

---

1 فتح الباری لابن حجر عسقلانی (المتوفی ٨٥٢)ج٢ ص:٤٣٢ ناشر دار المعرفة بيروت

2 فتح الباری لابن حجر عسقلانی (المتوفی ٨٥٢)ج ص:٥٥٢ ناشر دار المعرفة بيروت

3 تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین لشیخنا محمد سرفراز خان صفدر ص:٨٩ ناشر مکتبۃ صفدریہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

اصلی عبارات ملاحظہ فرمائیں:

عن ابن عمر قال کانو یتاعون الطعام فی اعلیٰ السوق فیبیعونه فی مکانه فنهاهم رسول الله صلی الله علیه و سلم عن بیعه فی مکانه حتیٰ ینقلوه رواه ابو داؤد ولم اجده فی الصحیحین.

حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کے متعلق صاحب مشکاۃ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث صحیحین میں نہیں ملی۔ دیکھیے: 1

جبکہ یہ حدیث بخاری شریف میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

عن عبد الله رضی الله عنه قال کانو یتاعون الطعام فی اعلیٰ السوق فیبیعونه فی مکانه فنهاهم رسول الله صلی الله علیه و سلم ان یبیعوه فی مکانه حتیٰ ینقلوه. 2

لھٰذا اس رعب ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ اتنے بڑے علماء روایت نقل کرنے میں غلطی کیسے کرینگے؟

آگے اچھروی صاحب ص: ۵۰ میں خود ہی اپنے طرف سے سوال بنا کر اور خود ہی جواب لکھتا ہے:

سوال - ایسی حدیثوں کو ابن تیمیہ نے جھوٹی لکھا ہے؟ ..................جس کو محدثین نے دشمن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے۔

جواب: اولاً تو ان روایات کو جھوٹا بتانے کے لیے ہم ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے قول کے محتاج نہیں ہیں ان روایات کے جھوٹے ہونے کی یہ دلیل ہی کافی ہے کہ ان روایات کی سند

1 مشکاۃ المصابیح لمحمد بن عبد الله ولی الدین (المتوفی ٧٤١) ج٢ ص:٨٦٣ رقم الحدیث ٢٨٤٣ ناشر المکتب الاسلامی بیروت 2 صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری (المتوفی ٢٥٦) ج٣ ص:٣٧ رقم الحدیث ٢١٦٧ ناشر دار طوق النجاة

کسی بھی کتاب میں موجود نہیں ہے ظاہر ہے کہ بے سند روایت جھوٹ کی جڑ ہی ہوتی ہے۔

ثانیاً: ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو کس محدث نے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن لکھا ہے؟ اگر اس محدث سے مراد اچھروی صاحب خود ہیں تو ایسے محدث کو ہمارا دور سے سلام اور اگر ان محدثین سے مراد امت مسلمہ کے محدثین ہیں تو اس کا حوالہ درکار ہے لیکن ظاہر ہے کہ بریلوی ایسا حوالہ کہاں سے لاسکتا ہے جیسے ان کا مذہب بے سند ہے اسی طرح ان کی باتیں بھی بے سند ہیں۔

آیئے میں آپ کے سامنے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق محدثین فیصلہ رکھتا ہوں کہ وہ کس درجے کے عالم تھے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱-اس کے متعلق حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۷۴۸ ھجری لکھتے ہیں:

احمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن ابی القاسم بن تيمية الامام العلامة الحافظ الحجة فريد العصر بحر العلوم ...............فوالله ما قابلت عينه مثله ولا راى هو مثل نفسه و كان اماماً متبحراً ...........قلت قد سجن غير مرة ليفتر عن خصومه ويقصر عن بسط لسانه وقلمه وهو لا يرجع. 1

عبارت کا مفہوم: احمد بن عبد الحلیم المعروف با بن تیمیۃ رحمہ اللہ تعالیٰ امام تھے علامہ تھے حافظ الحجۃ تھے اپنے زمانے کے ایک موتی تھے علم کے دریا تھے اللہ کی قسم میری آنکھ نے اس جیسا عالم نہیں دیکھا اور نہ اس نے اپنے جیسا کوئی عالم دیکھا۔ ہاں اس کو کئی مرتبہ جیل میں ڈالا گیا تاکہ وہ اپنی زبان اور قلم کو جنبش میں نہ لائے لیکن یہ مرد مجاہد باز نہیں آتے تھے۔

1 المعجم المختص بالمحدثين لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی( المتوفی ٧٤٨)
ص:٢٦ ناشر مكتبة الصديق اللطائف

نیز حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالی نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو اپنے شیوخ میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد الله بن ابی القاسم بن تیمیة شیخنا الامام. 1

۲-اس کے متعلق علامہ خلیل بن ایبک الصفدی (متوفی ۷۶۴) لکھتے ہیں:

احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد الله بن ابی القاسم بن تیمیة الامام العلامة المفسر المحدث المجتهد الحافظ شیخ الاسلام نادرة العصر فرید الدهر. 2

عبارت کا مفہوم: ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ علامہ مفسر محدث مجتہد حافظ شیخ الاسلام اپنے زمانے کے یکتا موتی تھے۔

۳-اوراس کے متعلق احمد بن علی بن عبدالقادر (متوفی ۸۴۵) لکھتے ہیں:

ومات فی هذه السنة من الاعیان شیخ الاسلام تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد الله بن ابی القاسم بن تیمیة الحرانی.

عبارت کا مفہوم: اوراس سال میں یعنی سن آٹھویں صدی ہجری میں بڑے علمائے کرام میں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ وفات کر گئے۔

۴-اوراس کے متعلق یوسف بن تغری (متوفی ۸۷۴) لکھتے ہیں:

الامام العلامة الحافظ الحجة فرید دهره و وحید عصره. 3

1 معجم الشیوخ لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷۴۸) ج۱ ص:۵٦ ناشر مکتبة الصدیق اللطائف المملكة العربية السعودية 2 اعیان العصر واعوان النصر لصلاح الدین خلیل بن ایبك المتوفی ۷٦٤) دار الفکر المعاصر بیروت 3 المنهل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری (المتوفی ۸۷٤) ج۱ ص:۳۵۸ ناشر الهیئة المصرية العامة للكتاب

عبارت کا مفہوم: ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ امام علامہ حافظ الحجۃ اپنے زمانے کے یکتا موتی تھے۔

۵- اور اس کے متعلق احمد بن محمد البخاری (متوفی ۱۲۰۰) لکھتے ہیں:

لا شك ان الشيخ الاسلام العالم تقى الدين ابا العباس احمد بن عبد الحليم بن عبد السلام المشهور بابن تيمية الحرانى الحنبلى كان من العلم والدين والورع علىٰ جانب عظيم ......وكان سيفاً صارماً علىٰ المبتدعين. 1

عبارت کا مفہوم: اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن تیمیۃ رحمہ اللہ تعالیٰ علم اور دین اور تقویٰ کے عظیم درجے پر فائز تھے۔ اور مبتدعین کے حق میں کاٹنے والی تلوار تھے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ گستاخ رسول نہیں تھے ہاں چونکہ اہل بدعت کے دشمن تھے اس لیے اچھروی اس کے خلاف واویلا کر رہا ہے۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ شخصیت جس نے گستاخ رسول کی سزا قتل پر مدلل کتاب ''الصارم المسلول'' لکھ کر امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا وہ شخص گستاخ رسول ہوسکتا ہے؟ حاشا وکلا۔

البتہ اگر چہ حضرت کے بعض تحریرات سے راقم متفق نہیں لیکن پھر بھی باوجود اس کے حضرت کی جلالت شان وعلم کی وجہ سے راقم اس کی دل وجان سے قدر کرتا ہے۔

آگے مولوی اچھروی ص: ۵۰ میں لکھتا ہے:

جرح بغیر سبب کے یا وجہ خاص کے معتبر نہیں ہوتی ابن تیمیہ نے اس حدیث کے راوی کے متعلق کسی پر جرح نہیں کی لہٰذا ابن تیمیہ کی جرح اس حدیث پر غیر معتبر ثابت ہوئی۔

1 تقريظ لابن حجر علىٰ الرد الوافر لاحمد بن محمد البخارى (المتوفى ۱۲۰۰)ص:۱۷ ناشر مكتبة ابن تيمية –الكويت

جواب: آپ نے ابن تیمیہ کے سامنے اس روایت کی سند کب پیش کی ہے کہ وہ اس کے راویوں پر کلام کرے اگر آپ سند پیش کروگے تو ہم اس سند کے راویوں پر ان شاء اللہ العزیز بھرپور مفسر جرح کریں گے۔ لیکن آج تک اس جھوٹی روایت کو بریلوی اپنی تقاریر میں صرف بیان تو کرتے ہیں لیکن اس کی سند پیش کرنے سے عاجز ہیں۔

آگے اچھروی اسی صفحے میں لکھتا ہے:

اس حدیث کا بیان کنندہ مصنف عبدالرزاق ہے جو چوٹی کا محدث ہے اور ابن تیمیہ سے ہر طرح بلند درج رکھتا ہے۔ جس کی حدیثیں خود ابن تیمیۃ اور ابن کثیر نے نقل کی ہیں۔

جواب: معلوم ہونے کے باوجود بھی یوں کہنا کہ یہ حدیث مصنف عبدالرزاق میں ہے سرتاپا جھوٹ اور بہتان ہے۔ اگر اچھروی اور اس کے حواریین میں ہمت ہے تو حدیث مصنف عبدالرزاق سے نکالیں۔ لیکن مجھے پتہ ہے کہ ان تلوں میں تیل ہی نہیں ہے کہ جرأت کرسکیں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

نیز یہ کہنا کہ عبدالرازاق چوٹی کا محدث ہے یہ بات پرلے درجے کی جہالت ہے۔
یہ وہ راوی ہے جس کے متعلق لکھا ہے:

قال النسائی ..........روی عنہ احادیث مناکیر ............

حدثنا عبد اللہ المسندی قال ودعت ابن عیینۃ قلت ارید عبد الرزاق قال اخاف ان یکون من الذین ضل سعیھم فی الحیوٰۃ الدنیا ..................

مخلد الشعیری یقول کنت عند عبد الرزاق فذکررجل معاویۃ فقال لاتقذر مجلسنا بذکر ولد سفیان..........(قال) عباس بن عبد العظیم واللہ الذی لا الہ الا ھو ان عبد الرزاق کذاب والواقدی اصدق منہ ...............ان

احمد یقول ان عبید الله بن موسیٰ یرد حدیثه للتشیع۔...........علی بن عبد الله بن المبارك الصنعانی یقول کان زید بن المبارك لزم عبد الرزاق فاکثر عنه ثم خرق کتبه ولزم محمد بن ثور فقیل له فی ذالك فقال کنا عند عبد الرزاق فحدثنا بحدیث ابن الحدثان فلما قرء قول عمر رضی الله عنه لعلی و العباس رضی الله عنهما فجئت انت تطلب میراثك من ابن اخیك و جاء هذا یطلب میراث امرأته من ابیها قال عبد الرزاق انظر إلی هذا الانوك یقول :من ابن أخیك، من أبیها !لا یقول رسول الله صلی الله علیه و سلم قال زید بن المبارك فقمت فلم اعد الیه و لا اروی عنه. 1

**عبارات کا مفہوم:** امام نسائی فرماتے ہیں کہ اس سے منکر روایات مروی ہیں۔عبد اللہ المسند ی کہتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینۃ سے عبدالرزاق کے پاس جانے کے لیے رخصت طلب کی تو سفیان بن عیینۃ نے فرمایا مجھے خوف ہے کہ یہ یعنی عبدالرزاق ان لوگوں میں سے نہ ہوں جن کے اعمال دنیا میں ہی برباد ہو چکے ہیں۔مخلد شعیری کہتے ہیں کہ میں عبد الرزاق کے پاس تھا کہ ایک شخص نے اس کے سامنے حضرت امیر معاویۃ کا ذکر چھیڑا تو عبد الرزاق نے کہا کہ سفیان کے بیٹے کے ذکر سے ہماری مجلس کو گندا نہیں بناؤ۔عباس بن عبد العظیم کہتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ عبدالرزاق جھوٹا ہے اور واقدی بھی اس سے اچھا ہے۔علی بن عبداللہ بن مبارک الصنعانی فرماتے ہیں کہ زید بن مبارک نے عبدالرزاق کو استاذ بنایا ہوا تھا اور اس سے بہت زیادہ روایات بیان کرتا تھا لیکن ایک ایسا وقت آیا کہ اس نے عبدالرزاق سے لکھی ہوئی تمام کتابیں پھاڑ ڈالیں اور محمد بن ثور کو استاذ بنالیا جب اس سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ بات دراصل یہ ہے کہ ہم

---

1 میزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷۴۸) ج۲ ص ۶۱۰-۶۱۱ ناشر دار المعرفة للطباعة و النشر بیروت –لبنان

عبدالرزاق کے پاس تھے جب ہمیں یہ حدیث بیان کی کہ جب حضرت علی اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ دونوں حضرات باغ فدک کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ آپ اپنے بھتیجے کی میراث طلب کرنے کے لیے آئے ہو اور یہ یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی کے باپ کی میراث طلب کرنے کے لیے آیا ہے۔ تو حضرت عمر کا یہ قول پڑھ کر عبدالرزاق نے کہا (العیاذ باللہ) اس بے وقوف کو دیکھو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہتا ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھتیجے اور بیوی کے باپ کے ساتھ تعبیر کر رہا ہے جب عبدالرزاق سے میں نے یہ بات سنی تو میں نے اس کی مجلس چھوڑ دی اور پھر دوبارہ اس کی مجلس میں کبھی بھی نہیں گیا اور اس سے روایت بھی نہیں کرتا ہوں۔

قارئین کرام یہ وہ راوی ہے کہ اس کے شیعہ ہونے پر تو محدثین کا اتفاق ہے۔ البتہ وہ کتب رجال جن میں عبدالرزاق کے شیعہ ہونے کی تصریح ہے ان کے نام مع التفصیل حاضر ہیں:

۱-الثقات لابی الحسن احمد بن عبد الله العجلی (المتوفی ٢٦١) ص:٣٠٢ دار الباز

٢-الثقات لمحمدبن حبان التمیمی (المتوفی ٣٥٤) ج٨ ص:٤١٢ ناشر دائرة المعارف العثمانیة بحیدر آباد الدکن الهند

٣-الکامل فی الضعفاء لاحمدبن عدی (المتوفی٣٦٥)ج٦ ص:٥٤٥ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

٤-تاریخ دمشق لابی القاسم علی بن الحسن المعروف بابن العساکر (المتوفی ٥٧١) ج٣٦ ص:١٧٢ ناشر دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع

٥-الضعفاء والمتروكون لابی الفرج عبد الرحمٰن بن علی الجوزی (المتوفی ٥٩٧) ج٢ ص:١٠٤ ناشر دار الكتب العلمية بيروت

٦-سير اعلام النبلاء لمحمد بن احمد بن عثمان (المتوفی ٧٤٨) ج٨ ص:٢٢٢ ناشر دار الحديث القاهره

٧- الرواة الثقات المتكلم فيهم بما لايوجب ردهم لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ٧٤٨)ص:١٢٥ ناشر دائر البشائر السلامية -بيروت لبنان

٨- المغنی فی الضعفاء لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ٧٤٨) ج٢ص:٣٩٣

٩-خلاصة تذهيب تهذيب الكمال لاحمد بن عبد الله الساعدی (المتوفی٩٢٣) ص:٢٣٨ ناشر مكتبة المطبوعات الاسلامية دار البشائر حلب -بيروت

١٠-ميزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ٧٤٨) ج٢ ص:٦١٠ ناشر دار المعرفة للطباعة والنشر بيروت -لبنان

قارئین کرام آپ نے دیکھا کہ وہ راوی جوصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کرے اچھروی اس کو چوٹی کا محدث مان رہاہےاوروہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ جس نے صحابہ کے دفاع میں کتاب منہاج السنۃ فی ردالشیعۃ والقدریہ لکھ کر صحابہ کرام کے غلامی کا حق ادا کیا اس شخصیت پرطعن کرر ہاہے۔ایسے عقل پر سوائے افسوس کےاور کیا کیا جاسکتاہے۔

اب جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ عبدالرزاق شیعہ ہےتو اگر چہ اس کی متعدد محدثین نے توثیق بھی کی ہےہم نے اختصار کی وجہ سے میزان الاعتدال سے صرف اس پر

جرح نقل کی ہے توثیق نقل نہیں کی ہے تو محدثین کی یہ توثیق صرف ان روایات کے حق میں ہے جو اہل سنت کے مسلک کے موافق ہوں کیوں کہ اکثر محدثین کا مذہب یہی ہے کہ جب کوئی بدمذہب یعنی بدعتی راوی اپنے مسلک کے موافق روایت نقل کرے تو اس کی روایت مردود ہوتی ہے۔ جیسے کہ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ولا یحتج بہ اذا کان داعیة وهذا هو الاظهر الاعدل وقول کثیر او الاکثر. 1

عبارت کا مفہوم: جب بدعتی راوی کی روایت اس کے بدعت کی طرف دعوت دے رہی ہو تو اس کی وہ روایت حجت نہیں ہوگی یہی قول اکثر علماء کا ہے اور یہی قول انصاف کے موافق ہے۔

نیز بریلویوں کا شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:

اہل بدعت کی روایات کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں:

ومختار آنست کہ اگر داعی باشد ببدعت خود و در مقام ترویج و تزئین آں بود قبول نکنند واگر نہ ایں چنیں بود قبول کنند۔ 2

صحیح بات یہ ہے کہ اہل بدعت کی روایت اگر اس کے مسلک کی تزئین و ترویج میں ہو تو مقبول نہ ہوگی اور خلاف ہو تو قبول کی جائیگی۔ 3

تو یہ روایت اولاً تو عبدالرزاق سے ثابت نہیں جیسے کہ ماقبل میں تفصیل سے گذر چکا لیکن اگر بالفرض یہ روایت مصنف عبدالرزاق میں ہوتی بھی پھر بھی یہ روایت مردود ہوتی کیوں کہ یہ روایت اس شیعہ راوی کے مسلک کے موافق ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علی وسلم

1 التقریب والتیسیر لیحیٰ بن شرف النووی (المتوفی ٦٧٦)ص:٥١ ناشر دار الکتاب العربی بیروت 2 مقدمہ شرح مشکاۃ 3 توضیح البیان لغلام رسول سعیدی ص:۲۱۰ ناشر حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل اردو بازار لاہور

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نوری مخلوق ہونے کا عقیدہ دراصل شیعوں کا عقیدہ ہے بریلویوں نے یہ عقیدہ شیعوں سے لیا ہے۔ البتہ شیعہ مذہب میں اس عقیدے کا ثبوت حاضر ہے۔

عن ابی عبد اللہ قال ................خلق نور الانوار وھو النور الذی خلق منہ محمدا وعلیاً۔ 1

عبارت کا مفہوم: جعفر صادق نے فرمایا: اللہ پاک نے نوروں کا نور پیدا فرمایا وہ وہی نور تھا جس سے اللہ پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیدا فرمایا۔

حدیث :۳-مولوی اچھروی صاحب نے جا بجا مختلف کتب سے یہ روایت بھی پیش کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اول ما خلق اللہ نوری۔

اللہ پاک نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا۔

جواب: اولاً: یہ روایت بھی گذشتہ روایت نور نبیك من نورہ کی طرح بے سند اور بے بنیاد ہے اور ہم گذشتہ روایت کے تحت بریلویوں کا اصول نقل کر چکے ہیں کہ بے سند روایت مردود ہوتی ہے لھذا ایسی روایات سے استدلال کرنا اچھروی صاحب کی مجبوری ہے کیوں کہ بریلوی مذہب دلائل سے مکمل عاری ہے۔

میرے علم کے مطابق اس روایت کو سب سے پہلے حسن بن محمد نیشاپوری (متوفی ۸۵۰) نے اپنی تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان ج۲ص:۱۹ ناشر دار الکتب العلیة بیروت میں نقل کیا ہے اس کے بعد اس روایت کو یحی بن ابی بکر (متوفی ۸۹۳) نے اپنی

1 اصول من الکافی لمحمد بن یعقوب کلینی الرازی (المتوفی ۳۲۹) ج۱ :۴۴۲ ناشر دار الکتب الاسلامیہ طھران بازار سلطانی

کتاب بھجة المحافل و بغیة الاماثل ج۱ص:۱۵ ناشر دار صادر بیروت میں حدیث ضعیف کہ کر نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اس روایت کو علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱) نے اپنی کتاب قوت المغتذی علی جامع الترمذی ج۱ص:۱۱۶ ناشر رسالة الدکتورات - جامعة ام القریٰ مکة المکرّمة میں لم ترد بھذا الفظ کہ کر نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اس روایت کو حسین بن محمد بکری (متوفی ۹۶۶) نے اپنی کتاب تاریخ الخمیس ج۱ص:۱۹ ناشر دار صادر بیروت میں نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اس روایت کو ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴) نے اپنی کتاب شرح الشفا ج۲ص۱۲۶ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت میں نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اس روایت کو علی بن ابراہیم الحلبی (متوفی ۱۰۴۴) نے اپنی کتاب السیرة الحلبیة ج۱ص:۲۱۴ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت میں نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اس روایت کو احمد بن محمد الخفاجی (متوفی ۱۰۶۹) نے اپنی کتاب حاشیة الشھاب علی تفسیر البیضاوی ج۴ ص:۱۴۳ ناشر دار صادر بیروت میں نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اس روایت کو محمد بن عبد الباقی (متوفی ۱۱۲۲) نے اپنی کتاب شرح الزرقانی ج۱ص:۵۴ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت میں نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اس روایت کو علامہ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۲۷) نے اپنی کتاب تفسیر روح البیان ج۳:۱۲۹ ناشر دار الفکر بیروت میں نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اس روایت کو علامہ اسماعیل بن محمد خفاجی (متوفی ۱۱۶۲) نے اپنی کتاب کشف الخفاء ج۱ص:۳۰۲ ناشر المکتبة العصریة میں نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اس روایت کو علامہ آلوسی (متوفی ۱۲۷۰) نے اپنی کتاب تفسیر روح المعانی ج۴ص:۳۱۲ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت میں نقل کیا ہے۔ لیکن ان تمام بزرگوں میں سے کسی نے بھی اس روایت کی سند بیان نہیں کی ہے اس لیے یہ روایت مردود ہوگی۔

ثانیاً: اگر یہ روایت بالفرض والمحال ثابت بھی ہوجاتی تو بھی بریلویوں کا دعویٰ ہرگز

ثابت نہ ہوتا کیوں کہ اگر یہ حدیث ثابت بھی ہوجاتی تو زیادہ سے زیادہ یہ بات ثابت ہوجاتی کہ سب سے پہلی چیز جو اللہ پاک نے اپنی مخلوق میں سے پیدا فرمائی وہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے لیکن یہ بات پھر بھی ثابت نہ ہوتی کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی نور سے پیدا کیے گئے ہیں کیونکہ کس شخص کے نور کا پیدا ہونا اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ وہ شخص بھی اسی نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ کیوں کہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ رب العالمین ہر مؤمن متقی کی رہنمائی کے لیے نور پیدا فرماتے ہیں جس کی روشنی کے ذریعے مؤمن سیدھی راہ پر چلتا ہے۔ جیسے کہ اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿يَـا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَل لَّكُمْ نُوراً تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ تو تمہیں اپنی رحمت کے دو حصے عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے نور پیدا فرمائے گا جس کے ساتھ تم چلو گے اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (سورہ حدید آیت نمبر ۲۸)

تو اس نور سے بھی یہی نور مراد ہوتا جو رہنمائی کے لیے پیدا کیا جاتا ہے۔ نہ وہ مادہ نور جس سے کوئی مخلوق پیدا کی جاتی ہے۔ جبکہ محل اختلاف یہ چیز ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کس چیز سے ہوئی ہے؟

ثالثاً: جن حضرات نے یہ بے بنیاد روایت نقل کی ہے تو ان میں سے متعدد حضرات نے نوری کے لفظ کی جگہ روحی کا لفظ نقل کیا ہے۔ تو پھر عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ روحوں میں سے سب سے پہلے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روح پیدا ہوا تو اس بات میں کوئی جھگڑا نہیں۔ لھذا جب نور بمعنی روح کے ہوا تو یہاں روایت میں گویا کہ نوری مخلوق کا کوئی تذکرہ ہی نہیں ہوا ہے۔ البتہ وہ عبارات حاضر ہیں ملاحظہ فرمائیں:

۱-اول ما خلق الله روحی او نوری. 1

۲-وقد روی اول ما خلق الله نوری وفی لفظ روحی. 2

۳-اول ما خلق الله نوری او روحی. 3

٤-اول ماخلق الله نوری وفی روایة روحی ومعناهما واحد فان الارواح نورانیة ای اول ماخلق الله من الارواح روحی. 4

**عبارت کا مفہوم:** نور اور روح کی معنیٰ ایک ہے کیونکہ روح بھی نورانی ہوتا ہے حاصل یہ ہوا کہ سب سے پہلے اللہ پاک نے میرا نور پیدا فرمایا۔یعنی تمام لوگوں کے روحوں سے پہلے اللہ پاک نے میرے روح کو پیدا فرمایا۔

**رابعاً:** یہ روایت دوسری صحیح حدیث ''اول ما خلق الله القلم'' کے بھی خلاف ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

حدثنا جعفر بن مسافر الهذلی حدثنا یحیٰ بن حسان حدثنا الولید بن رباح عن ابراهیم بن ابی عبلة عن ابی حفصة قال قال عبادة بن الصامت لابنه ........سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اول ما خلق الله القلم فقال له اکتب قال رب وما ذا اکتب قال اکتب مقادیر کل شئ. 5

**عبارت کا مفہوم:** حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں

1 تاریخ الخمیس لحسین بن محمد( المتوفی ۹٦٦)ج۱ ص:۱۹ ناشر دار صادر بیروت
2 شرح الشفا لعلی بن سلطان المعروف بملا علی قاری (المتوفی ۱۰۱٤)ج۱ ص:۵۰۹ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 3 غرائب القرآن ورغائب الفرقان لحسن بن محمد (المتوفی ۸۵۰) ج۵ص:٤٦٣ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 4 مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح( لعلی بن سلطان القاری ۱۰۱٤)ج۱ ص:۱٦۹ ناشر دار الفکر 5 سنن ابی داؤد لسلیمان بن اشعث (المتوفی ۲۷۵)ج٤ ص:۲۲۵ ناشر المکتبه المصریة بیروت

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک سب سے پہلی چیز جسے اللہ پاک نے پیدا فرمایا وہ قلم تھا۔قلم پیدا فرما کر اس کو حکم دیا کہ لکھو قلم نے عرض کیا کہ کیا لکھوں؟ تو اللہ پاک نے فرمایا کہ ہر چیز کی تقدیر لکھو۔

## حدیث''اول ما خلق الله القلم'' کی توثیق

١-جعفر بن مسافر الهذلی .............هو صالح 1

عبارت کا مفہوم: جعفر بن مسافر الھذ لی ٹھیک احادیث والا ہے۔

جعفر بن مسافر بن راشد الهذلی ...........ذكره ابن حبان فی الثقات. 2

عبارت کا مفہوم: جعفر بن مسافر کو ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

٢-یحیٰ بن حسان التنیسی ...........ثقة. 3

عبارت کا مفہوم: یحیٰ بن حسان ثقہ ہے۔

٣-ولید بن رباح .........صدوق. 4

عبارت کا مفہوم: ولید بن رباح سچا راوی ہے۔

٤-ابو حفصه او ابو حفص الحبشی الشامی اسمه حبیش بن شریح. 5

عبارت کا مفہوم: ابوحفصہ یا ابوحفص حبشی شامی سے مراد حبیش بن شریح ہے

1 مشیخة النسائی لاحمد بن شعیب النسائی (المتوفی ٣٠٣)ص:٨٤ ناشر دار عالم الفوائد مكةالمكرمة 2 تهذیب التهذیب لابن حجر عسقلانی (المتوفی ٨٥٢)ج٢ ص:١٠٧ ناشر دائرة المعارف النظامیة -الهند 3 تقریب التهذیب لابن حجر عسقلانی (المتوفی ٨٥٢)ص:٥٨٩ ناشر دار الرشید سوریا 4 تقریب التهذیب لابن حجر عسقلانی (المتوفی ٨٥٢)ص:٩٢ ناشر دار الرشید سوریا 5 تهذیب التهذیب لابن حجر عسقلانی (المتوفی ٨٥٢)ج١٢ ص:٧٦ ناشر دائرة المعارف النظامیة -الهند

ابو حفصه الحبشی ............شامی تابعی ثقة. 1

**عبارت کا مفہوم: ابوحبشہ شامی ثقہ ہے۔**

(یقول الراقم )ذکره ابن حبان فی الثقات. 2

**ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔**

**اب جب صحیح حدیث سے ثابت ہوگیا کہ سب سے پہلی مخلوق قلم ہے تو بلا دلیل بے سند روایت "**اول ما خلق الله نوری**" کو مدار بنا کر اس پر نظریہ قائم کرنا جہالت ہے۔**

# غلام رسول سعیدی کا اشکال اور اس کا جواب

**مولوی غلام رسول سعیدی قلم کی حقیقی اولیت کی نفی ثابت کرنے کے لیے ملا علی قاری کا سہارا لیتے ہوئے لکھتا ہے کہ ملا علی قاری فرماتے ہیں:**

وَفِی الْأَزْهَارِأَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ یَعْنِی بَعْدَ الْعَرْشِ وَالْمَاءِ، وَالرِّیحِ لِقَوْلِهِ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَكَتَبَ اللَّهُ مَقَادِیرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ یَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ، وَالْأَرَاضِینَ بِخَمْسِینَ أَلْفَ سَنَةٍ، وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌوَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى(وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ )عَلَى أَیِّ شَیْءٍ كَانَ الْمَاءُ؟ قَالَ عَلَى مَتْنِ الرِّیحِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ ذَكَرَهُ الْأَبْهَرِیُّ، فَالْأَوَّلِیَّةُ إِضَافِیَّةٌ، وَالْأَوَّلُ الْحَقِیقِیُّ هُوَ النُّورُ الْمُحَمَّدِیُّ عَلَى مَا بَیَّنْتُهُ فِی الْمَوْرِدِ لِلْمَوْلِدِ. 3

**ازہار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقادیر کو آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پچاس ہزار پہلے لکھا اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا یعنی قلم کی پیدائش اور کتابت سے**

1 الثقات لاحمد بن عبد الله بن صالح العجلی (المتوفی ٢٦١)ص:٤٩٦ ناشر دار الباز

2 الثقات لابن حبان( المتوفی ٣٥٤)ج٤ ص:١٩٠ ناشر دائرة المعارف العثمانیة بحیدر آباد دکن الهند 3 توضیح البیان لغلام رسول سعیدی ص:۲۰۶-۲۰۷ ناشر حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور

پہلے عرش پیدا ہو چکا تھا اور وہ پانی پر تھا اس کو مسلم نے روایت کیا اور ابن عباس سے روایت ہے وکان عرشہ علی الماء کے بارے میں استفسار کیا گیا کہ عرش تو پانی پر تھا پانی کس چیز پر تھا تو فرمایا ہوا کی پیٹھ پر اسے بیہقی نے روایت کیا (پس ثابت ہوا کہ قلم کی پیدائش ہوا پانی اور عرش کے بعد ہے) اور جو چیز سب سے پہلے پیدا ہوئی وہ نور محمدی ہے جیسا کہ میں نے المورد للمولد میں بیان کیا ہے۔

جواب: ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عبارت میں قلم کی عرش اور پانی کے بعد تخلیق کے ثبوت پر صاحب ازہار کے قول سے استدلال کیا ہے وہ اس طرح کہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ اللہ پاک نے مخلوق کی تقدیر لکھی اس حال میں کہ عرش پانی پر تھا تو اس سے صاحب ازہار نے یہ سمجھا کہ جب تقدیر لکھتے وقت عرش پانی پر موجود تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ عرش اور پانی کی تخلیق قلم سے پہلے ہوئی۔ حالانکہ حدیث میں قلم کے تخلیق کے وقت کی بات نہیں چل رہی ہے بلکہ تقدیر لکھنے کے وقت کی بات چل رہی ہے کہ تقدیر کے لکھے جاتے وقت عرش اور پانی موجود تھے تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ عرش اور پانی کی تخلیق قلم سے پہلے ہوئی تھی؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قلم کی تخلیق تمام چیزوں سے پہلے ہوئی جیسے کہ میرے نبی نے فرمایا البتہ قلم سے تقدیر اس وقت لکھوائی گئی جب پانی اور عرش کو پیدا کیا گیا کیونکہ کسی بھی حدیث میں یہ بات نہیں لکھی ہے کہ قلم کے پیدا کرنے کے بعد فوراً اس سے تقدیر لکھوائی گئی بلکہ ایک دوسری حدیث میں قلم کے پیدائش کے بعد ( ثم ) کا لفظ وارد ہوا ہے جو تأخیر پر دلالت کرتا ہے اب حدیث کا مطلب یہ ہو جائیگا کہ قلم کی پیدائش کے کچھ عرصے بعد تمام مخلوق کی تقدیر لکھوائی گئی اس حال میں کہ عرش پانی پر تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عرش اور پانی قلم کے بعد پیدا کیا گیا البتہ تقدیر لکھتے وقت عرش اور پانی پیدا ہو چکے تھے ۔لہٰذا تقدیر کے لکھے جاتے وقت عرش اور پانی کا وجود ان کے قلم سے پہلے موجود ہونے کو مستلزم نہیں ہے۔ البتہ وہ حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

عن عبادة بن الصامت .........يَا بُنَيَّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمُ، ثُمَّ قَالَ :اكْتُبْ. 1

**عبارت کا مفہوم:** حضرت عبادہ بن صامت نے اپنے بیٹے کو بتایا کہ اے میرے بیٹے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ سب سے پہلے اللہ پاک نے قلم کو پیدا فرمایا پھر اس کو فرمایا کہ لکھ۔ الخ

نیز اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی منقول ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ، ثُمَّ قَالَ :لَهُ اكْتُبْ، قَالَ مَا أَكْتُبُ؟ قَالَ اكْتُبْ مَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. 2

**عبارت کا مفہوم:** حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ پاک نے قلم کو پیدا فرمایا پھر اس کو کہا کہ لکھ قلم نے کہا کیا لکھوں؟ فرمایا ہر وہ چیز جو قیامت تک ہونی ہے اس کو لکھ۔

باقی رہا استدلال حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول سے کہ پانی ہوا کی پیٹھ پر تھا تو اس سے بھی یہ لازم نہیں آتا کہ ہوا قلم سے پہلے پیدا ہوئی تھی۔ کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود جب اول مخلوقات کی بات کرتے ہیں تو سب سے پہلی مخلوق قلم کو بتاتے ہیں اور اس کے بعد سیاہی کو بتاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوا تو قلم کی سیاہی سے بھی بعد پیدا ہوئی تھی چہ جائیکہ ہوا قلم سے پہلے پیدا ہوئی ہو۔ البتہ وہ قول ملاحظہ فرمائیں:

1 مسند احمد لامام احمد بن حنبل (المتوفی ۲٤۱) ج۳۷ ص:۳۷۸ ناشر مؤسسة الرسالة بيروت (رقم الحديث ۲۲۷۰۵) 2 السنة لعبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى ۲٤۱) ج۲ ص:٤۰۱ (رقم الحديث ۸۷۱) ناشر دار ابن القيم -الدمام

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ ثُمَّ خُلِقَتْ لَهُ النُّونُ وَهِيَ الدَّوَاة. 1

عبارت کا مفہوم: سب سے پہلے اللہ پاک نے قلم کو پیدا فرمایا اس کے بعد اس کی سیاہی کو پیدا فرمایا۔

آگے مولوی غلام رسول لکھتا ہے:

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ارقام فرماتے ہیں:

بدانکہ اول مخلوقات وواسطہ صدور کائنات وواسطہ خلق عالم وآدم نور محمد است صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ در حدیث صحیح وارد شدہ کہ اول ما خلق اللہ نوری وسائر مکنونات علوی وسفلی ازآں نور وازاں جوہر پاک پیدا شدہ از ارواح واشباہ وعرش وکرسی ولوح وقلم وبہشت ودوزخ وملک وفلک وانس وجن وآسمان وزمین وبحار وجبال واشجار وسائر مخلوقات ودر کیفیت صدورایں کثرت ازآں وحدت وبروز وظہور مخلوقات ازآں جوہر عبارت وتعبیرات غریب آوردہ اند وحدیث اول ما خلق اللہ العقل نزد محققین ومحدثین بصحت نرسیدہ وحدیث اول ما خلق اللہ القلم نیز گفتہ اند کہ مراد بعد العرش والماء است کہ واقع شدہ است وکان عرشہ علی الماء ودر بعضے احادیث تصریح بداں واقع شدہ است وآمدہ است کہ خلق ماء پیشتر ازعرش است کہ چوں خلق کردہ شد ہہ قلم گفت بوی پرودگار تعالیٰ وتقدس بنویس ما کان وما یکون الیٰ آخرہ پس معلوم شد کہ پیش از خلق کائنے بودہ است کہ آں عرش وکرسی وارواح است وخلق نوروی صلی اللہ علیہ وسلم ازآں سابق است وبریں وجہ تواند کہ مراد از ما کان صفات واحوال آں بودہ باشد کہ اول درآں عالم ثابت است واز ما یکون آنچہ درآخر ظاہر گردد در دنیا۔ 2

جان لو کہ اول مخلوقات اور واسطہ خلق کائنات وحدت آدم نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے

1 مصنف ابن ابی شیبة لابی بکر بن ابی شیبة عبد الله بن محمد( المتوفی ۲۳۵)ج۷ ص:۲۵۹ ناشر مکتبة الرشد الریاض (رقم الحدیث ۳۵۸۷۴) 2 مدارج النبوۃ ج۲ص:۲

جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا اور باقی تمام کائنات علوی و سفلی اس نور سے پیدا ہوئی اسی وحدت سے یہ کثرت صدور میں آئی اور مختلف ناموں سے موسوم ہوئی چناچہ یہ نور کہیں دریاؤں اور درختوں سے اور جس حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا گیا اس کی صحت محققین اور محدثین کے نزدیک ثابت نہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ پہلے قلم کو پیدا کیا (اس میں اولیت حقیقی نہیں ہے) کیوں کہ محققین نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ عرش اور پانی کے بعد قلم کو پیدا کیا کیوں کہ اس طرح ثابت ہے کہ اس وقت عرش پانی پر تھا اور بعض احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ پانی عرش سے پہلے ہوا پس جب قلم پیدا کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لکھ قلم نے پوچھا کیا لکھوں ارشاد ہوا لکھ جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہوگا۔پس معلوم ہوا کہ قلم کی پیدائش سے پہلے جو کچھ ہو چکا تھا وہ عرش وکرسی اور ارواح تھیں اور نور محمدی ان سب سے پہلے پیدا ہوا۔پس اس اعتبار سے تقدیر پر یوں کہا جا سکتا ہے کہ ما کان سے مراد اس نور کے صفات اور احوال ہیں اور ما یکون سے مراد وہ امور ہیں جو بعد کو دنیا میں ظاہر ہونگے۔

ملا علی قاری صاحب ازہار اور شیخ محقق کے اس محققانہ کلام کو دیکھئے اور سرفراز صاحب کے کمزور مطالعہ پر تحسین و آفرین کیجیے۔وہ تو عداوت رسول میں بروایت مسلم دیوانہ وار یہ ثابت کر چکے تھے کہ قلم سب سے پہلے پیدا ہوا اور ثابت یہ ہوا کہ قلم تو چوتھے نمبر پر بھی نہیں ہے۔جب خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا کہ قلم عرش اور پانی کے بعد پیدا ہوا اور آپ کے فرمان صحیح سے اس کی اولیت اضافی ثابت ہوگی تو آں جناب کو رسول اللہ کی تردید کرنیکی کیوں کر جرأت ہوئی آپ نے کہا کہ قلم کی اولیت حقیقی ہے اور اسے اولیت اضافی پر محمول کرنا قابل سماعت نہیں۔کیا آپ کے مذہب غیر مہذب میں فرمان نبوی بھی قابل سماعت نہیں ہوتا؟ 1

1 توضیح البیان لغلام رسول سعیدی ص:۲۰۶-۲۰۷ ناشر حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور

نور کو اول مخلوق ثابت کرنے کے لیے شیخ عبدالحق صاحب کے کمزور قول سے سہارا لینا بے سود ہے کیوں کہ شیخ صاحب کے اس قول کا بنیاد اول ما خلق اللہ نوری والی بے سند روایت پر ہے مزید تعجب کی بات یہ ہے کہ آج تک جس بھی مصنف نے اس روایت کو نقل کیا ہے ان میں سے کوئی بھی اس روایت کے سند کو نقل کرنا تو درکنار بلکہ اس روایت کے متعلق اتنا بھی نہیں بتا سکا ہے کہ یہ حدیث کتب حدیث میں سے کس مسند کتاب میں ہے۔تو جس روایت کا یہ حال ہو اس روایت کو صحیح قرار دینا عدم تحقیق کا نتیجہ ہے لہٰذا مزید یہ باتیں کہ یہ نور کہیں عرش و کرسی سے موسوم ہوا الخ یہ سب بے بنیاد باتیں ہیں۔اور جہاں تک تعلق ہے اول ما خلق اللہ القلم کی تأویل کا تو اس کی تأویل کرنے والوں کو محققین سے تعبیر کرنا یہ غلام رسول کا شیخ صاحب کی عبارت میں اپنی طرف سے تصرف ہے شیخ عبدالحق صاحب کی عبارت میں یہ لفظ ہرگز موجود نہیں ہے بلکہ شیخ صاحب کی عبارت میں صرف اتنا ہے کہ لوگوں (جبکہ وہ لوگ مجہول ہیں) نے یہ تأویل کی ہے کہ قلم کا پیدا ہونا عرش اور پانی کے بعد ہے وہ اس طرح کہ حدیث سے ثابت ہے کہ قلم کے لکھتے وقت عرش پانی پر تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ پانی اور عرش قلم سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔راقم کہتا ہے کہ یہ تأویل کبیت العنکبوت ہے جیسے کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ قلم کے لکھتے وقت موجو ہونا اور چیز ہے اور قلم سے پہلے پیدا ہونا اور چیز ہے لہٰذا قلم کے لکھتے وقت موجود ہونا قلم سے پہلے پیدا ہونے کو مستلزم نہیں ہے۔اور جہاں تک تعلق ہے ما کان و ما یکون کا یہ مطلب بیان کرنا کہ ما کان سے مراد جو کچھ ہو چکا تھا وہ عرش و کرسی اور ارواح تھیں یہ بات تحقیق کے میدان میں غلط ہے صحیح بات یہ ہے کہ ما کان سے مراد قلم ہے جو تقدیر لکھنے سے پہلے وجود میں آچکا تھا اور عرش اور پانی ہے جو قلم کے لکھنے سے پہلے اور قلم کی پیدائش کے بعد پیدا ہوئے تھے۔کیوں کہ صحیح صریح حدیث سے یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا گیا لیکن کسی بھی صحیح

صریح حدیث سے یہ بات آج تک ثابت نہیں ہوسکی ہے کہ اول ما خلق العرش یااول ما خلق الله الماء یااول ما خلق الله الروح ۔لہٰذا قلم سے پہلے کسی بھی چیز کی پیدائش کوتسلیم کرنا یہ صحیح حدیث کی مخالفت ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے غلام رسول کی اس عبارت (ملاعلی قاری صاحب ازہار اور شیخ محقق کے اس محققانہ کلام کو دیکھیے اور سرفراز صاحب کے کمزور مطالعہ پر تحسین وآفرین کیجیے) کا تو یہ محض ضد پرستی ہے کیوں کہ امام اہل سنت کے قول کا بنیاد ''اول ما خلق الله القلم '' والی صحیح حدیث پر ہے جبکہ شیخ صاحب کا قول اول ما خلق اللہ نوری والی بے بنیاد روایت پر ہے پھر بھی امام اہل سنت کے قول کو کمزور مطالعے کا نتیجہ قرار دینا اور شیخ عبدالحق صاحب کے بے بنیاد قول کو محقق بتانا ظلم درظلم ہے۔اور جہاں تک تعلق ہے غلام رسول کی اس عبارت کا کہ (جب خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا کہ قلم عرش اور پانی کے بعد پیدا ہوا اور آپ کے فرمان صحیح سے اس کی اولیت اضافی ثابت ہوگئی تو آں جناب کو رسول اللہ کی تردید کرنیکی کیوں کر جرأت ہوئی) تو یہ غلام رسول کے عدم مطالعہ کا نتیجہ ہے یا محض مذہبی اندھاپن ہے کیوں ذخیرہ حدیث میں سے کسی بھی مسند کتاب میں یہ حدیث موجود نہیں ہے کہ قلم عرش اور پانی کے بعد پیدا ہوا یہ غلام رسول اللہ کی طرف سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر محض جھوٹ ہے جس پر اس کو اس کے غیر مہذب مذہب نے مجبور کیا ہے۔اگر غلام رسول میں ہمت ہے تو مرنے سے پہلے یہ حدیث کتب حدیث میں سے کسی مسند کتاب میں سے نکالے اگر خود نہیں نکال سکتا تو اپنے حواریوں سے نکلوائے اور اگر نہیں نکال سکتے اور نکال بھی نہیں سکیں گے تو میرا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ مرنے سے پہلے توبہ کرو ورنہ اپنے غیر مہذب مذہب کی حمایت میں اس قسم کے جھوٹ تمہیں ہرگز نجات نہیں دلاسکیں گے۔

اور جہاں تک تعلق ہے غلام رسول کی اس عبارت کا کہ ( آپ نے کہا کہ قلم کی اولیت حقیقی ہے اور اسے اولیت اضافی پر محمول کرنا قابل سماعت نہیں ۔کیا آپ کے مذہب غیر مہذب میں فرمان نبوی بھی قابل سماعت نہیں ہوتا ؟ ) یہ محض سینہ زوری ہے ۔ مجھے بتائیں کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی صحیح صریح حدیث سے نور کی اولیت ثابت کی ہے کہ ہم اس حدیث کو مان کر قلم کی اولیت اضافی مانیں بلا شبہ جب تک غیر قلم کی کسی صحیح اور صریح حدیث سے اولیت ثابت نہیں ہوگی تب تک قلم کی اولیت اضافی قابل سماعت نہیں ۔مزید آپ سے سوال ہے کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کی موجودگی میں آپ کے مذہب غیر مہذب میں بے سند روایت کی طرف التفات مناسب ہے؟ اگر ہے تو ایسا مذہب آپ کو ہی مبارک ہو۔

## علامہ رشید احمد گنگوہی اور حدیث اول ماخلق اللہ نوری

مولوی اچھروی صاحب مقیاس نور ص:۶۵ میں لکھتا ہے:

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا اقرار: فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص:۱۳۴

مسئلہ: اول ما خلق الله نوری اور لو لاك لما خلقت الافلاك یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں یا وضعی زیدان کو وضعی بتلاتا ہے فقط بینوا توجرو۔

الجواب: یہ حدیثیں کتب صحاح میں موجود نہیں ہیں ۔مگر شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے اول ماخلق اللہ نوری کو نقل کیا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی۔

جواب: علامہ رشید احمد گنگوہی نے مولانا عبد الحق رحمہ اللہ پر اس لیے اعتماد کیا کہ حضرت کی اس حدیث کے متعلق اپنی تحقیق نہیں تھی لیکن جب ہم نے تحقیق کر لی اور ہمیں تحقیق کے بعد پتہ چل گیا کہ یہ روایت سرتاپا جھوٹ ہے جو بغیر تحقیق کے بعض حضرات نے

بعض سے نقل کی ہے تو وہ حضرات تو معذور ہونگے لیکن چونکہ ہم اس روایت کی تحقیق کر چکے ہیں اس لیے ہمارے لے یہ عذر قابل قبول نہیں ہوگا کہ شیخ عبدالحق صاحب نے جو یہ روایت نقل کی ہے لھٰذا یہ روایت صحیح ہوگی۔ حاشا وکلا کیونکہ حدیث کی صحت کے لیے اولاً سند کا ہونا ضروی ہے بے سند روایت کسی طرح بھی صحیح نہیں ہوسکتی۔

اور جہاں تک تعلق ہے حدیث لو لاك لما خلقت الافلاك کا تو تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں بلکہ یہ روایت موضوع و من گھڑت ہے۔ ثبوت حاضر ہے:

۱-لولاك لما خلقت الافلاك (موضوع لانه قد ذكر فی كتاب مجموع للموضوعات) 1

عبارت کا مفہوم: یہ روایت موضوع ہے۔

۲-لولاك لما خلقت الافلاك قال الصنعانی انه موضوع. 2

عبارت کا مفہوم: اس روایت کے متعلق صنعانی نے کہا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔

۳-لولاك لما خلقت الافلاك قال الصنعانی انه موضوع كذا فی الخلاصة لكن معناه صحيح. 3

عبارت کا مفہوم: اس روایت کے متعلق صنعانی نے کہا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔ لیکن اس کا مفہوم صحیح ہے۔

---

1 الموضوعات لحسن بن محمد الصنعانی (المتوفی ٦٥٠) ناشر دار المأمون للتراث -دمشق 2 تذكرة الموضوعات لمحمد طاهر بن علی الفتنی (المتوفی ٩٨٦)ص:٨٦ ناشر ادارة الطباعة المنيرية 3 الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرىٰ لعلی بن سلطان القاری المعروف بملا علی قاری (المتوفی١٠١٤) ص:٢٩٥ دار الامانة مؤسسة الرسالة -بيروت

٤-لولاك لما خلقت الافلاك قال الصنعانی انه موضوع. 1

عبارت کا مفہوم: اس روایت کے متعلق صنعانی نے کہا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔

٥-لولاك لما خلقت الافلاك (موضوع لانه قد ذكر فی كتاب مجموع للموضوعات) 2

عبارت کا مفہوم: یہ روایت موضوع ہے۔

لہٰذا مذکورہ تحقیق کے مطابق یہ دونوں روایات بے بنیاد وموضوع ہیں۔

حدیث:۴-مولوی اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نور ص:۵۳ میں اپنی دعوے کے ثبوت کے لیے چند احادیث قدسی سے استدلال کر کے کہتا ہے (اس حدیث سے معلوم ہوا) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے مقدم تھے (تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں تھے کیوں کہ بشریت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی راقم) وہ احادیث یہ ہیں:

۱-زرقانی ج ا ص:۶۳ ولولاك ما خلقت الدنيا

اور اگر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔

۲-زرقانی ج ا ص:۴۴ لولاه ما خلقتك ولا خلقت سماء ولا ارضاً

اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں اے آدم تمہیں پیدا نہ کرتا اور نہ ہی آسمان زمین کو پیدا کرتا۔

۳-مستدرک ج ۲ ص:۶۱۴-۶۱۵ زرقانی ج ۵ ص:۲۴۲ حدثنا علی بن

---

1 المصنوع فی معرفة الحديث الموضوع لعلی بن سلطان القاری المعروف بملا علی قاری ا(لمتوفی ١٠١٤)ص:١٥٠ مؤسسة الرسالة -بيروت 2 اللؤلؤ المرصوع فيما لا اصل له او باصله موضوع لمحمد بن خليل الطرابلسی (المتوفی ١٣٠٥) ص:١٥٤ ناشر دار البشائر الاسلامية -بيروت

حشاد العدل ثنا هارون بن العباس الهاشمی ثنا جندل بن واثق ثنا عمرو بن اوس الانصاری ثنا سعید بن عروبةعن قتادة عن سعید بن المسیب عن ابن عباس رضی الله عنه قال اوحی الله الیٰ عیسی علیه السلام یا عیسی آمن بحمد وامر من ادرکته من امتك ان یؤمنو به فلولا محمد ما خلقت آدم ولولا محمد ما خلقت الجنة ولا النار ولقد خلقت العرش علیٰ الماء فاضطرب فکتبت علیه لا اله الا الله محمد رسول الله فسکن هٰذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه.

ابن عباس سے روایت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اے عیسیٰ علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لاؤ اور تیری امت میں سے جو تجھ کو ملے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم کر اگر نہ ہوتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں جنت اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا اور ضرور میں نے عرش کو پیدا کیا پانی پر تو وہ بے قرار ہوا تو میں نے اس پر لکھ دیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو ساکن ہو گیا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور بخاری و مسلم میں مذکور نہیں۔

۴-زرقانی ج۱ص:۶۲لولا محمد ما خلقتك رواه البیهقی

آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۵-المستدرک ج۲ص:۶۱۵ زرقانی ج۱ص:۶۲ ابن عساکر ج۲ص:۳۵۷

حدثنا ابو سعید عمرو بن محمد بن منصور العدل ثنا ابو الحسن محمد بن اسحاق بن ابراهیم الحسن الحنظلی ثنا ابو الحارث عبد الله بن مسلم الفهری ثنا اسماعیل بن مسلمة ابنا عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم عن ابیه عن جده عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما

اقترف آدم الخطيئة قال يا رب اسئلك بحق محمد لما غفرت لی فقال الله یاآدم و کیف عرفت محمدا ولم اخلقه قال یا رب لانك لما خلقتنی بیدك ونفخت فی من روحك رفعت رأسی فرأیت علیٰ قوائم العرش مکتوباً لا الٰه الا الله محمد رسول الله فعلمت انك لم تصف(هٰکذا فی مقیاس النور) الیٰ اسمك الا احب الخلق الیك فقال صدقت یا آدم انه لاحب الخلق الیّ ادعنی بحقه فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك هٰذا حدیث صحیح الاسناد.

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو فرمایا اے میرے رب میں محمد رسول اللہ کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرمادے تو رب العزۃ نے فرمایا ای آدم علیہ السلام تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے ان کو ابھی ظاہر نہیں فرمایا حضرت آدم علیہ السلام نے دربار خداوندی میں عرض کیا کہ ای میرے رب میں اس لیے ان کو پہچانتا ہوں کہ جب تو نے اپنے دست قدرت سے مجھے پیدا فرمایا اور مجھ میں روح پھونکی میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں نے سمجھ لیا کہ تو نے اپنے نام کی طرف ساری مخلوق سے زیادہ محبوب کو منسوب فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا ہے بے شک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اس کی طفیل تو مجھ سے سوال کر تو میں نے تجھے بخشا اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے یعنی اس کی سندیں سب درست ہیں۔

ان احادیث مذکورہ بالا میں مذکور ہے رب العزۃ کا فرمان کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو جنت اور دوزخ نہ بناتا اگر حضور نہ ہوتے تو حضرت آدم علیہ السلام کو

پیدا نہ فرماتا اگر آپ نہ ہوتے تو آسمان اور زمین کو پیدا نہ کرتا تو شرط ہمیشہ مشروط سے مقدم ہوتی ہے تو فرمان خداوندی اگر آپ نہ ہوتے سے ثابت ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے مقدم تھے جنت و دوزخ سے مقدم تھے زمین و آسمان سے بھی مقدم تھے یہ سب کچھ آپ کی خاطر تیار ہوا جنت آپ کے لیے آپ کے غلاموں کے لیے دوزخ آپ کے منکروں کے لیے تو ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ بالا احادیث کے رو سے بھی سب سے مقدم ثابت ہوئی۔ انتہیٰ بلفظہ۔

جواب: جہاں تک تعلق ہے پہلی روایت کا تو یہ روایت ضعیف ہے وہ اس طرح کہ یہ روایت شرح زرقانی لمحمد بن عبد الباقی (متوفی ۱۱۲۲) ج ۷ ص: ۱۸۶ ناشر دار الکتب العلمیۃ میں ابن عساکر کے حوالے سے منقول ہے اور تاریخ دمشق لابی القاسم علی بن الحسن المعروف با بن العساکر (متوفی ۵۷۱) ناشر دار الفکر بیروت میں یہ وایت ج ۳ ص: ۵۱۸ میں موجود ہے اور اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن الیسع ہے جو کہ مجہول الحال ہے کیونکہ میرے علم کے مطابق کتب رجال میں سے اس کا ترجمہ صرف تاریخ بغداد میں موجود ہے اور وہاں پر اس کے لیے کوئی توثیق کا لفظ موجود نہیں ہے چنانچہ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

ابراهيم بن اليسع ابو اسحاق الشعبى ....................ممن يسمى ابراهيم ولانعرف اسم ابيه. 1

ابراہیم بن یسع ان لوگوں میں سے ہیں جس کا نام تو ابراہیم معلوم ہوا ہے لیکن اس کے باپ کے نام کی معلومات نہیں ہوسکی ہے۔

اور اس روایت کی سند میں دوسرا راوی خلیل بن مرۃ ہے یہ ضعیف ہے چنانچہ اس کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) فرماتے ہیں:

1 تاریخ بغدادلخطیب بغدادی (المتوفی ٤٦٣) ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

خلیل بن مرة الضبعی ضعیف. 1

خلیل بن مرة ضعیف ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے دوسری روایت کا تو یہ روایت شرح زرقانی ج اص:۸۶ ناشر دارالکتب العلمیۃ بیروت میں ابن طغربک کی کتاب المولد الشریف سے بے سند منقول ہے لھٰذا بے سند روایت کا دین میں کوئی اعتبار نہیں ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے تیسری روایت کا تو یہ روایت شرح زرقانی ج اص:۸۶ ناشر دارالکتب العلمیۃ میں موجود ہے لیکن وہیں پرہی صاف لکھا ہے کہ:

وقال الذھبی فی سندہ عمرو بن عوس لایدریٰ من ھو.

علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں عمرو بن عوس مجھول ہے (لھٰذا یہ روایت مجھول ہے) لیکن ذہبی رحمہ اللہ کے اس کلام کو اچھروی نے اپنے جھوٹے دعوی کو ثابت کرنے کے لیے چھپایا لیکن چھپ نہیں سکا۔

نیز اس روایت کے متعلق حضرت علامی ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اظنہ موضوعاً علی سعید. 2

عبارت کا مفہوم: میرا گمان یہ کہ یہ روایت سعید بن ابی عروبہ کی طرف منسوب کر کے بنائی گئی ہے۔ (یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے۔)

اور جہاں تک تعلق ہے چوتھی روایت کا تو یہ روایت شرح زرقانی ج اص:۱۲۰ ناشر دارالکتب العلمیۃ میں دلائل النبوۃ للبیہقی کے حوالے سے موجود ہے اور یہ روایت دلائل النبوۃ لاحمد بن الحسین البیہقی (متوفی ۴۵۸) ج ۵ ص:۴۸۹ ناشر دارالکتب العلمیۃ بیروت

1 تقریب التھذیب ج ١ ص:١٩٦ لابن حجر عسقلانی (المتوفی ٨٥٢)ناشر دار الرشید سوریا 2 التلخیص للذھبی علی المستدرك لابی عبد اللہ الحاکم (المتوفی ٤٠٥)ج٢ ص:٦٧١ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

میں موجود ہے لیکن اس روایت کے متعلق خود امام بیہقی رحمہ اللہ دلائل النبوۃ کے اسی صفحے میں فرماتے ہیں:

تفرد به عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم من هٰذا الوجه عنه و هو ضعیف.

عبد الله بن مسلم ابو الحارث الفهری رویٰ عن اسماعیل بن مسلمة بن قعنب عن عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم خبرا باطلا فیه یا آدم لولا محمد ماخلقتك رواه البیهقی فی دلائل النبوة.

اس روایت میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم متفرد ہے اور وہ ضعیف ہے۔

نیز اس روایت کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن مسلم الفہری ہے اس کے متعلق حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

عبداللہ بن مسلم فہری اسماعیل بن مسلمہ کے واسطے سے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے باطل روایت نقل کرتا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ ای آدم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔ 1

اور جہاں تک تعلق ہے پانچویں روایت کا تو درحقیقت چوتھی روایت اس پانچویں روایت کا حصہ ہے۔ یہ روایت جس سند کے ساتھ دلائل النبوۃ للبیہقی میں گذری اسی طرح یہ روایت اسی سند کے ساتھ مستدرک لابی عبداللہ الحاکم ج ۲ ص: ۲۷۲ ناشر دارالکتب العلمیۃ میں بھی موجود ہے لہٰذا جو جرح چوتھی روایت کے متعلق ہوگی وہی جرح پانچویں روایت کے متعلق بھی ہوگی۔

نیز اسی روایت کے متعلق اسی مستدرک حاکم کی تلخیص میں حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کی یہ روایت موضوع ہے۔ اصلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

1 میزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷۴۸) ج ۲ ص: ۵۰۴ ناشر دار المعرفة للطباعة والنشر بیروت لبنان

بل موضوع.

عبارت کامفہوم: یہ روایت صحیح تو کیا بلکہ موضوع ہے۔دیکھیے : 1

نیز اس روایت کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن مسلم الفھر ی ہے اس کے متعلق حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جرح گذر چکی۔

نیز اس روایت کی سند میں دوسرا راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ہے جو انتہائی ضعیف ہے۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

١-کا ن کثیر الحدیث ضعیفا جدا. 2

عبارت کامفہوم: یہ بہت حدیثیں نقل کرتا تھا لیکن بہت کمزور تھا۔

٢-قلت له فعبد الرحمٰن بن زید بن اسلم کیف حدیثه فقال ضعیف. 3

عبارت کامفہوم: امام دارمی فرماتے ہیں میں نے یحیٰ بن معین (متوفی ٢٣٣) سے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے متعلق پوچھا تو حضرت نے فرمایا وہ ضعیف ہے۔

٣-سمعت یحیٰ یقول اسامة بن زید بن اسلم و عبد الله بن زید بن اسلم وعبد الرحمٰن بن زید بن اسلم هٰؤلاء اخوة ولیس حدیثهم بشئ جمیعا. 4

دوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے امام یحیٰ بن معین سے سنا کہ اسامۃ بن زید بن اسلم اورعبداللہ بن زید بن اسلم اورعبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ان تمام بھائیوں کی حدیث کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

1 مستدرك لابی عبد الله الحاکم (المتوفی ٤٠٥)ج٢ ص:٢٧٢ ناشر دار الکتب العلمیة

2 الطبقات الکبریٰ لمحمد بن سعد (المتوفی ٢٣٠)ج٥ ص:٤٨٤ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 3 تاریخ ابن معین (المتوفی ٢٣٣)بروایت الدارمی ص:١٥١ ناشر دار المأمون للتراث -دمشق 4 تاریخ ابن معین بروایة الدوری ج٣ ص:١٥٧ ناشر مرکز البحث العلمی واحیاء التراث الاسلامی مکة مکرمة

٤-عبد الرحمٰن بن زيد بن اسلم ..................ضعفه علی جدا. 1

عبارت کا مفہوم: عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کو علی بن المدینی نے سخت ضعیف قرار دیا ہے۔

٥-عبد الرحمٰن بن زيد اسلم ضعيف. 2

عبارت کا مفہوم: عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ضعیف ہے۔

٦-عبد الرحمٰن بن زيد بن اسلم ..................استحق الترك. 3

عبارت کا مفہوم: عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اس چیز کا مستحق بن چکا ہے کہ اس کی روایت کو چھوڑ دیا جائے۔

٧-عبد الرحمٰن بن زيد بن اسلم حدث عن ابيه لا شئ. 4

عبارت کا مفہوم: عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اپنے والد اسلم سے ایسی روایتیں نقل کرتا جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔

٨-عبد الرحمٰن بن زيد بن اسلم..................ضعفوه. 5

عبارت کا مفہوم: عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

٩-عبد الرحمٰن بن زيد بن اسلم عن ابيه ضعفه احمد و الدار قطنی. 6

1 التاريخ الكبير لمحمد بن اسماعيل البخاری( المتوفی ٢٥٥)ج٥ ص:٢٨٤ ناشر دائرة المعارف العثمانية حيدر آباد دكن 2 الضعفاء والمتروكون لاحمد بن شعيب النسائی (المتوفی ٣٠٣) ص:٦٦ ناشر دار الوعیٰ -حلب 3 المجروحين لمحمدبن حبان( المتوفی ٣٥٤)ج٢ ص:٥٧ ناشر دار الوعیٰ -حلب 4 الضعفاء لابی نعيم الاصبهانی (المتوفی ٤٣٠) ص:١٢٠ ناشر دار الثقافة -الدار البيضاء 5 الكاشف لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی( المتوفی ٧٤٨)ج١ ص:٦٢٨ ناشر دار القبلة للثقافة الاسلامية 6 المغنی فی الضعفاء لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ٧٤٨)ج٢ ص:٣٨٠

عبارت کا مفہوم: عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کو امام احمد اور دار قطنی نے ضعیف قرار دیا ہے۔

۱۰-سئل ابو زرعة عن عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم فقال ضعیف الحدیث. 1

عبارت کا مفہوم: جب ابوزرعة سے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے متعلق پوچھا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ حدیث میں ضعیف ہے۔

قارئین کرام جب یہ احادیث سند کے اعتبار سے ضعیف و موضوع ٹھریں تو ان احادیث سے استدلال بھی باطل ہوا کیونکہ ضعیف حدیث سے عقیدے کا ثبوت تو در کنار ضعیف حدیث سے تو حکم شرعی بھی ثابت نہیں ہوتا۔

نیز اس قسم کی احادیث کو محدثین نے صراحۃ بھی موضوع قرار دیا ہے البتہ ثبوت حاضر ہے۔

۱-لولا ك یا محمد ما خلقت الدنیاهذا حدیث موضوع لا شك فیه. 2

عبارت کا مفہوم: ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا یہ حدیث بلا شک وشبہ موضوع ہے۔

۲-یا محمد لولاك ما خلقت الدنیا قال ابن الجوزی موضوع بلا شك. 3

عبارت کا مفہوم: ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ

1 الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم (المتوفی ۳۲۷)ج ٥ص:٢٣٤ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت 2 الموضوعات لعبد الرحمٰن الجوزی (المتوفی ٥٩٧)ص:٢٨٩ المکتبة السلفیة المدینة المنورة 3 تلخیص کتاب الموضوعات لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ٧٤٨)ص:٨٦ ناشر مکتبة الرشد -الریاض

کرتا یہ حدیث بلا شک وشبہ موضوع ہے۔

٣- لولاك ما خلقت الدنیا موضوع. 1

عبارت کا مفہوم: ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا یہ حدیث بلا شک وشبہ موضوع ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے امام حاکم کے ان احادیث کو صحیح کہنے کا تو امام حاکم کا تصحیح حدیث میں تساہل اور چشم پوشی مشہور ہے۔ البتہ اس کے متساہل ہونے کا ثبوت حاضر ہے۔

١- حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

والمتساهل كالترمذی والحاكم والدار قطنی فی بعض الاوقات. 2

عبارت کا مفہوم: اور چشم پوشی کرنے والے محدثین کی مثال امام ترمذی امام حاکم ہیں اور بعض اوقات امام دار قطنی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی چشم پوشی سے کام لیتے ہیں۔

٢- حضرت علامہ طاہر بن صالح الجزائری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ومن المتساهلین فی النقد الترمذی والحاكم. 3

عبارت کا مفہوم: اور جرح وتعدیل میں چشم پوشی کرنے والے محدثین میں سے امام ترمذی اور امام حاکم ہیں۔

٣- علامہ محمد جمال الدین القاسمی فرماتے ہیں:

وقال السیوطی فی رسالة التعقبات علیٰ ابن الجوزی قال شیخ الاسلام

1 الآلیٔ المصنوعةفی الاحدیث الموضوعة لجلال الدین السیوطی (المتوفی ٩١١)ج١ ص:٢٤٩ ناشر دار الكتب العلمية بیروت 2 الموقظة فی علم مصطلح الحدیث لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ٧٤٨)ص:٨٣ ناشر مكتبة المطبوعات الاسلامية بحلب 3 توجیه النظر لطاهر بن صالح الجزائری (المتوفی ١٣٣٨)ج١ ص:٢٨٢ ناشر مكتبة المطبوعات الاسلامية حلب

ابـن حـجـر تساهله و تساهل الحاكم فی المستدرك اعدم النفع بكتابهما اذ ما حدث فيهما الا ويمكن انه مما وقع فيه التساهل.

**عبارت کا مفہوم:** سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالے التعقبات علیٰ ابن الجوزی میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ابن جوزی کی چشم پوشی اور مستدرک حاکم میں امام حاکم کی چشم پوشی نے ان کی کتابوں سے نفع حاصل کرنے کو کالعدم کر دیا ہے کیونکہ انہوں نے جو بھی حدیث نقل کی ہے تو اس میں چشم پوشی کا امکان ہے۔

۴۔ حضرت علامہ جزائری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛

وقـد نسبـو لابـن حبـان التسهـل فـی التـصـحيح الا ان تساهله اقل من تساهل الحاكم. 1

**عبارت کا مفہوم:** محدثین نے ابن حبان کی طرف تصحیح حدیث میں تساہل کو منسوب کیا ہے حالانکہ ابن حبان میں تساہل و چشم پوشی حاکم سے کم ہے۔

۵۔ حضرت علامہ محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

و كـالـمستـدرك عـلـیٰ الـصـحيحين ............للحاكم ابی عبد الله ...............الثقة علیٰ تساهل منه فيه بادخاله فيه عدة موضوعات حمله علیٰ تصحيحها اما التعصب لما رمی به من التشيع واما غيره. 2

**عبارت کا مفہوم:** مستدرک کے مصنف ابو عبد اللہ حاکم ثقہ ہیں لیکن اس نے اپنی کتاب مستدرک میں چشم پوشی سے کام لیا ہے کہ اس نے اس کتاب میں موضوع روایات

1 تـوجيـه الـنـظر لطاهر بن صالح الجزائری (المتوفی ۱۳۳۸) ج ۱ ص: ۳۴۵ ناشر مكتبة الـمطبوعات الاسلامية ۔حلب 2 فتـح الـمـغيث لمحمد بن الرحمٰن السخاوی (المتوفی ۹۰۲) ج ۱ ص: ۵۴ ناشر مكتبة السنة ۔مصر

بھی لکھ دی ہیں اور ان موضوع احادیث کو صحیح لکھنے پر اس کو شاید اس تعصب نے برانگیختہ کیا کہ اس پر شیعت کی تہمت لگی تھی یا کوئی اور وجہ ہوگی۔

لھٰذا ان تمام محدثین کے فیصلے سے ثابت ہوا کہ امام حاکم کی تصحیح کارگر نہیں لھٰذا امام حکم کی تصحیح کا سہارا لینا اچھروی صاحب اور اس کے حواریین کے لیے بے سود ہوگا۔

حدیث:۴- بریلویوں کا شیخ الحدیث محمد اشرف سیالوی اپنی کتاب تنویر الابصار بنور النبی المختار ص:۲۶ میں کہتا ہے:

عن علی بن الحسین عن ابیه عن جده ان النبی صلی الله علیه و سلم قال کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق آدم باربعة عشر الف عام. 1

احکام ابن القطان میں منجملہ ان روایات کے جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہیں :حضرت علی بن الحسین یعنی امام زین العابدین سے روایت ہے وہ اپنے باپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور ایک نور تھا۔

اس روایت میں تین ائمہ معصومین محفوظین کی شہادت وگواہی سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد واضح ہوگیا کہ میں آدم کی تخلیق سے چودہ ہزار برس پہلے نورانی حالت میں موجود تھا۔

جواب:اس روایت کو زرقانی نے ابن مرزوق کے واسطے سے ابن قطان یعنی علی بن محمد الحمیر ی الفاسی ابو الحسن ابن القطان (متوفی ۶۲۸) کی کتاب بیان الوہم والایہام فی کتاب الاحکام سے نقل کیا ہے۔جبکہ بیان الوہم والایہام فی کتاب الاحکام میں اس روایت

---

1 زرقانی جلداول

کا نام ونشان ہی نہیں ہے۔معلوم ہوا کہ زرقانی نے ابن مرزوق کی غلطی پر غلطی کی ہے۔

نوٹ: دراصل یہ کتاب بیان الوہم والا یہام ایک دوسری کتاب ''الاحکام الکبریٰ'' شیخ عبدالحق بن الخراط رحمہ اللہ تعالیٰ کی جمع کردہ روایات پر جرح وتعدیل کے متعلق ہے۔

نیز زرقانی نے اس روایت کو احکام ابن قطان سے منقطع سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔اس طرح کہ ابن قطان فاسی نقل کرتے ہیں علی بن الحسین یعنی امام زین العابدین سے جبکہ امام زین العابدین کی وفات ۹۲ ھجری میں ہوئی ہے۔یعنی حضرت امام زین العابدین پہلی صدی کی شخصیت ہیں اور ابن قطان فاسی کی وفات ۶۲۸ ھجری ہے تو جب ابن قطان فاسی کی امام زین العابدین کے ساتھ ملاقات ہی ممکن نہیں تو ابن قطان امام زین العابدین سے یہ روایت کیسے کر سکتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ اس روایت کو ابن قطان کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔

باقی سیالوی کا یہ کہنا کہ اس روایت پر تین معصومین کی شہادت ہے یہ اس کے عقل کے اندھے ہونے کی علامت ہے۔کیونکہ ان حضرات سے جب اس روایت کے متعلق گواہی ثابت ہی نہیں تو یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اس روایت پر تین ائمہ کی گواہی ہے۔نیز کوئی بھی سنی کہلانے والا سالم العقل شخص ان ائمہ کو معصوم نہیں کہہ سکتا کیوں کہ غیر نبی کو معصوم کہنا شیعوں کا عقیدہ ہے۔

حدیث:۶ – ہوسکتا ہے کہ کوئی بریلوی یہ حدیث پیش کرے ملاحظہ فرمائیں:

قال ابو نعیم فی امالیہ حدثنا محمد بن محمد عمرو بن زید املاءً حدثنا احمد بن یوسف حدثنا ابو شعیب صالح بن زیاد السوسی حدثنا الھیثم بن جمیل حدثنا ابو معشر عن المقبری عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقنی اللہ من نورہ وخلق ابابکر من نوری وخلق عمر من نور

ابی بکر و خلق امتی من نور عمرو عمر سراج اھل الجنة. 1

**عبارت کا مفہوم:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور میرے نور سے ابو بکر کو پیدا فرمایا اور ابو بکر کے نور سے عمر کو پیدا فرمایا اور عمر کے نور سے میری امت کو پیدا فرمایا اور عمر اس امت کے چراغ ہیں۔

**جواب:** اس روایت کو نقل کرنے سے پہلے ہی حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

احمد بن یوسف المنبجی لا یعرف واتی بخبر کذب.............

قال ابو نعیم ھٰذا باطل مخالف کتاب الله ۔ثم اخذ ابو نعیم یتکلم علی رجاله بکلام غیر مفید فقال ابو معشر ترك ولم یخرجاله واما ابو شعیب فمتروك متفق علیٰ ترکه وکذالك الهیثم ولم یخرج عنه شیٔ فی الصحیحین قلت ما حدث به واحد من ثلاثة وانما الآفة عندی فیه المنبجی. 2

**عبارت کا مفہوم:** احمد بن یوسف المنبجی مجہول راوی ہے اس نے جھوٹی روایت نقل کی ہے (آگے یہی مذکورہ بالا روایت نقل کی ہے۔ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ) ابو نعیم نے خود کہا ہے کہ یہ روایت باطل ہے کیونکہ یہ روایت قرآن کے خلاف ہے (اس بنیاد پر کہ قرآنی فیصلہ ہے کہ انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے اور یہ روایت بتاتی ہے کہ انسان نور سے پیدا ہوا ہے راقم) اور اس روایت کے رواۃ پر کلام کیا مثلاً یہ کہ اس روایت کی سند میں ابو معشر متروک راوی ہے یہی وجہ ہے کہ امام بخاری اور مسلم نے

---

1 امالی ابو نعیم الاصبهانی بحواله میزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷۴۸) ج۱ ص:۱٦٦ ناشر دار المعرفة بیروت لبنان 2 امالی ابو نعیم الاصبهانی بحواله میزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷۴۸) ج۱ ص:۱٦٦ ناشر دار المعرفة بیروت لبنان

اس سے روایت نہیں لی ہے اور ابوشعیب کے متروک ہونے پر اتفاق ہے اسی طرح ہیثم بن جمیل بھی بالاتفاق متروک ہے اور صحیحین میں اس کی کوئی روایت نہیں ہے (ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ پورا کلام بے فائدہ ہے درحقیقت ان تینوں راویوں میں سے کسی نے بھی اس روایت کو نقل ہی نہیں کیا ہے بلکہ ان تینوں پر احمد بن یوسف منجبی نے جھوٹ بولا ہے۔

حدیث-۷: اگر بریلوی یہ روایت پیش کریں ملاحظہ فرمائیں:

حدثنا الحسن قثنا احمد بن المقدام العجلی قثنا الفضیل بن عیاض قثنا ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن زاذان عن سلمان قال سمعت حبیبی رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول کنا انا وعلی نورا بین یدی الله عزوجل قبل ان یخلق آدم باربعة عشر الف عام فلما خلق الله آدم قسم ذالك النور جزئین فجزء انا وجزء علی علیه السلام. 1

عبارت کا مفہوم: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ میں اور علی اللہ پاک کے سامنے حضرت آدم علیہ السلام کے پیدائش سے چار ہزار سال پہلے نور تھے جب اللہ پاک آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کیا ان دو حصوں میں سے ایک حصہ میں ہوں اور ایک حصہ علی علیہ السلام ہیں۔

---

1 فضائل الصحابة لامام احمد بن حنبل (المتوفی ۲۴۱)ج۲ ص:۶۶۲ ح ۱۱۳۰ ناشر مؤسسة الرسالة بیروت واللفظ له/ فضائل امیر المؤمنین علی بن ابی طالب لاحمد بن حنبل (المتوفی ۲۴۱)ص:۳۳۷ ناشر المجمع العالمی لاهل البیت المعاونیة الثقافیة –قم المقدسة/ مناقب علی لعلی بن محمد المالکی المعروف بابن الغزالی (المتوفی ۴۸۳) اخرجه بسندین ص:۱۴۲ح ۱۳۰ ناشر دار الاثار صنعاء بتصریح الحسن بن علی بن زکریا

**جواب:اس روایت کی سند میں ایک راوی حسن بن علی بن زکریا ہے جس پر کذاب اور وضاع کی جرح موجود ہے لھذا یہ روایت موضوع ہے۔تفصیل ملاحظہ فرمائیں:**

قال الدار قطنی متروک

**دارقطنی فرماتے ہیں کہ یہ متروک راوی ہے۔**

فاما ابن عدی فقال............یضع الحدیث

**ابن عدی کہتے ہیں کہ یہ راوی حدیثیں بناتا تھا۔**

(وقال الذھبی )و حدث عن الثقات بالبواطیل ............قال ابن عساکر فی تاریخه انبأنا ابو غالب انبأنا ابو محمد الجوھری................ حدثنا ابو سعید العدوی .............. عن سلمان عن النبی صلی الله علیه وسلم کنت انا وعلی نورا یسبح الله و یقدسه قبل ان یخلق آدم باربعة آلاف عام........... قلت ھذا شیخ قلیل الحیاء ما تفکر فیما یفتریه

**علامہ ذہبی فرماتے ہیں یہ راوی ثقہ لوگوں سے باطل روایات نقل کرتا ہے چنانچہ اس نے یہ بھی ایک باطل روایت نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور علی نور تھے۔ذہبی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس شیخ صاحب میں حیاء کم ہے کیوں کہ یہ ایسی روایات بناتا ہے کہ یہ روایات بناتے وقت سوچتا ہی نہیں ہے کہ میں کیا بنا رہا ہوں۔**

قال ابو احمد الحاکم فیه نظر یقال حبسه اسماعیل القاضی انکارا علیه.

**ابواحمد حاکم فرماتے ہیں کہ اس میں نظر ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسماعیل قاضی نے اس پر انکار کرتے ہوئے اس کو جیل میں ڈلوایا تھا۔**

وقال ابو حمزة السھمی :سمعت ابا محمد الحسن بن علی البصری یقول ابو سعید العدوی کذاب علی رسول الله صلی الله علیه وسلم **حسن بن علی**

البصری کہتا ہے کہ یہ راوی (یعنی حسن بن علی بن زکریا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتا تھا۔

قال ابن حبان لعله قد حدث عن الثقات بالاشياء الموضوعات ما يزيد علىٰ الف حديث. 1

ابن حبان کہتے ہیں کہ مجھے امید ہے کہ اس نے ثقہ راویوں سے ایک ہزار سے زائد جھوٹی روایتیں نقل کی ہیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے کتاب مناقب علی کی روایت کی دوسری سند کا تو اولاً تو یہ کتاب مناقب علی لابن المغازلی معتبر کتاب نہیں ہے کیونکہ صاحب کتاب علی بن محمد بن محمد بن الطیب الجلابی المعروف بابن المغازلی (متوفی ۴۸۳) ثقہ نہیں ہے چنانچہ اس کے متعلق علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

كان كثير الغلط قليل الحفظ والمعرفة. 2

عبارت کا مفہوم: ابن المغازلی بہت غلطیاں کرتا تھا اور کم حافظے اور کم پہچان والا تھا۔

ثانیاً: مناقب علی لابن الغزالی کی اسی دوسری سند میں ایک راوی محمد بن احمد بن عثمان السوادی البغدادی اخو عبید اللہ الازہری ہے اس کے متعلق علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال الخطيب كان صدوقاً وقال خميس الجوزی يتهم بالرفض. 3

1 ميزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی( المتوفی ۷۴۸)ج۱ ص:۵۰۶ -۵۰۷ -۵۰۸ -۵۰۹ ناشر دار المعرفة بيروت-لبنان 2 تاريخ بغداد لابی بكر احمد بن علی البغدادی( المتوفی ۴۶۳)ج۱۹ ص:۴۹ ناشر دار الكتب العلمية بيروت/ الوافی بالوفيات لصلاح الدين خليل بن ايبك الصفدی (المتوفی ۷۶۴)ج۲۲ ص:۸۵ ناشر دار احياء التراث العربی بيروت 3 ميزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷۴۸) ج۳ ص:۴۵۶ ناشر دار المعرفة بيروت

خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ یہ سچا تھا اور خمیس جوزی کہتے ہیں کہ اس پر رفض کی تہمت ہے۔

اور اصح قول کے مطابق رافضی کی روایت مطلقا مردود ہوتی ہے۔البتہ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

الصواب انه لایقبل روایة الرافضة و ساب السلف

عبارت کا مفہوم: صحیح یہ ہے کہ رافضی اور سلف کو برا بھلا بولنے والے کی روایت قبول نہیں کی جائیگی۔

جہاں تک تعلق ہے خطیب بغدادی کا اس کو سچا کہنے کا تو یہ تصدیق ان احادیث کے متعلق ہے جو روایات اس کے مذہب کی تایید میں نہ ہوں کیونکہ محدثین کا اتفاق ہے کہ جب بدعتی راوی اپنے مذہب کی تایید میں کوئی روایت نقل کرے تو وہ روایت مردود ہوتی ہے اور یہ روایت بھی شیعہ مذہب کی تایید میں ہے کیونکہ یہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوری مخلوق ہیں۔

اور اس سند میں دوسرا راوی محمد بن عتاب الہروی ہے اس کا ترجمہ میری بسیار جستجو کے باوجود کتب رجال میں کہیں بھی نہیں ملا لھذا یہ راوی مجہول الحال ہے اس کی یہ روایت مجہول کہلائیگی۔

نیز ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس روایت کو جھوٹ بتایا ہے۔چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

من امثال ما وضعوه فی مناقب علی من الاحادیث المکذوبة ............عن سلمان قال سمعت رسول الله صلی الله علیه و سلم یقول کنت انا وعلی نورا بین یدی الله قبل ان یخلق آدم باربعة عشر الف عام

فلما خلق الله آدم قسم ذالك النور جزئين جزء انا وجزء علی روی فی المناقب. 1

**عبارت کا مفہوم:** حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں وہ جو جھوٹی روایات بنائی گئی ہیں اس کی مثال مناقب کی روایت ہے جس میں ہے کہ میں اور علی اللہ پاک کے سامنے نور تھے۔

## سبط ابن الجوزی یوسف بن قزغلی کی غلط بیانی اور اس کی گرفت

سبط ابن الجوزی لکھتا ہے:

قال احمد فی الفضائل :حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن الزهری عن خالد بن معدان عن زاذان عن سلمان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کنت انا وعلی بن ابی طالب نورا بین یدی الله قبل ان یخلق آدم باربعة آلاف عام فلما خلق آدم قسم ذالك النور جزئين فجزء انا وجزء علی........فان قیل فعبد الرزاق کان یتشیع قلنا هو اکبر شیوخ احمد بن حنبل ومشیٰ الیٰ صنعاء من بغداد حتیٰ سمع منه وقال مارأیت مثل عبد الرزاق ولو کان فیه بدعة لما رویٰ عنه وما زال الیٰ ان مات یروی عنه ومعظم الاحادیث اللتی فی المسند رواها من طریقه وقد اخرج عنه ایضاً فی الصحیح. 2

**عبارت کا خلاصہ:** سبط ابن جوزی امام احمد بن حنبل کی کتاب فضائل کے حوالے سے وہی گزشتہ روایت (یعنی میں اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ پاک کے سامنے نور تھے الخ)

1 الموضوعات لعبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی ۵۹۷)ص:۱٦ ناشر المکتبة السلفیة بالمدینة المنورة 2 تذکرة الخواص لسبط ابن الجوزی( المتوفی ٦۵٤)ص:٤٦ –٤٧ ناشر مکتبة نینوی الحدیثیة طهران

ایک دوسری سند سے نقل کرتا ہے وہ سند اس طرح ہے کہ امام احمد بن حنبل اس روایت کو نقل کرتا ہے عبدالرزاق سے اور عبدالرزاق اس روایت کو نقل کرتا ہے معمر سے اور وہ زہری سے اور وہ خالد بن معدان سے اور وہ زاذان سے اور وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اس روایت کو اس سند سے نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس سند میں عبدالرزاق ہے اور وہ شیعہ ہے تو ہم یہ جواب دینگے کہ عبدالرزاق امام احمد بن حنبل کے بڑے استاذوں میں سے ہے اور امام احمد بن حنبل نے اس سے روایت سننے کے لیے بغداد سے صنعاء کا سفر کیا اور امام احمد بن حنبل اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے عبد الرزاق جیسا نہیں دیکھا تو اگر یہ بدعتی ہوتا تو امام احمد بن حنبل اس سے کبھی بھی روایت نہ لیتے حالانکہ مرتے دم تک اس سے روایات لیتے رہے اور روایات کا ایک بڑا حصہ اپنی مسند میں اس سے روایت کیا ہے اور امام بخاری نے بھی اس سے صحیح بخاری میں روایت لی ہے۔

جواب: سبط ابن الجوزی نے اس روایت کو اس سند کے ساتھ نقل کرنے میں غلط بیانی سے کام لیا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ فضائل کے نام سے امام احمد بن حنبل کی صرف دنیا میں دو ہی کتابیں ہیں۔

۱-فضائل الصحابۃ ۲-فضائل امیر المؤمنین علی بن ابی طالب

ہم نے یہ ''حدیث نور'' ماقبل میں دونوں کتب کے حوالے سے مع صفحات وطبع نقل کی ہے ان دونوں کتب میں اس روایت کی سند ایک ہی ہے جس میں مذکورہ بالا رواۃ ہیں جن کے متعلق ہم تفصیل سے کلام کر چکے ہیں۔ یہ روایت اس سند کے ساتھ جو سند سبط ابن الجوزی نے نقل کی ہے یعنی عبدالرازق معمر زھری خالد بن معدان الخ ان دونوں کتابوں میں سے کسی بھی کتاب میں نہیں ہے۔

نیز تعجب کی بات یہ ہے ہماری بسیار جستجو کے باوجود زہری کسی بھی حدیث کی کتاب

میں خالد بن معدان سے کوئی روایت نہیں لیتا تو یہ روایت یعنی ''حدیث نور'' خالد سے کیسے لے سکتا ہے؟

نیز تھذیب التھذیب اور تھذیب الکمال میں زھری کے استاذوں میں خالد بن معدان کا ذکر تک نہیں اور اسی طرح خالد بن معدان کے شاگردوں میں زھری کا ذکر نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زھری خالد بن معدان کا شاگرد ہی نہیں ہے۔تو اس تحقیق سے معلوم ہوگیا کہ مذکورہ بالا ''حدیث نور'' کو زھری سے خالد بن معدان کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔

رہا یہ سوال کہ سبط ابن الجوزی نے اس روایت کو اس غلط سند کے ساتھ کیوں نقل کیا؟

جواب: یہ اس کی رافضی ہونے کی وجہ سے مجبوری ہے۔کیوں کہ روافض کا عقیدہ یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں نوری مخلوق ہیں تو ظاہر ہے کہ جب سبط ابن جوزی خود رافضی ہے تو اس کو اپنے اس غلط عقیدے کے ثابت کرنے کے لیے اس قسم کی غلط سندیں نقل کرنی پڑینگی ۔البتہ اس کے رافضی ہونے کا ثبوت حاضر ہے۔

۱۔حضرت علامہ ذھبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یوسف بن قزغلی ...............سبط ابن الجوزی ............الف کتاب مرأۃ الزمان فتراہ یأتی فیہ بمناکیر الحکایات و ما اظنہ بثقۃ فیما ینقلہ بل یجنف و یجازف ثم انہ ترفض ولہ مؤلف فی ذالك..........قال الشیخ محی الدین السوسی لما بلغ جدی موت سبط ابن الجوزی قال لا رحمہ اللہ کان رافضیاً. 1

عبارت کا مفہوم: سبط ابن الجوزی نے ایک کتاب تأ لیف کی ہے مرأۃ الزمان کے

1 میزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذھبی (المتوفی ۷۴۸) ج ٤ ص: ٤٧١ ناشر دار المعرفۃ بیروت لبنان

نام سے ای مخاطب آپ اس میں دیکھو گے کہ اس نے اس میں عجیب عجیب کہانیاں نقل کی ہیں اس کے متعلق میرا گمان یہ ہے کہ یہ عبارات نقل کرنے میں قابل اعتماد نہیں ہے بلکہ راستے سے ہٹ جاتا ہے اور بے تکی باتیں کرتا ہے۔ پھر یہ رافضی بن گیا اور اس کی اس میں ایک تألیف بھی ہے۔ شیخ محی الدین سوسی کہتے ہیں کہ جب میرے دادے کو سبط ابن جوزی کے موت کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ کرے کیونکہ یہ رافضی تھا۔

اور حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

رأیت له مصنفاً یدل علیٰ تشیعه. 1

عبارت کا مفہوم: میں نے اس کی ایک تصنیف دیکھی جو اس کے شیعہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

اور اس کے متعلق علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کان یصنف بحسب مقاصد الناس یصنف للشیعة ما یناسبهم لیعوضوه بذالك و یصنف علی مذهب ابی حنیفة لبعض الملوك لینال بذالك اغراضه فکانت طریقته طریقة الواعظ الذی قیل له ما مذهبك؟قال فی ای مدینة. 2

عبارت کا مفہوم: یہ سبط ابن الجوزی لوگوں کے مقاصد کے موافق لکھتا تھا کبھی شیعوں کے حق میں لکھتا تا کہ اس کو شیعوں کی طرف سے کچھ عوض مل جائے اور کبھی بعض بادشاہوں کو خوش کرنے کے لیے حنفی مذہب کے موافق لکھتا تھا تا کہ اس کے ذریعے اپنے مقاصد پورے کر سکے پس اس کا طریقہ اس واعظی کی طرح تھا جس سے پوچھا گیا کہ آپ کا کیا مذہب ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ میرا مذہب ان علاقے والوں کا مذہب ہوتا

1 سیر اعلام النبلاء لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷۴۸) ج۱۶ ص:۴۴۹ ناشر دار الحدیث القاهره 2 منهاج السنة النبویة لاحمد بن عبد الحلیم المعروف بابن تیمیة الحرانی (المتوفی ۷۲۸) ج٤ ص:۹۸ ناشر جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامیة

ہے جس علاقے میں، میں ہوتا ہوں۔

رہا اسکا اپنے آپ کو حنفی کہلانا تو قارئین کرام شیعہ مصنفین کے اقوال سے یہ بات ثابت ہے کہ بہت سارے شیعہ مصنفین تقیہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو حنفی شافعی ظاہر کرتے رہے ہیں۔

جیسے کہ شیعوں کا محقق زمان قاضی نوراللہ شوستری لکھتا ہے:

چوں علمای شیعہ ایدہم اللہ بنصرہ بعلت تمادی استیلای اصحاب شقاوشقاق واستیلای اھل تغلب ونفاق ھموارہ درزاویہ تقیۃ متواری ومختفی بودہ اند خودراشافعی یاحنفی می نمودہ اند۔

عبارت کا مفہوم: ہمارے کئی سارے علماء منافقین کے دبدبے کی وجہ سے تقیہ کرتے رہے اور اپنے آپ کو حنفی اور شافعی ظاہر کرتے رہے۔ 1

تو لگتا یہ کہ یہ سبط ابن الجوزی بھی اس قسم کے شیعہ مصنفین میں سے تھا جو حقیقت میں شیعہ ہی تھا لیکن تقیۃ اپنے آپ کو حنفی کہلاتا تھا۔

حدیث:۸-اگر بریلوی یہ حدیث پیش کریں ملاحظہ فرمائیں:

عن ابی ذر مرفوعاً خلقت انا وعلی من نور واحدو کنا عن یمین العرش قبل ان یخلق آدم بالفی عام فانقلبنا فی الاصلاب وشق اسمائنا من اسمه فالله محمود وانا محمد والله الاعلیٰ وهو علی. 2

---

1 مجالس المؤمنین لنور الله شوشتری(المتوفی ۱۰۱۹)ج۱ ص:۳ ناشر کتابفروشی اسلامیه تهران 2 تلخیص کتاب الموضوعات لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷٤۸) ص:۱۱۱ ناشر مکتبة الرشد الریاض/ اللآلئ المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة لعبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱)ج۱ ص:۲۹٤ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت/ الموضوعات لعبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی ۵۹۷)ص:۳٤۰ ناشر المکتبة السلفیة بالمدینة المنورة

**عبارت کا مفہوم:** حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور علی ایک ہی نور سے پیدا ہوئے ہیں اور ہم آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے عرش کے دائیں طرف میں تھے پھر ہم پیٹھوں میں منتقل ہوتے رہے اور ہمارے ناموں کو اپنے ناموں سے مشتق فرمایا پس اللہ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ اعلیٰ ہے اور وہ علی ہے۔

**جواب:** ان تینوں کتب میں اس روایت کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے اس روایت کی سند میں جعفر بن احمد بن بیان رافضی اور وضاع ہے اس نے اس روایت کو اپنی طرف سے بنایا ہے۔ اصلی عبارات ملاحظہ فرمائیں:

۱ -جعفر بن احمد بن بیان -وکان رافضیا وضاعاً عن محمد بن عمر الطائی عن ابیه عن سفیان عن داؤد بن ابی ھند عن الولید بن عبد الرحمٰن عن نمیر (الحضرمی)عن ابی ذر مرفوعاًخلقت انا وعلی من نور واحد۔ الخ 1

**عبارت کا مفہوم:** اس روایت کو جعفر بن احمد بن بیان رافضی وضاع نے روایت کیا ہے۔

۲ -ھذا وضعه جعفر بن احمد وکان رافضیاً یضع الحدیث. 2

**عبارت کا مفہوم:** اس روایت کو جعفر بن احمد رافضی نے بنایا ہے اس کا کام حدیثیں بنانا تھا۔

وضعه جعفر کان رافضیاً وضاعا. 3

1 تلخیص کتاب الموضوعات لمحمد بن احمد بن عثمان الذھبی( المتوفی ۷۴۸) ص:۱۱۱ ناشر مکتبة الرشد الریاض 2 الموضوعات لعبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی ۵۹۷)ص:۳۴۰ ناشر المکتبة السلفیة بالمدینة المنورة 3 اللآلئ المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة لعبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱)ج۱ ص:۲۹۴ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

**عبارت کا مفہوم:** اس روایت کو جعفر رافضی نے بنایا ہے۔

**حدیث:۹-بریلوی اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:**

عن العرباض بن سارية الفزاری قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انى عند الله مكتوب بخاتم النبيين وان آدم لمنجدل فی طينته وساخبركم باول ذالك دعوة ابی ابراهيم وبشارة عيسىٰ ورؤيا امی التی رأت حين وضعتنی انه خرج منها نور اضائت لها منه قصور الشام. 1

**عبارت کا مفہوم:** حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کے ہاں آخری نبی لکھا ہوا تھا اس حال میں کہ ابھی حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی گوندھی جارہی تھی اور میں آپ کو شروع سے لیکر کی خبر دیتا ہوں میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی امی کا وہ خواب ہوں جو اس نے دیکھا تھا کہ میری ولادت کے وقت اس سے ایسا نور نکلا تھا جس سے شام کے محلات چمک اٹھے تھے۔

**جواب:** اس حدیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نوری مخلوق ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اتنا بتا رہے ہیں کہ آپ کی پیدائش مبارکہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امی سیدہ آمنہ سے ایسی روشنی ظاہر ہوئی کہ اس سے شام کے محلات روشن ہو گئے تو ٹھیک ہے اس میں کیا خرابی ہے کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور خصوصیت تھی کہ عام بچوں کے پیدائش کے وقت تاریکی پر کوئی اثر ہی نہیں پڑتا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائش کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اقدس

1 صحيح ابن حبان لمحمد بن حبان (المتوفى ٣٥٤) ج١٤ ص:٣١٣ ناشر مؤسسة الرسالة بيروت

سے ایسی روشنی پھیل جاتی ہے کہ زمین وآسمان روشن ہو جاتے ہیں تو اس میں ہمارے نبی کی عزت اور کرامت ہے لیکن اس روشنی کے ساتھ نوری مخلوق ہونے کا کوئی تعلق ہی نہیں کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بالاتفاق نوری مخلوق ہیں لیکن کسی حدیث میں یہ بات نہیں گذری کے ان کے آنے سے روشنی پھیل جاتی تھی تو اس سے معلوم ہوا کہ روشنی کا ہونا نوری مخلوق کے لوازمات میں سے نہیں ہے کہ روشنی سے نوری مخلوق ہونے پر استدلال کیا جائے۔

قارئین کرام جس طرح میں نے اس روشنی کے ظہور کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بتایا ہے اسی طرح حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس ظہور روشنی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بتایا ہے۔ چنانچہ حضرت لکھتے ہیں:

وقال الزاهدی من الحنفية ظهر علیٰ يديه الف معجزة..........ومما ظهر من علامات نبوته عند مولده .........خرج منها نور اضاء له البيت والدار. 1

عبارت کا مفہوم: حنفیہ میں سے زاھدی عالم دین نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر ہزار معجزے ظاہر ہوئے ہیں (اس کے بعد کچھ معجزات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں) ان معجزات میں سے وہ معجزات بھی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے اور وہ معجزات بھی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد ظاہر ہوئے۔ ان میں سے ایک وہ معجزہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کے بطن مبارک سے باہر آئے تو پورا کمرہ اور گھر روشن ہو گیا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اس روشنی کا ظہور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا یہی تو وجہ ہے یہ روشنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ نہیں رہتی تھی جیسے کہ متعدد احادیث سے ثابت

1 فتح الباری لابن حجر عقلانی (المتوفی ۸۵۲)ج۶ ص:۵۸۳ ناشر دار المعرفۃ بیروت

ہے۔اور اسی حقیقت کو سعید کاظمی نے نقل کرکے اور پھر اس کو دندھلانے کی ناکام کوشش کی ہے۔چنانچہ وہ لکھتا ہے:

اس مقام پر ایک یہ اعتراض بھی ہوسکتا ہے کہ اگر واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک نور تھا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس حدیث کی کیا معنیٰ ہونگے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے مبارک میں رات کی نماز پڑھتے تھے چراغ نہ ہونے کی وجہ سے اندھیرا ہوتا تھا اور حضور علیہ السلام جب سجدہ میں جاتے تو میرے پاؤں کو اپنے مبارک ہاتھ سے دبادیتے اور میں اپنے پاؤں سکیڑ لیتے تب حضور سجدہ فرماتے۔اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث یا اس قسم کی بعض دیگر روایات سے نور اقدس کے وجود کی نفی ہرگز ثابت نہیں ہوتی بلکہ غایت مافی الباب نور مبارک کے ظہور کی نفی ہوگی اور نفی ظہور نفی وجود کو مستلزم نہیں ۔..............پس جس طرح نور معنوی (علم) بعض احوال میں ظاہر نہیں ہوتا مگر موجود ہوتا ہے اسی طرح بمقتضائے حکمت ایزدی کسی وقت نور حسی بھی ظاہر نہ ہوتو اس کا وجود منتفی نہ ہوگا۔ 1

جواب الجواب: کاظمی صاحب سے عرض ہے کہ نور یعنی روشنی بجھ جانے کی صورت میں معدوم ہی کہلاتی ہے۔مثلاً بلب کی روشنی بجلی کی وجہ سے ہوتی ہے۔اسی طرح بقول آپ کے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اقدس کی روشنی مادہ نور کی وجہ سے ہوتی ہے تو جس طرح بلب کی روشنی کا نہ ہونا بلب میں بجلی کے نہ ہونے کی دلیل ہے اسی طرح جب مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اقدس سے روشنی نہ ہو تو یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مادہ

1 مسئلہ ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی نظر لسعید احمد کاظمی ص:۳۷ در مقالات کاظمی ج۲ ص:۱۷۱ ناشر بزم سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان

نور کے نہ ہونے پر دلیل ہوگی۔لہٰذا آپ کا یہ کہنا کہ ظہور کی نفی وجود کی نفی کو مستلزم نہیں ہے یہ مشاہدے کے رو سے غلط ثابت ہوا۔البتہ جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہم مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر میں روشنی محض اللہ پاک کی قدرت سے بطور معجزے کے سمجھتے ہیں جب اللہ پاک نے چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اقدس سے روشنی ظاہر ہوئی اور جب اللہ پاک نے نہیں چاہا تو ظاہر نہیں ہوئی۔باقی آپ کا نور معنوی یعنی علم کو نور حسی یعنی ظاہری روشنی پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔کیوں کہ نور معنوی یعنی علم ظہور کو مستلزم نہیں ہے جبکہ نور حسی یعنی روشنی ظہور کو مستلزم ہے کیوں کہ جب بھی روشنی کا ظہور نہیں ہوگا تو دنیا کہے گی کہ روشنی اس لیے ظاہر نہیں ہے کیوں کہ روشنی موجود نہیں ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ نور یعنی ظاہری روشنی کا عدم ظہور عدم وجود کو مستلزم ہے۔

حدیث:١٠-بریلوی اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهماقال بت فی بیت خالتی میمونة ................ فصلی فجعل یقول فی صلاته او فی سجوده اللّٰهم اجعل فی قلبی نورا وفی سمعی نورا وفی بصری نورا وعن یمینی نورا وعن شمالی نوراوامامی نورا وخلفی نورا وفوقی نورا وتحتی نورا واجعل لی نورا او قال واجعلنی نورا. 1

عبارت کا مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر رات گذاری..........آں حضرت صلی اللہ علیہ

1 صحیح مسلم للامام المسلم بن الحجاج (المتوفی ٢٦١) ج١ ص:٥٢٨ ناشر دار احیاء التراث العربی –بیروت

وسلم رات کو اٹھے اور نماز شروع فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں فرمارہے تھے ای میرے اللہ میرے دل میں نور پیدا فرمادے اور میرے کانوں میں نور پیدا فرمادے میری آنکھوں میں نور پیدا فرمادے میرے دائیں بائیں آگے پیچھے نور پیدا فرمادے اور میرے اوپر نیچے نور پیدا فرمادے اور میرے لیے نور پیدا فرمادے راوی کو شک ہے کہ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا مجھے نور بنادے۔

اس حدیث پر سعید احمد کاظمی کلام کرتے ہوئے لکھتا ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ''اللھم اجعلنی نورا'' کے چمکتے ہوئے الفاظ وارد ہیں۔ 1

جواب: اولاً: فقیر بریلویوں سے پوچھتا ہے کہ نور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مادہ تھا یا غیر؟ اگر نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مادہ نہیں تھا تو جھگڑا ہی ختم اور اگر آپ کہتے ہو نہیں نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مادہ تھا تو کیا کوئی ذی عقل پیدائش کے بعد اپنے مادے کے حصول کے لیے دعا کرتا ہے؟ مثلاً کیا کوئی ذی عقل مؤمن انسان یہ دعا کرسکتا ہے کہ یا اللہ مجھے مٹی بنادے؟ اسی طرح فرشتے بالاتفاق نوری مخلوق ہیں تو کیا کسی فرشتے نے بھی ایسی دعا کی کہ یا اللہ مجھے نور بنادے؟ جن بالاتفاق آگ سے پیدا ہوا ہے تو کیا کسی جن سے ثابت ہے کہ اس نے یہ دعا کی کہ ای میرے اللہ مجھے ناری بنادے؟ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی اپنے وجود کے مادے کے متعلق سوال نہیں کرتا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مادہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بقاء کے لیے دعا فرمائی کہ یا اللہ مجھے نوری مخلوق بنادے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا

1 مسئلہ ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی نظر لسعید احمد کاظمی ص:۱۷ در مقالات کاظمی ج۲ ص:۱۵۱ ناشر بزم سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان

مطلب یہ ہے کہ میرے پورے جسم یعنی اس کی رگ رگ میں اپنی ہدایت اور معرفت پیدا فرمادے۔ چنانچہ محدثین سے اس حدیث کی تشریح اسی طرح ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

## اس حدیث کی تشریح محدثین کے اقوال سے

### ۱-حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ سے:

قال العلماء سئل النور فی اعضائه و جهاته و المراد به بیان الحق و ضیائه و الهدایة الیه. 1

عبارت کا مفہوم: علماء کرام نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اعضاء مطہرہ اور جہات میں نور مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ مجھے حق کی وضاحت اور چمک اور اس حق کی طرف ہدایت عطا فرمادے۔

### ۲-حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے:

و کل هٰذه الامور راجعة الیٰ الهدایة و البیان و ضیاء الحق. 2

عبارت کا مفہوم: (کافی تفصیل کے بعد خلاصے کی طور پر لکھتے ہیں) ان تمام باتوں کا حاصل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا میں ہدایت، حق کی وضاحت و چمک مانگی ہے۔

ثانیاً: بریلویوں سے سوال ہے کہ کیا کوئی امتی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے ہوئے یہ دعا پڑھے تو کیا وہ بھی نوری مخلوق بن جائیگا؟

---

1 شرح النووی علیٰ مسلم لابی زکریا محی الدین یحیٰ بن شرف النووی (المتوفی ٦٧٦) ج٦ ص:٥٤ ناشر دار احیاء التراث العربی -بیروت 2 فتح الباری لابن حجر عسقلانی (المتوفی ٨٥٢) ج١١ ص:١١٨ ناشر دار المعرفة بیروت

# باب ثالث

یہ باب ان اقوال صحابہ کے بیان میں ہے جن سے اہل بدعت استدلال کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کونوری مخلوق ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قول:۱-مولوی اچھروی صاحب مقیاس نورص:۱۳۸میں لکھتا ہے:

حضرت کعب بن مالک کا عقیدہ بھی نور پر تھا۔ 1

وردناہ ونور اللہ یجلو    دجیٰ الظلماء عنا والغطاء

رسول اللہ لقدمنا بامر    من امر اللہ احکم بالقضاء

آپ کی خدمت اقدس میں ہم حاضر ہوئے-ہمارے اندھیروں کی سیاہی روشن ہوگئی اور پردے اٹھ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کا ارشاد ہمارے پاس لائے جو بہت مضبوط فیصلہ ہے۔

جواب اولاً: بلاشبہ حضرت کعب بن مالک کا یہ شعر مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہیں:

۱-البدایۃ والنھایۃ لابی الفداء اسماعیل بن کثیر الدمشقی(المتوفی ۷۷٤)ج۳ ص:٤۰٥ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت

۲- سیرۃ ابن ھشام لعبد الملک بن ھشام (المتوفی ۲۱۳)ج۲ ص:۲٦ ناشر شرکۃ مکتبۃ و مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر

۳-الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ لابن ھشام لابی القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ السھیلی(المتوفی ٥۸۱)ج٥ ص:۲٤٦ ناشر دار احیاء التراث العربی بیروت

1 البدایۃ والنھایۃ ج۳ ص:۳۳٦

لیکن ان تمام کتب میں سے کسی بھی کتاب میں ان اشعار کی سند موجود نہیں ہے لھٰذا یہ اشعار بے سند ہونے کی وجہ سے عقیدے کا معیار نہیں بن سکتے۔

ثانیاً: اگر یہ اشعار صحیح سند کے ساتھ بھی ثابت ہوجائیں تو بھی ان اشعار سے یہ ہرگز ثابت نہ ہوتا کہ حضرت کعب کا عقیدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نوری مخلوق ہونے کا تھا بلکہ اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا کہ حضرت کعب بن مالک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ہدایت مانتے تھے کیوں کہ حضرت نے خود وضاحت فرمادی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک کے ایسے نور تھے جس کے ذریعے ہماری (کفر) کی تاریکیاں ختم ہوگئیں اور دلوں کے پردے ہٹ گئے اور ہمارے دل نور ہدایت سے منور ہوگئے۔

قول:۲-مولوی اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نور ص:۱۳۹ میں لکھتا ہے:

حضرت کعب بن زہیر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قصیدہ بانت سعاد پڑھا۔

مستدرک ج۳ص:۵۸۱ ان رسول لنور یستضاء به -مهند من سیوف الله مسلول

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور نور ہیں آپ سے نور حاصل کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی ہندی تلواروں سے ننگی تلوار ہیں۔

البدایۃ والنہایۃ ج۴ص:۳۷۱اس کی سند ج۴ص:۳۷۲ پر موجود ہے:

وقد رواه الحافظ البیهقی فی دلائل النبوة باسناد متصل فقال انا عبد الله الحافظ انا ابو القاسم عبد الرحمٰن بن الحسن بن احمد الاسدی بهمذان ثنا ابراهیم بن الحسین ثنا ابراهیم بن المنذر الحزامی ثنا الحجاج بن ذی الرقیبة بن عبد الرحمٰن بن کعب بن زهیر بن ابی سلمیٰ عن ابیه عن جده قال الخ۔

جواب اولاً: مستدرک حاکم اور البدایۃ والنہایۃ کے حوالے سے دلائل النبوۃ دونوں

کتابوں کی روایت کی سند میں ایک راوی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن الحسن بن احمد الاسدی ہے جو کہ کذاب ہے لھٰذا اس سند میں کذاب راوی ہونے کی وجہ سے یہ روایت موضوع ہے۔

البتہ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

۱-عبد الرحمٰن بن الحسن بن احمد ......الاسدی ابو القاسم من اهل همذان ............قال سمعت القاسم بن ابی صالح نص علیه بالکذب ومع هٰذا دخوله فی اعمال الظلمة وما یحمله من الاوزار والآثام ونعوذ بالله من الحور بعد الکور و سألنی عنه ابو الحسن الدار قطنی ببغداد فقال رأیت فی کتبه تخالیط. 1

عبارت کا مفہوم: عبدالرحمٰن بن الحسن کے متعلق قاسم بن ابی صالح نے صراحۃ کہا کہ یہ جھوٹا ہے۔ باوجود اس کے یہ گناہوں اور فسق اور ظلم میں مرتکب ہوا ہے (یعنی فاسق ہے) اور ہم بھڑوں کے چھتہ سے پناہ مانگنے کے بعد محرومی سے پناہ مانگتے ہیں۔ (یعنی ہدایت کے بعد گمراہی سے پناہ مانگتے ہیں) اور دار قطنی نے کہا کہ میں نے اس کے کتابوں میں خلط ملط باتیں دیکھی ہیں۔

۲-عبد الرحمٰن بن الحسن بن عبید الاسدی الهمذانی :قال صالح بن احمد الهمذانی الحافظ ادعیٰ الروایة عن ابراهیم بن دیزیل فذهب علمه وقال القاسم بن ابی صالح یکذب. 2

عبارت کا مفہوم: عبدالرحمٰن بن حسن کے متعلق صالح بن احمد نے کہا ہے کہ جب اس نے ابرہیم بن دیزل سے سماع کا دعویٰ کیا تو اس کا علم رخصت ہوگیا اور قاسم بن ابی

1 تاریخ بغداد لابی بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی( المتوفی ٤٦٣ )ج ١٠ ص:٢٩٢ ناشر دا الکتب العلمیة بیروت 2 میزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ٧٤٨) ج٢ ص:٥٥٦ ناشر دار المعرفة بیروت -لبنان

صالح کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ بولتا تھا۔

اوراس روایت کی سند میں مزید تین راوی حجاج بن ذی الرقبۃ اور ذوالرقبۃ بن عبد الرحمٰن اورعبدالرحمٰن بن کعب تینوں مجہول ہیں کیونکہ میری بسیار تلاش کے باوجودان رواۃ کا ترجمہ مجھے کتب رجال میں سے کسی بھی کتاب میں نہیں ملا۔لھٰذا ان مجہول رواۃ کی وجہ سے یہ روایت مجہول بھی کہلائیگی۔

ثانیاً:اگر یہ اشعار بالفرض صحیح سند کے ساتھ بھی ثابت ہوجائیں تو بھی ان اشعار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نوری مخلوق ہونا ثابت نہیں ہوگا کیونکہ صحابیٔ رسول خود وضاحت فرمارہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نور ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (ہدایت) کی روشنی حاصل کی جاتی ہے۔اورکوئی بھی مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہدایت ہونے کا منکرنہیں ہے۔

قول:۳۰-مولوی اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نورص:۱۳۹میں لکھتاہے:

حضرت عباس کا عقیدہ نور پرتھااور یہ قصیدہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبروپڑھا۔

العباس بن عبد المطلب یقول یا رسول الله انی اریدان امتدحك فقال رسول الله صلی الله علیه و سلم قل لایفضض الله فاك فانشأ یقول و انت لما ولدت اشرقت الارض وضاء ت بنورك الافق فنحن فی ذالك الضیاء وفی النور وسبل الرشاد نخترق. 1

حضرت عباس عرض کرتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میراارادہ ہے کہ میں آپ کی تعریف بیان کروں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدوندکریم تیرے منہ کو نیچے نہ

1 البدایة والنهایة ج۲ ص:۲۵۸ ج۵ ص:۲۸

کرے پڑھ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے شعر پڑھنا شروع کر دیا۔

حضور آپ جب پیدا کیے گئے تمام زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور سے تمام آسمان بھی روشن ہو گیا تو ہم بھی آپ کی روشنی سے منور ہیں اور ہدایت کے راستوں پر گامزن ہوتے ہیں۔

جواب اولاً: یہ اشعار البدایۃ والنہایۃ میں دو مقامات پر ہیں پہلے مقام پر ان کی سند اس طرح آتی ہے:

وقال ابو السکن زکریا بن یحیٰ الطائی فی الجزء المنسوب الیه المشهور حدثنی عمر بن ابی زحر بن حصین عن جده حمید بن منهب. 1

اور دوسرے مقام پر سند اس طرح آتی ہے:

حدثنا زکریا حدثنا عم ابی زخر بن حصن عن جده حمید بن منهب. 2

اسی طرح دلائل النبوۃ میں بھی اس راوی کا نام اسی طرح آیا ہے دیکھیے : 3

اور بعض کتب میں اس روایت کی سند میں اس راوی کا نام اس طرح آتا ہے:

عم ابی زحر بن حصین۔ دیکھیے : 4

اور کبھی عم ابی زحر بن حصن آتا ہے۔ 5

1 البدایة والنهایة لابن کثیر الدمشقی المتوفی ۷۷٤) ج۲ ص:۳۱۷ ناشر دار احیاء التراث بیروت 2 البدایة والنهایة لابن کثیر الدمشقی المتوفی ۷۷٤) ج۲ ۵ ص:۳٤ ناشر دار احیاء التراث بیروت 3 دلائل النبوة لاحمد بن الحسین البیهقی( المتوفی ٤٥٨ )ج٥ ص:۲٦۷ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 4 مستدرك لابی عبد الله الحاکم (المتوفی ٤٠٥ )ج۳ ص:۳٦۹ ح :٥٤١٧ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 5 المعجم الکبیر لسلیمان بن احمد الطبرانی (المتوفی ۳٦٠)ج٤ ص:۲۱۳ ح١٤٦۷ ناشر مکتبة ابن تیمیة قاهره

خلاصہ یہ ہوا کہ اس روایت کی سند کے ایک راوی کا نام کتب حدیث میں کبھی عم ابی زخر بن حصن آتا ہے اور کبھی عم ابی زحر بن حصن آتا ہے اور کبھی عم ابی زحر بن حصین آتا ہے اور کبھی عمر بن ابی زحر بن حصین آتا ہے۔

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس راوی کا اصلی نام زحر بن حصن ہے جو زکریا کے والد کا چچا ہے۔ جیسے کہ المعجم الکبیر کی سند میں ہے:

حدثنا ابو السکین زکریا بن یحی حدثنی عم ابی زحر بن حصن. 1

اسی طرح حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب اسی روایت کو مستدرک سے نقل کیا ہے تو اس راوی کا نام زحر بن حصن بتایا ہے۔ چنانچہ حضرت فرماتے ہیں:

وروی الحاکم ان زحر بن حصن عن جده حمید بن منهب. 2

عبارت کا مفہوم: حاکم نے اس روایت کو اس سند سے نقل کیا ہے کہ زحر بن حصن اپنے دادے حمید بن منہب سے نقل کرتے ہیں۔

تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سند کے اس راوی کا صحیح نام زحر بن حصن ہے۔

نیز اس راوی کے شاگرد زکریا بن یحیٰ کے ترجمے کے تحت لکھتے ہیں:

زکریا بن یحیٰ ............عن المحاربی وعم ابیه زحر بن حصن. 3

عبارت کا مفہوم: زکریا بن یحی ............... محاربی اور اپنے باپ کے چچا زحر بن حصن سے نقل کرتے ہیں۔

1 المعجم الکبیر لسلیمان بن احمد الطبرانی (المتوفی ۳۶۰) ج۴ ص:۲۱۳ ح۴۱۶۷ ناشر مکتبة ابن تیمیة قاهره 2 سیر اعلام النبلاء لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷۴۸) ج۳ ص:۴۰۴ ناشر دار الحدیث القاهره 3 الکاشف لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷۴۸) ج۱ ص:۴۰۶ ناشر دار القبلة للثقافة الاسلامیة مؤسسة علوم القرآن

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ زکریا بن یحی کا استاذ اس کے والد کا چچا زحر بن حصن تھا۔

نیز خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

زکریا بن یحیٰ عن عم ابیه زحر بن حصن. 1

عبارت کا مفہوم: زکریا بن یحی اپنے والد کے چچا زحر بن حصن سے روایت کرتے ہیں۔

تو جب ثابت ہوگیا کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی زحر بن حصن ہے تو یہ روایت مجہول ہوگی کیونکہ یہ راوی مجہول ہے۔البتہ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

زحر بن حصن عن جده وعنه ابو السكن الطائى لا يعرف. 2

عبارت کا مفہوم: زحر بن حصن جو زکریا بن یحی کے دادے سے نقل کرتا ہے اور اس سے یحی بن زکریا نقل کرتا ہے یہ زحر بن حصن مجہول ہے۔

ثانیاً: حضرت عباس بن عبدالمطلب کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں: ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

فقام العباس فقال ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم-قد مات و انه لبشر و انه يأسن كما يأسن البشر. 3

---

1 تاریخ بغداد لابی بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی( المتوفی ٤٦٣ )ج٩ ص:٤٧٠ دار الغرب الاسلامی بیروت 2 میزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی المتوفی ٧٤٨)ج ٢ ص:٦٩دار المعرفة بیروت -لبنان 3 سنن الدارمی لامام الحافظ عبد الله بن عبد الرحمٰن الدارمی (المتوفی ٢٥٥)ج١ ص:٥٣ ناشر قدیمی کتب خانه کراتشی باکستان

عبارت کا مفہوم: حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے اور بلا شبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بشر تھے آپ علیہ السلام پر بھی اسی طرح تغیرات وحالات آتے ہیں جس طرح دیگر بشروں پر آتے ہیں۔

ثالثاً: حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ اشعار اگر چہ صحیح سند کے ساتھ ثابت بھی ہوجائیں تو بھی ان اشعار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نوری مخلوق ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو صرف اا تنا بتا رہے ہیں کہ آپ کی پیدائش مبارکہ کے وقت ایسی روشنی ہوگئی کہ اس سے زمین وآسمان روشن ہوگئے تو ٹھیک ہے اس میں کیا خرابی ہے کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور خصوصیت تھی کہ عام بچوں کے پیدائش کے وقت تاریکی پر کوئی اثر ہی نہیں پڑتا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائش کے وقت ایسی روشنی پھیل جاتی ہے کہ زمین وآسمان روشن ہوجاتے ہیں تو اس میں ہمارے نبی کی عزت اور کرامت ہے لیکن اس روشنی کے ساتھ نوری مخلوق ہونے کا کوئی تعلق ہی نہیں کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بالاتفاق نوری مخلوق ہیں لیکن کسی حدیث میں یہ بات نہیں گذری کے ان کے آنے سے روشنی پھیل جاتی تھی تو اس سے معلوم ہوا کہ روشنی کا ہونا نوری مخلوق کے لوازمات میں سے نہیں ہے کہ روشنی سے نوری مخلوق ہونے پر استدلال کیا جائے۔

باقی حضرت عباس بن عبد المطلب کا یہ کہنا کہ ہم بھی اسی چمک اور روشنی میں رہتے ہیں اور ہدایت پاتے ہیں تو اس روشنی سے مراد حسی اور ظاہری روشنی نہیں بلکہ ہدایت کی روشنی مراد ہے جیسے کہ حضرت کے اپنے قول سبل الرشاد سے معلوم ہورہا ہے۔

قول:۴-مولوی اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نور ص:۱۴۱ میں لکھتا ہے کہ ابو طفیل عامر بن واثلۃ کنانی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اشعار پڑھے ان میں سے ایک شعر یہ بھی ہے: 1

---

1 استیعاب ج ا ص:۳۷۴

ان النبی هو النور کشطت به–عمایات ما ضینا و باقینا

بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایسے نور ہیں جن کے سبب ہمارے سابقین اور باقیوں کی گمراہیاں دور ہو گئیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ ابو طفیل عامر بن واثلہ کا عقیدہ بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر تھا اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ بھی نور ہونے پر تھا اور صاحب کتاب ھٰذا ابن عبد البر کا عقیدہ بھی میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری ہونے پر تھا جنہوں نے اس نوری شعر کو نقل فرمایا۔

جواب اولاً: یہ اشعار ان الفاظ کے ساتھ مروی ہیں:

وروی ان عبد الله بن صفوان بن امية مر بدار عبد الله بن عباس الخ

عبارت کا مفہوم: مروی ہے کہ عبد اللہ بن صفوان بن امیۃ کا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر سے گذر ہوا آگے طویل روایت ہے جس کے آخر میں ابو طفیل عامر بن واثلۃ کے یہ اشعار ہیں۔ دیکھیے: 1

اس عبارت میں ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو بتایا کہ یہ روایت مروی ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس روایت کو نقل کرنے والے کون ہیں یعنی سند بیان نہیں کی لھٰذا یہ روایت بے سند ہونے کی وجہ سے کارگر نہیں ہے۔

ثانیاً: اگر یہ اشعار صحیح سند کے ساتھ ثابت بھی ہو جائیں تو بھی ان اشعار سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوری مخلوق ہیں کیونکہ ان اشعار میں خود وضاحت موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نور ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے

---

1 الاستیعاب فی معرفة الاصحاب لابی عمر یوسف بن عبد الله المعروف بابن عبد البر (المتوفی ٤٦٣) ج٣ ص:٩٣٨ ناشر دار الجیل بیروت

ہماری گمراہیاں دور ہورہی ہیں تو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہدایت ہونا ثابت ہورہا ہے نہ کہ نوری مخلوق ہونا لھذا ان اشعار سے نوری مخلوق ہونے پر استدلال کرنا باطل ہوا۔

نیز اچھروی صاحب کا یہ کہنا کہ صاحب کتاب ابن عبدالبر کا عقیدہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا تھا تو میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ کسی محدث کا کسی روایت کو نقل کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا وہ عقیدہ بھی ہو۔مثلا محدثین اپنی کتابوں میں موضوع روایات بھی نقل کردیتے ہیں تو کیا یہ حضرات ان موضوع روایات کے مفہوم پر عقیدہ بھی رکھتے ہونگے؟ ہرگز نہیں روایت نقل کرنا اور چیز ہے اور عقیدہ رکھنا اور چیز ہے فتدبر۔

البتہ اگر اس روایت کے موافق اگر ابن عبدالبر کا عقیدہ بھی ہوا تو بھی اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ہدایت ہم بھی مانتے ہیں۔

قول:۵-۱ اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نور ص:۱۴۰ میں لکھتا ہے:

مدینہ طیبہ کے بچے بوڑھے آپ کے نور کے قائل تھے۔ 1

قال البيهقي اخبرنا ابو نصر بن قتاده اخبرنا ابو عمرو بن مطر سمعت ابا خليفة يقول سمعت ابن عائشة يقول لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة جعل النساء والصبيان والولائد يقلن

طلع البدر علينا من ثنية الوداع- وجب الشكر علينا ما دعا لله داعی

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے عورتیں اور لڑکے اور لڑکیاں یہ نوری شعر گاتے تھے۔چودھویں رات کا چاند وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر طلوع ہوا۔اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی دعوت کا ہم پر شکریہ واجب ہے۔

جواب:مدینہ طیبہ کے صحابہ وصحابیات کے اشعار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاند

1 البداية والنهاية ج۵ ص:۲۳

کے ساتھ تعبیر کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نوری مخلوق ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاند کے ساتھ بطور تشبیہ کے ذکر کیا ہے وہ اس طرح کہ چاند کے نکلنے سے تاریکی ختم ہوجاتی ہے اور روشنی پھیل جاتی ہے اسی طرح صحابہ کرام بتانا یہ چاہتے ہیں کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بھی چاند کی طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہدایت کی روشنی ہوگئی اور کفر کی تاریکی دور ہوگئی یہ مراد نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوری مخلوق ہیں۔

نیز دیگر شعراء کا بھی یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ لوگ اپنے ممدوح کے حسن یا شہرت وغیرہ کو چاند کے ساتھ تعبیر کردیتے ہیں۔ مثلاً متنبّی اپنے ممدوح سیف الدولۃ اور اس کے بیٹے کے متعلق کہتا ہے:

الفرقد ابنك والمصباح صاحبه

وانت بدر الدجى والمجلس الفلك 1

آپ غور فرمائیں کہ اس شعر میں متنبّی سیف الدولۃ کو بدر یعنی چاند کے ساتھ تعبیر کرتا ہے تو کیا اس سے یہ سمجھا جائیگا کہ متنبّی سیف الدولۃ کو نوری مخلوق سمجھتا ہے ہرگز نہیں۔

اسی طرح مختصر المعانی میں شاعر کا یہ شعر ہے:

لاتعجبو من بلى غلالته –وقد زر ازراره علىٰ القمر

اس شعر میں شاعر اپنے ممدوح کے سینے کو چاند سے تعبیر کرتا ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ شاعر اپنے ممدوح کے سینے کو نوری مخلوق سمجھتا ہے ہرگز نہیں لھذا صحابہ کرام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاند کے ساتھ تعبیر کرنے کا بھی یہ مطلب ہرگز نہیں ہوگا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوری مخلوق سمجھتے تھے۔

1 الطراز لاسرار البلاغة ليحى بن حمزة (المتوفى ٧٤٥)ج١ ص:١٥٥ ناشر مكتبة العنصرية –بيروت

قول:۶-اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نورص:۱۴۱میں لکھتا ہے:

یہودی کا آپ کے نور کو تسلیم کرنا۔

عن حسان قال انی لغلام یفقه ابن سبع سنین او ثمان سنین اعقل مارأیت و سمعت اذا یهودی فی یثرب یصرخ ذات غداة یا معشر یهود فاجتمعو الیه و انا اسمع فقالو ویلك مالك قال قد طلع نجم احمد الذی یولد به فی هٰذه اللیلة۔ 1

حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں سات آٹھ سال کا چھوٹا بچہ تھا اور جو میں دیکھتا مجھے اچھی طرح یاد رہتا اور میں نے سنا اچانک ایک یہودی ایک دن چلا رہا تھا اے یہودیو تو وہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور میں نے اچھی طرح سنا تو انہوں نے کہا افسوس ہے تجھ پر کیا ہوا اس نے کہا احمد کا ستارہ طلوع ہوا وہ جو اس رات میں پیدا کیا گیا ہے۔

جواب:اچھروی صاحب کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری مخلوق ہونے پر قرآن وحدیث اور اقوال صحابہ سے استدلال کرنے میں کامیاب نہ ہوئے تو ایک یہودی کے قول سے استدلال کرنے لگا ہے حالانکہ یہ استدلال بھی بیکار و بے سود ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستارے کے ساتھ تعبیر کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوری مخلوق ہیں بلکہ اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ستارے کی طرح ہے جس طرح ستارے سے ظاہری روشن حاصل ہوتی ہے اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت کی روشنی حاصل ہوتی ہے۔

نیز شعراء بھی اپنے ممدوحین کو نجم یعنی ستارے کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں لیکن اس سے ان کی مراد نوری مخلوق نہیں ہوتی جیسے کہ شاعر کا یہ قول:

1 البدایة والنهایة ج۲ ص:۲۶۷

انت النجم فی رفعة وضیاء    تجتلیك العیون شرقا وغربا

تو ستارہ ہے بلندی اور چمک میں اور تجھ سے مشرق اور مغرب کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں۔ 1

تو اس شعر میں شاعر نے اپنے ممدوح کو ستارہ کہا ہے لیکن اس سے اس کا مقصود ممدوح کی خوبصورتی و چمک اور بلندی کو بیان کرنا ہے نہ کہ اس کے نوری مخلوق ہونے کو لھٰذا ستارے کے ساتھ تعبیر اور تشبیہ سے کسی کو نوری مخلوق سمجھنا نادانی ہے۔

# باب رابع

یہ باب سلف صالحین کے ان اقوال کے بیان میں ہے جن سے اہل بدعت استدلال کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوری مخلوق ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قول:۱-مولوی اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نور ص:۱۴۳ میں لکھتا ہے:

ابن کثیر کا عقیدہ بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر تھا۔ 2

وما رواه النجاشی ملك الحبشة وظهور النور معه حتیٰ اضائت له قصور الشام حین ولد وما شوهد من النور فی المنزل الذی ولد فیه ودنو النجوم منهم وغیر ذالك

حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے دیکھا اور نور کا ظاہر ہونا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حتیٰ کہ شام کے محلات اس نور سے روشن ہوگئے اور جس مکان میں آپ پیدا کیے گئے اس میں نور کا مشاہدہ کیا گیا اور ستاروں کا ان سے قریب ہونا اور اس کے سوا اور بھی آپ کے نور کے دلائل ہیں۔

1 جواهر البلاغة ص: لاحمد بن ابراهیم الهاشمی (المتوفی ۱۳۶۲)ص:۲۳۸ ناشر المکتبة العصریة بیروت 2 البدایة والنهایة ج۲ ص:۲۲۶

جواب: اولاً تو حضرت علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کا عقیدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بشر ہونے کا ہے۔ چنانچہ حضرت وضاحت سے لکھتے ہیں:

والغرض ان ھٰذہ الآیة الکریمة اخبرت ان الرسل الماضین قبل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانو بشرا کما ھو بشر کما قال تعالیٰ: قُلْ سُبُحَانَ رَبِّیْ هَلْ کُنتُ إِلَّا بَشَراً رَّسُولًا. 1

عبارت کا مفہوم: یہ آیت کریمہ یہ خبر دے رہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام بشر تھے جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ جیسے کہ اللہ رب العٰلمین کا ارشاد ہے: آپ کہیے کہ میرا رب پاک ہے میں نہیں ہوں کچھ بھی مگر بشر رسول۔

البتہ جہاں تک تعلق ہے البدایۃ والنہایۃ کی اس عبارت کا تو اس عبارت کو لگتا یہ ہے کہ مولوی صاحب نے جان بوجھ کر ادھورا اور ناقص نقل کیا ہے تا کہ حقیقت چھپ جائے اسی طرح مولوی صاحب نے اس عبارت کے ترجمے میں بھی خیانت سے کام لیا ہے۔ میں قارئین کے لیے البدایۃ کی اصلی عبارت نقل کرتا ہوں تا کہ دودہ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ ملاحظہ فرمائیں:

فصل فیما وقع من الآیات لیلة مولدہ علیہ الصلاۃ والسلام ............من خرور کثیر من الاصنام لیلتئذ لوجوھا وسقوطھا عن اماکنھا وما راہ النجاشی ملك الحبشة وظھور النور معه حتی اضائت له قصور الشام حین ولد وما کان من سقوطه جائیاً رافعا رأسه الیٰ السماء وانفلاق

1 تفسیر ابن کثیر لابی الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی( المتوفی ٧٧٤)ج٤ ص:٤٩٢ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

البرمة عن وجهه الکریم وما شوهد من النور فی منزل الذی ولد فیه ودنو النجوم منهم وغیر ذالك. 1

**عبارت کا مفہوم**: یہ فصل ہے ان نشانیوں اور معجزات کے بیان میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی رات رونما ہوئے مثلاً بہت سارے بت اس رات اپنے چہروں کے بل گر پڑے اور اپنی جگہوں سے گر پڑے اور وہ جو نجاشی نے دیکھا اور وہ جو آپ کے ساتھ آپ کی ولادت کے وقت روشنی ظاہر ہوئی اور وہ جو آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا ................اور وہ جو آپ کی پیدائش کی جگہ میں روشنی کا مشاہدہ کیا گیا اور ستارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گئے اور اس کے علاوہ اور نشانیاں بھی ظاہر ہوئیں۔

قارئین کرام اس عبارت میں علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ صرف اتنا بتا رہے ہیں کہ آپ کی ولادت کے وقت یہ یہ واقعات اور معجزات رونما ہوئے اس عبارت میں یہ کہاں کہا ہے کہ یہ تمام واقعات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کی دلیل ہیں یہ الفاظ تو اچھروی صاحب نے اپنی فیکٹری سے بنا کر ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیے کہ اس کے سوا اور بھی آپ کے نور ہونے کے دلائل ہیں۔ یہ الفاظ البدایۃ والنہایۃ کی عبارت میں ہرگز موجود نہیں ہیں یہ الفاظ اچھروی کی طرف سے البدایۃ والنہایۃ پر بہتان ہے۔

**قول:۲- مولوی اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نور ص:۱۴۲ میں لکھتا ہے:**

**علامہ زرقانی اور یوسف نبھانی کا عقیدہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پر تھا۔ 2**

لما تعلقت ارادة الحق تعالیٰ بایجاد خلقه وتقدیر رزقه ابرز الحقیقة المحمدیةمن الانوار الصمدیة فی الحضرة الاحدیة.

---

1 البدایة والنهایة لابی الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی( المتوفی ٧٧٤) ج٢ ص:٣٢٦ ناشر داراحیاء التراث العربی –بیروت 2 جواہر البحار ص:۱۷۱،۳ زرقانی ج۱ ص:۲۷

جب حق تعالیٰ کا ارادہ ہوا خلقت پیدا فرمانے کا اور ان کے رزق مقدر کرنے کا اس نے حقیقت محمدیہ کو انوار صمدیہ در بار احدیت میں ظاہر فرمایا۔

آگے لکھتا ہے:

ابرز الحقیقۃ المحمدیہ کی شرح زرقانی نے کی ہے۔

لقوله عليه السلام اول ما خلق الله نوری ای قدر علی اصل الوضع وبهذا الاعتبار يسمى المصطفى بنور الانوار وبابى الارواح. 1

آپ کے فرمان اول ما خلق اللہ نوری کے مطابق یعنی رب العزت نے وضع لغوی کے اصول پر مقدر فرمایا اس لیے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نور الانوار اور ابو الارواح رکھا گیا۔

جواب: جہاں تک تعلق ہے زرقانی کے عقیدے کا تو ہم شروع کتاب میں اس کا عقیدہ واضح کر چکے ہیں کہ وہ شیخ ولی الدین عراقی سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنس بشر میں سے ہونے کا انکار کرے تو اس پر کفر کا فتویٰ جاری کیا جائیگا۔

نیز یہی زرقانی لکھتے ہیں:

بشر............... سمى به صلى الله عليه وسلم لانه اعظم البشر وافضلهم.......... قال تعالىٰ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نبه الله تعالىٰ بذالك علىٰ ان الناس متساوون فى البشرية غير متفاضلين فى الانسانية وانما يتفاضلون بما يتخصصون به من المعارف الجليلة.

عبارت کا مفہوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بشر اس لیے رکھا گیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام بشروں میں عظیم بشر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں کہ (آپ

1 زرقانی ج ۱ ص ۲۷

فرمایئے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں) تنبیہ فرمائی ہے کہ بیشک تمام لوگ بشریۃ میں برابر ہیں انسانیت میں ایک دوسرے پر فضیلت نہیں لکھتے ہیں فقط لوگ ایک دوسرے پر معرفۃ جلیلہ کی وجہ سے فضیلت رکھتے ہیں۔ 1

البتہ جہاں تک تعلق ہے زرقانی کی اس عبارت کا تو زرقانی کی یہ عبارت مجمل ہے علامہ زرقانی کی واضح عبارت کو چھوڑ کر مبہم اور مجمل عبارت کو عقیدے کا مدار بنانا یہ ایسا ہی ہے جیسے نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم کی صریح آیت ﴿ان ھو الا عبد﴾ کو چھوڑ کر ﴿و کلمته القاھا الیٰ مریم و روح منه﴾ کو عقیدے کا معیار بناتے تھے۔ قرآن نے ان لوگوں کا رد فرمایا کہ متشابہ آیات کو عقیدے کا مدارانا غلط ہے عقیدے کا مدار محکم آیات ہوتی ہیں اسی طرح میں بھی جواباً عرض کرتا ہوں کہ زرقانی کی مجمل عبارت پر فیصلہ درست نہیں ہے بلکہ اس کی صریح عبارت کو بنیاد بنانا چاہیے اور صریح عبارات وہی ہیں جو ہم نے ماقبل میں بیان کی ہیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے یوسف نبہانی کی جواہر البحار کی عبارت کا تو یہ کتاب ہمیں میسر نہ ہوسکی۔

قول:۳۰۔مجدد الف ثانی کا عقیدہ آپ کے نور کے متعلق مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوب صدم ص:۵۷ حصہ نہم باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشا عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ است کما قال علیه الصلاة و السلام خلقت من نور الله۔ جاننا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پیدائشی صفت میں تمام انسانی افراد

1 شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیة لابی عبد الله محمد بن عبد الباقی (المتوفی ۱۱۲۲) ج٤ ص:۱۷۸ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

سے کسی ایک فرد سے بھی آپ کی پیدائش مناسبت نہیں رکھتی کیونکہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

جواب: اولاً تو مجدد الف ثانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے شدومد سے قائل ہیں۔ چناچہ حضرت فرماتے ہیں:

ای برادر محمد صلی اللہ علیہ وسلم باں علوشان بشر بودو بداغ حدوث وامکان متقسم۔

عبارت کا مفہوم: ای بھائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس بلند شان اور مرتبے کے بشر تھے اور حدوث وامکان کے داغ سے متصف تھے۔ 1

البتہ جہاں تک تعلق ہے اس عبارت کا تو اس عبارت کا بنیاد اس حدیث یعنی ''خلقت من نور الله'' پر رکھا گیا ہے کہ جب یہ حدیث ہی ثابت نہیں تو یہ عبارت بھی ساقط الاعتبار ہوگئی لہٰذا مجدد الف ثانی کی ہماری پیش کردہ عبارت قرآن وحدیث کے موافق ہونے کی وجہ سے اصولاً حجت قرار پائیگی۔

# باب خامس

یہ باب علمائے دیوبند کے ان اقوال کے بیان میں ہے جن سے اہل بدعت استدلال کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوری مخلوق ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قول:۱- مولوی اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نور ص: ۱۵۰ میں لکھتا ہے:

مولوی اشرف علی صاحب اور نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

مؤلفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سے نشر الطیب ص: ۶ پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں پہلی روایت عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری

1 مکتوب ۳۰۷ دفتر اول ص: ۷۷ طبع امرتسر

سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجیے کہ سب اشیاء سے پہلے (اللہ پاک نے کونسی چیز کو پیدا فرمایا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک نے تمام چیزوں سے پہلے تنبیھ: یہ الفاظ مقیاس نور میں منقول نہیں ہیں میں نے عبارت کو درست کرنے کے لیے یہ الفاظ بڑہائے ہیں) تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنیٰ کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا۔ ..........................اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولویت حقیقۃ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولویت کا حکم آیا ہے۔ان اشیاء کا نور محمدی سے متأخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

آگے اچھروی صاحب اس عبارت پر یوں تبصرہ کرتا ہے:

کیوں جناب اب تم فیصلہ کرلو کہ تمہارے ایسے بڑے عالم مولوی اشرف علی صاحب نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مخلوق سے اول ہونا بلکہ انسان کی انسانیت سے اول ہونا تسلیم کرلیا ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نوری تسلیم کرلی ہے۔

جواب: جہاں تک تعلق ہے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے عقیدے کا تو اس کا عقیدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہی ہے جو حضرت نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں لکھا ہے۔چنانچہ حضرت فرماتے ہیں:

حاصل یہ ہے کہ جن کی طرف رسول بھیجا جاتا ہے ان میں اور رسول میں مناسبت ضروری ہے اگر وہ فرشتے (یعنی نور) ہوتے تو رسول بھی فرشتہ (یعنی نور) ہوتا جب زمین میں انسان بستے ہیں تو رسول بھی بشر ہونا چاہیے۔ 1

1 بیان القرآن لمولانا اشرف علی تھانوی ص:۶۱۰ سورہ اسراء آیت نمبر۹۳ ناشرادارہ تألیفات اشرفیۃ ملتان پاکستان

البتہ جہاں تک تعلق ہے اس روایت کے نقل کرنے کا تو یہ ہم ماقبل میں واضح کر چکے ہیں کہ یہ مولانا کی اس روایت کے متعلق عدم تحقیق کا نتیجہ ہے۔لیکن اس روایت کے نقل کرنے سے بھی یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا ہے کہ حضرت مولانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نوری مخلوق ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے کیونکہ اس روایت کے کسی بھی جز میں یہ بات ثابت نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پیدا فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی نور سے پیدا فرمایا گیا بلکہ اس روایت میں تو یہ لکھا ہے کہ اس نور کے چار حصے کیے گئے ایک حصے سے قلم پیدا کیا گیا اور دوسرے حصے سے لوح اور تیسرے حصے سے عرش اور چوتھے حصے کو پھر چار حصے کیے اس میں سے پہلے حصے سے آسمان کو پیدا فرمایا الخ تو اس نور سے مولانا اشرف علی تھانوی کی مراد وہ نور ہے جو اللہ رب العالمین ہر مؤمن متقی کی رہنمائی کے لیے پیدا فرماتے ہیں جس کی روشنی کے ذریعے مؤمن سیدھی راہ پر چلتا ہے۔جیسے کہ اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَل لَّكُمْ نُوراً تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

ای ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ تو تمہیں اپنی رحمت کے دو حصے عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے نور پیدا فرمائے گا جس کے ساتھ تم چلو گے اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔(سورہ حدید آیت نمبر ۲۸)

خلاصہ یہ نکلا کہ جس طرح نور مؤمن کا بھی پیدا ہوتا ہے لیکن مؤمن باوجود اس کے نوری مخلوق نہیں کہلائیگا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نوری مخلوق نہیں کہلائینگے۔

آگے مولوی اچھروی صاحب مقیاس نور ص:۱۵۱ میں نشر الطیب لمولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھتا ہے:

نام احمد چوں چنیں یاری کند　　　　تا کہ نورش چوں مددگاری کند

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک احمد جب جب ایسے مدد کرتا ہے۔تو آپ کا نور بھی ایسے ہی مدد کرتا ہے۔

جواب:اس عبارت سے یہ بات ہرگز معلوم نہیں ہوتی کہ مولانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوری مخلوق مان رہے ہیں۔البتہ اس عبارت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو نور ہدایت مانتے ہیں۔حضرت کے اس شعر کا پورا مطلب یہ ہے:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک مدد کرتا ہے یعنی اللہ پاک کی مدد کا سبب بنتا ہے وہ اس طرح کہ دعا اس وقت تک زمین و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے۔اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور یعنی نور ہدایت بھی جنت میں جانے کے لیے مددگار بنتا ہے۔جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیے ہوئے نور یعنے قرآن وسنت پر عمل کرتا ہے وہ جنت کا مستحق بنتا ہے۔

آگے مولوی اچھروی صاحب مقیاس نور کے اسی صفحے پر نشر الطیب لمولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھتا ہے:

مولوی اشرف علی صاحب اپنی کتاب نشر الطیب پر مولوی ذولفقار علی دیو بندی کے کلام کو نقل فرماتے ہیں:

و کل ایِ الیٰ الرسل الکرام بھا　　　　فانما انصلت من نورہ بھم

اور ہر معجزہ جو تمام رسل لائے ہیں وہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کے وسیلے سے ان کو حاصل ہوا ہے۔

جواب:اس عبارت میں نور سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔

عبارت کا حاصل یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو معجزات آپ علیہ الصلاۃ والسلام

کے نور ( یعنی آپ علیہ السلام کی ذات اقدس جو نور ہدایت ہیں ) کے واسطے اور برکت سے ملے ہیں۔

تو اس عبارت میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے نوری مخلوق ہونے کا کوئی تذکرہ ہی نہیں ہے۔ لھٰذا اچھروی کا استدلال باطل ہے۔

## ایک اشکال اور اس کا جواب

اشکال یہ ہوسکتا ہے کہ اگر نورہ سے ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مراد لی جائے تو اس صورت میں اضافۃ الشئ لنفسہ لازم آتی جو کہ باطل ہے لھٰذا مستلزم باطل خود باطل ہے؟

جواباولاً: بعض صورتوں میں اضافۃ الشئ لنفسہ جائز ہوتی ہے۔ جیسے کہ علامہ عبد الرحمٰن ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حبل الورید اضافة الشیئ الیٰ نفسه والحبل هو الورید وهو عرق فی باطن العنق. 1

عبارت کا مفہوم: آیت کریمہ کے ان الفاظ یعنی حبل الورید میں اضافۃ الشئ لنفسہ ہے کیوں کہ حبل اور ورید ایک ہی چیز ہے وہ گلے کے اندر ایک رگ ہوتی ہے۔

ثانیاً: مولوی احمد رضا خان نور نبیک من نورہ کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

یعنی اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو اس نور سے پیدا کیا جو عین ذات الٰہی ہے یعنی اپنی ذات سے بلاواسطہ پیدا فرمایا۔ 2

قارئین کرام احمد رضا نے خود بھی نورہ سے ذات خداوندی مراد لی ہے تو جب یہاں

1 تذکرة الاریب فی تفسیر الغریب لعبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی ۵۹۷) ص:۳۶۶ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 2 صلات الصفافی نور المصطفی لمولوی احمد رضا خان بریلوی ( متوفی ۱۳۴۰) در فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص: ۶۶۵ ناشر جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نورہ سے ذات خداوندی مراد لینے کی صورت میں اضافت الشئ الیٰ نفسہ لازم آنے میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی تو ذولفقار صاحب کے شعر میں بھی نورہ سے ذات مصطفیٰ مراد لینے میں اضافت الشئ الیٰ نفسہ لازم آنے میں کوئی خرابی لازم نہیں آئیگی۔

قول:۲-مولوی اچھروی صاحب مقیاس نور ص:۱۰۷ میں لکھتا ہے:

عمدۃ الرعایۃ شرح وقایۃ لعبد الحئ لکھنوی کتاب الایمان زیر المشی الیٰ بیت اللہ

حاشیۃ ۵:

ونور نبينا صلى الله عليه وسلم انه خلق من نور الله او انه نور من نور الله ليس معناه ما اشار اليه افهام العوام من ان الله تبارك وتعالىٰ اخذ قبضة من ذاته النبى من نور بهتة وجعل نور نبيه بحيث تكون الذات الالٰهية مادة الذات المحمدية تعالىٰ الله عن ذالك

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا یا یہ کہ اللہ کے نور سے نور ہیں اس کی معنیٰ یہ نہیں جس کی طرف عوام کے افہام نے اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاتی نور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مٹھی لے لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے لیے اس کی ذات مادہ ہے اللہ تعالیٰ مادہ سے مبرا ہے۔

جواب:اس عبارت کی ابتدا اس طرح ہے:

بيت الله ........اضافة البيت الىٰ الله للتشريف ولهٰذا المعنىٰ يقال للمسجد بيت الله ولسيدنا عيسىٰ علىٰ نبينا وعليه السلام روح الله وكلمته ولنور نبينا صلى الله عليه وسلم انه خلق من نور الله او انه نور من نور الله الخ. 1

1 عمدة الرعاية مع شرح الوقاية لعبد الحى اللكنوى (المتوفى ١٣٠٤)الحصة الثانى ص:٢٦٢ ناشر مير محمد كتب خانه كراتشى باكستان

عبارت کا مفہوم: بیت اللہ میں بیت کی اللہ پاک کی طرف اضافت تشریف اور تعظیم کے لیے ہے۔ اس لیے مسجد کو بیت اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ اور ہمارے نبی کے نور کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ پاک کے نور سے پیدا کیا گیا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ پاک کے نور سے ہے تو اس میں بھی نور کی اللہ پاک کی طرف نسبت تشریف و تعظیم کے لیے ہے۔

قارئین کرام اولاً تو اس عبارت میں عبدالحی لکھنوی صاحب نے صیغہ تمریض کے ساتھ لکھا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہمارے نبی کا نور اللہ پاک کے نور سے پیدا کیا گیا تو ان کہنے والوں سے مولانا کی مراد غالباً بریلوی ہی ہیں۔ لھٰذا اس قول کو علامہ عبدالحی لکھنوی کی رائے قرار دینا حتمی طور پر درست نہیں۔

ثانیاً: یہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ پاک کے نور سے پیدا فرمایا گیا ہے یہ عبارت بعینہ نشر الطیب والی عبارت ہے۔ اس عبارت سے صرف اتنا ثابت ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا گیا ہے ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اس نور سے مراد وہی نور ہے جو ہر مؤمن متقی کے لیے پیدا کیا جاتا ہے جس سے وہ سیدھی راہ پر قائم رہتا ہے۔

## باب سادس

یہ باب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ اطہر کے متعلق ہے کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سائۂ اطہر تھا یا نہیں؟ بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوری مخلوق ہیں تو اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سائۂ اطہر نہیں ہوسکتا کیوں کہ نوری مخلوق کا سایہ نہیں ہوتا۔

جواب: اولاً: سایے کا نہ ہونا نوری مخلوق ہونے کو مستلزم نہیں ہے جیسے کہ جن کا سایہ نہیں ہوتا لیکن باوجود اس کے وہ نوری مخلوق نہیں بلکہ ناری مخلوق ہے۔

ثانیاً: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایۂ اطہر تھا۔ البتہ ثبوت حاضر ہے:

## دلیل :۱۔

عن صفية بنت حی ان النبی صلی الله عليه وسلم حج بنسائه ............... فلما كان عند الرواح قال لزينب بنت جحش يا زينب افقری اختك صفية جملاً وكانت من اكثرهن ظهرا فقالت ان افقر يهوديتك فغضب النبی صلی الله عليه وسلم حين سمع ذالك منها فهجرها فلم يكلمها حتیٰ قدم مكة و ايام منیٰ فی سفره حتیٰ رجع الیٰ المدينة والمحرم وصفر فلم يأتها ولم يقسم لها ويئست منه فلما كان شهر ربيع الاول دخل عليها فرأت ظله فقالت ان هذا لظل رجل وما يدخل على النبی صلی الله عليه وسلم فمن هذا ؟فدخل النبی صلی الله عليه وسلم. 1

**عبارت کا مفہوم:** (سفر حج کے دوران جب حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اونٹ بیٹھ گیا یعنی بیمار ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ پڑاؤ ڈالا) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلنے لگے تو حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ چونکہ زائد اونٹ بھی تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ یہ زائد اونٹ آپ صفیہ کو دیں اس پر حضرت زینب نے فرمایا کہ میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ نہیں دونگی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراض ہوگئے اور بات چیت چھوڑ دی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ اور منیٰ پہنچے اور یہاں تک کہ سفر حج سے مدینہ منورہ واپس آ گئے اور محرم اور صفر کا مہینہ بھی گذر گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو حضرت زینب سے باتیں کر رہے تھے اور نہ ہی کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے

1 المسند لامام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ ج ۴۴ ص:۴۳۷ ناشر مؤسسة الرسالة بیروت

باری مقرر فرمائی۔لیکن جب ربیع الاول کا مہینہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے جب اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سائۂ اطہر دیکھا تو کہنے لگی یہ ہے تو کسی مرد کا سایہ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو میرے پاس تشریف نہیں لاتے ہیں آخر یہ کون ہے؟اس کے بعد دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سائۂ اطہر کی قائل ہیں لیکن بریلوی حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سائۂ اطہر کے منکر ہیں تو سوال یہ ہے کہ ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ جانتی ہیں یا بریلوی مولوی؟

## سعید احمد کاظمی کا مکر اور اس کا تعاقب

قارئین کرام جب یہی واقعہ مجمع الزوائد میں المعجم الاوسط کے حوالے سے بیان ہوا ہے تو اس میں یہ الفاظ ہیں:

فبينما هي ذات يوم قائدة بنصف النهار رأت ظله قد اقبل. 1

عبارت کا مفہوم: پس حضرت زینب ایک دن بیٹھی ہوئی تھیں کہ اس نے نصف النہار یعنی دوپہر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے۔

ان الفاظ کو دیکھ کر سعید احمد کاظمی نے اپنی کتاب مسئلہ ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی نظر''میں ص:۷۴ سے لیکر ۷۵ تک امت مسلمہ کو اس طرح دھوکا دینے کی کوشش کی ہے کہ (طوالت سے بچنے کے لیے سعید احمد صاحب کے پورے بحث کا خلاصہ اپنے الفاظ میں نقل

1 المعجم الاوسط لسليمان بن احمد الطبرانی (المتوفی ۳٦۰)ج۳ ص:۹۹ دار الحرمين -القاهره/ مجمع الزوائد لنور الدين الهيثمی (المتوفی ۸۰۷)ج٤ ص:۳۲۳ ناشر دار الحرمين القاهره

کر رہا ہوں) لفظ ظل کی ایک معنیٰ جسم بھی آئی ہے اور اس پر اس نے لغت سے حوالے بھی نقل کیے ہیں پھر کہتا ہے کہ نصف النہار کے وقت سایہ ہوتا ہی نہیں ہے اس پر بھی اس نے لغت سے حوالے بیان کیے ہیں بالآخر نتیجہ یہ نکالتا ہے کہ اس حدیث میں ظل سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اقدس ہے۔حدیث کا مطلب یہ ہوگیا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اقدس کو دیکھا لہٰذا اس روایت میں سایئے کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔نتیجتاً دیوبندیوں کا استدلال باطل ہوا۔ 1

جواب: سعید صاحب نے اس بحث سے امت کو یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ علمائے دیوبند کا استدلال المعجم الاوسط اور مجمع الزوائد کی اس مذکورہ روایت پر موقوف ہے حالانکہ علمائے دیوبند مسند احمد کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جو میں نے شروع میں ذکر کی ہے۔اور مسند احمد کی اس حدیث میں یہ الفاظ یعنی نصف النہار موجود نہیں ہیں۔ اس لیے سعید صاحب کی زمیداری تھی کہ وہ مسند احمد والی روایت سے علمائے دیوبند کے استدلال کو غلط ثابت کرتے لیکن مجھے معلوم ہے:

نہ خنجر اٹھیگا نہ تلوار ان سے　　　　یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

باقی رہا سعید صاحب کا یہ کہنا کہ ’’مسند امام احمد اور مجمع الزوائد کی دونوں کتابوں میں یہی ایک واقعہ مروی ہے‘‘ دیکھیے: مسئلہ ظل نبی پر تحقیقی نظر ص ۴۷ تو بلاشبہ یہ بات درست ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے لیکن اس واقعے میں نصف النہار کی زیادتی ثابت نہیں ہے۔کیوں کہ اس زیادتی کو ثابت البنانی سے نقل کرنے والے حماد بن سلمہ ہیں جیسے کہ امام سلیمان بن احمد الطبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

1 مسئلہ ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی نظر لسعید احمد کاظمی ص: ۴۷ تا ۵۷ در مقالات کاظمی ج ۲ ص ۱۸۱ تا ۱۹۱ ناشر بزم سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان

لم یرو ھٰذین الحدیثین عن ثابت الا حماد بن سلمۃ. 1

**عبارت کا مفہوم:** گذشتہ دونوں حدیثیں ثابت البنانی سے حماد بن سلمہ کے علاوہ کسی نے نقل نہیں کی ہیں۔

لھٰذا جب اس نصف النہار کے لفظ کی زیادتی میں حماد بن سلمہ متفرد ہیں اور وہ مختلط ہیں اس لیے یہ زیادتی محدثین کے اصول کے مطابق غیر معتبر ہوئی۔کیوں کہ محدثین کے نزدیک ثقہ راوی کی زیادتی تو مقبول ہوتی ہے لیکن ضعیف ومختلط کی زیادتی قبول نہیں ہوتی۔

حماد بن سلمہ کے مختلط ہونے کا ثبوت حاضر ہے:

حماد بن سلمۃ بن دینار البصری ...............تغیر حفظہ باخرۃ. 2

حماد بن سلمہ کا آخر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

لہٰذا سعید صاحب کا یہ کہنا کہ الحمد للہ مسند امام احمد اور مجمع الزوائد کی دونوں حدیثوں پر کلام ختم ہوا اور دلائل کی روشنی میں حق واضح ہو گیا یہ محض دل بہلانے والی بات ہے کیوں کہ اس نے مسند احمد کی حدیث کی طرف تو التفات ہی نہیں کیا ہے جبکہ مسند احمد کی حدیث میں وضاحت آچکی ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دیکھا تو کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو نہیں آتے ہیں یہ کون ہیں۔سعید صاحب سے سوال ہے کہ اگر بقول آپ کے یہاں سایہ سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس ہے تو کیا ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے جسم اقدس کو دیکھ کر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچان سکیں! ایسی عقل کو ہمارا دور سے سلام۔

---

1 المعجم الاوسط لسلیمان بن احمد الطبرانی (المتوفی ۳۶۰)ج۳ ص:۹۹ دار الحرمین -القاھرہ 2 تقریب التھذیب لابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲)ص:۱۷۸ ناشر دار الرشید سوریا

## دلیل:۲-

عن انس بن مالك قال صلينا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الصبح قال فبينما هو فى الصلاة مد يده ثم اخرها فلما فرغ من الصلاة قلنا يا رسول الله صنعت فى صلاتك هذه مالم تصنع فى صلاة قبلها قال انى رأيت الجنة قد عرضت على و رأيت فيها قطوفها دانية حبها كالدباء فاردت ان اتناول منها فاوحى اليها ان استأخرى فاستأخرت ثم عرضت على النار بينى و بينكم حتىٰ رأيت ظلى و ظلكم ( وفى مستدرك حاكم بلفظ ظلى و ظلكم فيها)فاومأت اليكم ان استأخروا. 1

**عبارت کا مفہوم:** حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے نماز کے دوران اپنا ہاتھ مبارک آگے بڑھایا پھر پیچھے ہٹایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کی اللہ کے رسول آج آپ نے نماز میں ایسا عمل کیا جو اس سے پہلے آپ نے کبھی بھی نہیں کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا کہ وہ مجھ پر پیش کی گئی اور اس میں انگور کے بیل کے خوشے دیکھے جو بہت قریب تھے ان کے دانے کدو کی طرح (بڑے) تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس میں سے کچھ لے لوں پھر جنت کی طرف وحی کی گئی کہ پیچھے ہو جاؤ تو وہ پیچھے ہو گئی پھر مجھ پر اپنے اور تمہارے درمیان میں آگ پیش کی گئی تو میں نے اس میں (یعنی اس کی روشنی میں) اپنا اور آپ کا سایہ دیکھا۔ میں نے تمہیں کہا کہ پیچھے ہو جاؤ۔ الخ

---

1 الصحيح لابن خزيمة النيسابورى( المتوفى ۳۱۱)ج۲ ص:۵۰ ناشر المكتب الاسلامى بيروت/ حادى الارواح لابن القيم الجوزية( المتوفى ۷۵۱)ص:۲۱ ناشر مطبعة المدنى -القاهره

قارئین کرام اس حدیث کے ان الفاظ سے کہ ''میں نے اپنا اور آپ کا سایہ اس میں دیکھا'' معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سایہ تھا اسی طرح آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی سایہ تھا۔اس حدیث میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سایہ اقدس کا خود بیان فرمادیا لیکن پھر بھی ملت بریلویہ کو اعتماد نہیں آتا۔مزید ان حضرات سے سوال ہے کہ کیا آپ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ جانتے ہیں یا آپ علیہ الصلاۃ والسلام خود زیادہ جانتے ہیں؟

## سعید احمد کاظمی کی غفلت اور اس کا تعاقب

سعید صاحب اس حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتا ہے:

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ و جنت کی ہر چیز کو دیکھ لیا تو اپنے آپ کو اور صحابہ کرام کو بھی یقیناً دیکھا کیوں کہ حضور اور آپ کے صحابہ کرام بھی جنتی ہیں معلوم ہوا کہ یہاں بھی ظل کی معنیٰ جسم کے تاریک سایہ کی نہیں بلکہ وہی شخص اور جسم کی معنیٰ ہیں جو پہلے ثابت کر آئے ہیں۔ 1

جواب: سعید صاحب کی غفلت کا یہ عالم ہے وہ فرمارہے ہیں کہ یہاں سایہ سے مراد جسم ہے حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور صحابہ کرام کے جسم کو جنت میں دیکھا حالانکہ حدیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ مجھ پر جنت پیش کی گئی اور اس جنت میں۔میں نے اپنا اور آپ کا سایہ دیکھا بلکہ حدیث میں تو یہ الفاظ ہیں کہ مجھ پر آگ پیش کی گئی تو میں نے اپنا سایہ اور آپ کا سایہ اس میں دیکھا تو بات چل رہی ہے آگ میں سایہ دیکھنے کی اگر بقول سعید صاحب یہاں سایہ سے مراد جسم ہو تو اس کا کیا مطلب ہوگا

1 مسئلہ ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی نظر لسعید احمد کاظمی ص:۵۸ در مقالات کاظمی ج۲ص:۱۹۲ ناشر بزم سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان

العیاذ باللہ کہ میں نے اپنا اور آپ کا جسم .................. العیاذ باللہ۔

کعبہ کس منہ سے جاؤگے اے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

## سعید احمد کاظمی کا دھوکا اور اس کا رد

سعید صاحب اس حدیث پر مزید گفتگو کرتے ہوئے لکھتا ہے:

معلوم ہونا چاہیے کہ سایہ ہمیشہ روشنی میں ہوتا ہے اور دوزخ کی آگ دنیاوی آگ کی طرح روشن نہیں بلکہ وہ سیاہ اور تاریک ہے۔ دیکھیے : 1

جواب :سعید صاحب کا یہ کہنا کہ دوزخ کی آگ دنیاوی آگ کی طرح روشن نہیں محل نظر ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نارکم جزء من سبعین جزء من نار جھنم. 2

عبارت کا مفہوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری آگ جھنم کے آگ کے ستر اجزء میں سے ایک جز ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی آگ بھی جھنم کی آگ کا جز ہے تو ظاہر ہے جو رنگ جھنم کی آگ کا ہے وہی رنگ دنیاوی آگ کا ہے کیوں کہ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو رنگ کل کا ہوتا ہے وہی رنگ جز کا ہوتا ہے۔ جب دنیوی آگ کا رنگ سرخ ہے تو

1 ترمذی ج۲ص:۸۳مشکوٰۃ ج۲ص:۵۰۳/ مسئلہ ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی نظر لسعید احمد کاظمی ص:۶۰ درمقالات کاظمی ج۲ص:۱۹۴ناشر بزم سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان

2 صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری (المتوفی ۲۵۶)ج٤ ص:۱۲۱ ناشر دار طوق النجاۃ

جھنم کی آگ کا رنگ بھی سرخ ہوگا۔

البتہ جہاں تک تعلق ہے اس روایت کا کہ جھنم کی آگ سیاہ ہے تو یہ روایت کتب حدیث میں سات سندوں کے ساتھ موجود ہے لیکن ساتوں سندیں ضعیف ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

پہلی سند اس طرح ہے:

حدثنا عباس الدوری البغدادی قال حدثنا یحیٰ بن بکیر قال حدثنا شريك عن عاصم هو ابن بهدلة عن ابی صالح عن ابی هريرة (مرفوعاً) 1

تو اس سند میں راوی شریک بن عبداللہ مختلط ہے اور بندہ ماقبل میں محدثین کا اصول نقل کر چکا ہے کہ مختلط راوی کے متعلق جب تک یہ پتہ نہ چلے کہ اس کے اس شاگرد کا سماع اس سے قبل از اختلاط ہے تب تک اس کی روایت قبول نہیں کی جائیگی۔

البتہ شریک بن عبداللہ کے مختلط ہونے کا ثبوت حاضر ہے:

١ - يخطئ كثيرا تغير حفظه منذ ولى القضاء بالكوفة. 2

عبارت کا مفہوم: شریک بن عبداللہ بہت غلطیاں کرتا ہے کیوں کہ جب یہ کوفہ میں قاضی بنایا گیا تو اس کا حافظہ خراب ہوگیا۔

٢ - قال عبد الجبار بن محمد قلت ليحیٰ بن سعيد زعموا ان شريكاً انما خلط باخرة قال ما زال مخلطا. 3

عبارت کا مفہوم: عبدالجبار بن محمد فرماتے ہیں کہ میں نے یحیٰ بن سعید سے کہا کہ

1 سنن الترمذی لابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی (المتوفی ۲۷۹) ج ٤ ص: ۷۱۰ ناشر شركة مكتبة ومطبعة مصطفیٰ البابی الحلبی - مصر 2 تقريب التهذيب لابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) ص: ۲٦٦ ناشر دار الرشيد سوريا 3 ميزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷٤۸) ج ۲ ص: ۲۷۰ ناشر دار المعرفة بيروت

لوگ کہتے ہیں کہ شریک آخری عمر میں مختلط ہوگیا تو اس نے کہا کہ یہ تو ہمیشہ مختلط رہا۔

٣-تغیر علیه حفظه. 1

عبارت کا مفہوم: اس کا حافظہ خراب ہوگیا تھا۔

اور دوسری سند اس طرح ہے:

حدثنا احمد بن مالك القشیری حدثنا زائدة بن ابی الرقاد عن زیاد النمیری عن انس. 2

تو اس سند میں ایک راوی زائدۃ بن ابی الرقاد ہے اس کا حال ملاحظہ فرمایئے:

زائدة بن ابی الرقاد .........عن زیاد النمیری ضعیف وقال البخاری منکر الحدیث ...........وقال النسائی لاادری ماهو. 3

عبارت کا مفہوم: حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ ضعیف ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے اور نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اس کو جانتا ہی نہیں ہوں۔

اور اس سند میں دوسرا راوی زیاد النمیر ی ہے یہ بھی ضعیف ہے ملاحظہ فرمائیں:

١-زیاد ایضا ضعیف. 4

عبارت کا مفہوم: زیاد نمیری بھی زائدہ بن ابی الرقاد کی طرح ضعیف ہے۔

1 الاغتباط بمن رمی من الرواة بالاختلاط لابی الوفا ابراهیم بن محمد الطرابلسی سبط ابن العجمی (المتوفی ٨٤١)ص:١٧٠ ناشر دار الحدیث القاهره 2 المسند للامام البزار (المتوفی ٢٩٢) ج ١٣ ص:١١٤ ناشر مکتبة العلوم والحکم المدینة المنورة 3 میزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ٧٤٨) ج٢ ص:٦٥ناشر دار المعرفة بیروت 4 میزان الاعتدال لمحمدبن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ٧٤٨) ج٢ ص:٢٧٠ ناشر دار المعرفة بیروت

۲-زیاد بن عبد الله النمیری البصری ......ضعیف. 1

**زیاد بن عبداللہ النمیری ضعیف ہے۔**

**اور تیسری سند اس طرح ہے:**

حدثنا ابو مسلم قال نا الحکم بن مروان الکوفی نا سلام الطویل عن الاجلح بن عبد الله الکندی عن عدی بن عدی الکندی قال عمر بن الخطاب (مرفوعاً) 2

**اس سند میں ایک راوی سلام الطّویل متروک ہے ملاحظہ فرمائیں؛**

سلام بن سلیم .........الطویل متروک. 3

**سلام بن سلیم الطّویل متروک ہے۔**

**اور دوسرا راوی اجلح بن عبداللہ الکندی ہے اس کا حال ملاحظہ فرمائیں:**

۱-اجلح بن عبد الله الکندی ............ کان ضعیفاً جداً. 4

**اجلح بن عبداللہ کندی بہت ہی کمزور وضعیف راوی تھا۔**

۲-سمعت ابا داؤد ...........واجلح ضعیف. 5

**عبارت کا مفہوم: امام داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اجلح ضعیف ہے۔**

---

1 تقریب التهذیب لابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) ص:۲۲۰ ناشر دار الرشید سوریا

2 المعجم الاوسط لسلیمان بن احمد الطبرانی ( المتوفی ۳۶) ج۳ ص:۸۹ ناشر دار الحرمین -القاهره 3 تقریب التهذیب لابن حجر عسقلانی( المتوفی۸۵۲)ص:۲۶۱ ناشر دار الرشید سوریا 4 الطبقات الکبریٰ لمحمد بن سعد ( المتوفی ۲۳۰) ج٦ ص:۳۳٦-۳۳۷ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 5 سؤالات ابی داؤد الآجری ابا داؤد السجستانی ( المتوفی ۲۷۵) ص:۱۷۹ ناشر عمادة البحث العلمی بالجامعة الاسلامیة المدینة المنورة

اور چوتھی سند اس طرح ہے:

اخبـرنا علی بن احمد بن عبدان انبأ احمد بن عبید الصفار ثنا الکدیمی ثنا سهل بن حماد ثنا المبارك بن فضالة ثنا ثابت البنانی عن انس(مرفوعاً) 1

اس سند میں کدیمی سے مراد محمد بن یونس الکدیمی ہے کیوں کہ ایک سند اس طرح وارد ہوئی ہے:

محمد بن یونس الکدیمی نا سهل بن حماد. 2

اب محمد بن یونس الکدیمی کا حال ملاحظہ فرمائیں:

قال ابن عدی اتهم الکدیمی بالوضع وقال ابن حبان لعله قد وضع اکثر مـن الف حدیث وقال ابن عدی ادعیٰ الروایة عمن لم یرهم ترك عامة مشائخنا الـروایة عـنـه وقـال ابو عبید الآجری رأیت ابا داؤد یطلق فی الکدیمی الکذب وکـذا کـذبـه مـوسـیٰ بن هارون والقاسم المطرز واما اسماعیل الخطبی فقال بجهل کان ثقة. 3

عبارت کا مفہوم: ابن عدی کہتے ہیں کہ اس پر حدیثیں بنانے کا الزام ہے اور ابن حبان کہتے ہیں شاید اس نے ہزار سے بھی زائد احادیث بنائی ہیں اور ابن عدی یوں بھی کہتے ہیں کہ اس نے ایسے لوگوں سے بھی روایت سننے کا دعویٰ کیا ہے جن کو اس نے دیکھا ہی نہیں

1 البعـث والـنشـور لاحـمـد بـن حسیـن البیهـقی( المتوفی ٤٥٨ )ص:٢٨٧ ناشر مرکز الـخـدمـات والابـحـاث الثقافیة بیروت 2 تـاریـخ دمشـق لابـی الـقـاسم علی بن الحسن الـمـعـروف بـابن العساکر (المتوفی ٥٧١)ج ٢٨ ص:٩٣ ناشر دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع 3 میـزان الاعتـدال لـمـحـمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ٧٤٨ )ج٤ ص:٧٤-٧٥ناشر دار المعرفة بیروت

ہے اور ہمارے عام مشائخ اس سے روایت نہیں لیتے ہیں اور ابو عبید آجری کہتے ہیں کہ میں نے ابو داؤد کو دیکھا کہ وہ کدیمی کو علیٰ الاطلاق جھوٹا کہتے۔ اسی طرح موسی بن ھارون اور قاسم الم مر زنے بھی اس کو جھوٹا کہا ہے لیکن اسماعیل حطبی نے جہالت کی وجہ سے اس کو ثقہ کہا ہے۔

اور پانچویں سند اس طرح ہے:

اخبرنا ابو بکر محمد بن عبد الله بن ریذةقرأة علیه باصبهان قال اخبرنا الطبرانی قال حدثنا احمد بن محمد بن هشام البعلبکی قال حدثنا ابی ح قال السید واخبرنا ابن ریذة قال اخبرنا الطبرانی قال و حدثنا الحسین التستری قال حدثنا محمود بن خالد الدمشقی قالا حدثنا سوید بن عبد العزیز قال حدثنا سیار ابو الحکم عن ابی وائل شقیق بن سلمة ان عمر بن الخطاب .........فلقیه ابو ذر (وقال )اشهد انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم .........فهو سبعین خریفاً وهی سوداء مظلمة. 1

اس سند میں راوی سوید بن عبد العزیز ضعیف ہے ملاحظہ فرمائیں:

١-سوید بن عبد العزیز............. ضعیف. 2

عبارت کا مفہوم: سوید بن عبد العزیز ضعیف ہے۔

٢-قال ابن معین لیس حدیثه بشئ ...........وقال البخاری فی بعض حدیثه نظر وقال احمد وغیره ضعیف وعن احمد ایضا متروك..........

1 ترتیب الامالی لیحیٰ بن الحسین الجرجانی (المتوفی ٤٩٩)ج٢ ص:٣١٢ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 2 تقریب التهذیب لابن حجر عسقلانی( المتوفی ٨٥٢)ص:٢٦٠ ناشر دار الرشید سوریا

وقد هرت ابن حبان سویداً ثم آخر شئ قال وهو ممن استخیر الله فیه لانه یقرب من الثقات قلت لا ولا کرامة بل هو واه جداً .......... قال النسائی لیس بثقة وقال ابو حاتم لین وقال الدار قطنی یعتبر به. 1

عبارت کا مفہوم: یحیٰ ابن معین فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث کسی کام کی نہیں اور امام بخاری فرماتے ہیں اس کی بعض احدیث میں نظر ہے اور امام احمد اور دیگر حضرات نے کہا ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے تو یہ بھی منقول ہے کہ کہ یہ راوی متروک ہے۔ ابن حبان نے فرمایا کہ یہ راوی ثقہ ہونے کے قریب ہے تو علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہرگز نہیں یہ راوی انتہائی درجے کا ضعیف و کمزور ہے۔ امام نسائی نے فرمایا کہ یہ ثقہ نہیں ہے اور ابو حاتم نے فرمایا کہ یہ لین الحدیث ہے۔ دار قطنی نے فرمایا کہ اس کا اعتبار کیا جائیگا (راقم کہتا ہے کہ اتنے سارے محدثین جب اس راوی کو ضعیف و متروک کہتے ہیں تو صرف دار قطنی کے مقابلے میں اتنے سارے محدثین کے اقوال کو کیسے ترک کیا جا سکتا ہے۔)

اور چھٹی سند اس طرح ہے:

عن الاوزعی (قال لابی جعفر یا امیر المؤمنین ).........بلغنی .......فقال له(ای رسول الله صلی الله علیه وسلم )یا جبریل صف لی النار (فقال جبریل علیه السلام )فهی سوداء مظلمة. 2

یہ سند منقطع ہے کیوں کہ امام اوزاعی نے فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کس سند کے

---

1 میزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی (المتوفی ۷۴۸ )ج ٤ ص:٧٤-٧٥ناشر دار المعرفة بیروت 2 حلیة الاولیاء لابی نعیم الاصبهانی (المتوفی ٤٣٠ )ج ٦ ص:١٣٨ ناشر السعادة بجوار محافظة مصر

ساتھ وہ سند بیان نہیں کی لہٰذا اوزاعی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں کم ازکم دوروای اس سند سے ساقط ہیں۔اس لیے یہ روایت بھی مقبول نہیں ہوسکتی۔

ساتویں روایت کی سند اس طرح ہے:

اخبرنا ابو زکریا بن ابی اسحاق المزکی انبأ ابو عبد اللہ الشیبانی ثنا محمد بن عبد الوھاب انبأ جعفر بن عون انبأ الاعمش عن ابی ظبیان عن سلمان قال النار سوداء مظلمۃ. 1

یہ روایت اولاً تو ذہن میں رہے کہ موقوف ہے۔

ثانیاً: یہ روایت بھی منقطع ہے کیوں کہ ابوظبیان کا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔چنانچہ حضرت علامہ خلیل بن کیکلدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حصین بن جندب ابو ظبیان الجنبی وھو بکنیتہ اشھر وقال احمد بن حنبل کان شعبۃ ینکر ان یکون ابو ظبیان سمع من سلمان یعنی الفارسی. 2

حصین بن جندب جو کہ اپنے کنیہ ابوظبیان سے زیادہ مشہور ہے اس کے متعلق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (امیر المؤمنین فی الحدیث امام) شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ ابوظبیان کے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع کا انکار کرتے تھے۔

قارئین کرام جب اسی قسم کی تمام روایات ضعیف ثابت ہوئیں تو کاظمی کا یہ کہنا کہ جھنم کی آگ کی روشنی نہیں ہوتی دلائل کے میدان میں غلط ثابت ہوا۔

1 البعث والنشور لاحمد بن حسین البیھقی( المتوفی ٤٥٨ )ص:٣١٧ ناشر مرکز الخدمات والابحاث الثقافیۃ بیروت 2 جامع التحصیل فی احکام المراسیل لابی سعید خلیل بن کیکلدی (المتوفی ٧٦١)ص:١٦٦ ناشر عالم الکتاب بیروت

# سعید احمد کاظمی کی بوکھلاہٹ

سعید احمد کاظمی صاحب لکھتا ہے:

جنت میں بھی کسی جنتی کا سایہ نہیں ہوسکتا کیوں کہ جنت میں ہر وقت ایسا سایہ رہتا ہے جیسے طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیانی وقت میں سایہ ہوتا ہے۔ 1

جواب: نہ ہم نے جنت میں سایہ کے متعلق کچھ کہا ہے اور نہ ہی زیر بحث حدیث میں جنت میں سایہ کے دیکھنے کا ذکر ہے بلکہ حدیث میں صرف جھنم کے آگ میں سایہ دیکھنے کا ذکر ہے لہٰذا مولوی صاحب کا جنت میں سایہ کی نفی پر دلائل جمع کرنا یہ اس کے بوکھلاہٹ کی علامت ہے۔

# سعید احمد صاحب کا ایک شبہ اور اس کا جواب

سعید صاحب لکھتا ہے:

مجھے امید نہیں کہ مخالفین دوزخ میں حضور کا سایہ مانتے ہوں اور خلاف امید اگر ان کا مسلک فی الواقع یہی ہے۔ الخ 2

جواب: آگ میں سایہ دیکھنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سایہ بعینہ دوزخ کے آگ میں دیکھا العیاذ باللہ نعوذ باللہ منہ آگ میں دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ آگ کے اردگرد آگ کی روشنی میں دیکھا بعینہ تو دنیا کی آگ میں بھی کسی کو اپنا سایہ نظر نہیں آتا البتہ آگ کی روشنی میں نظر آتا ہے۔ تو حدیث

---

1 مسئلہ ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی نظر لسعید احمد کاظمی ص: ۶۰ در مقالات کاظمی ج ۲ ص: ۱۹۴ ناشر بزم سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان 2 مسئلہ ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی نظر لسعید احمد کاظمی ص: ۶۰ در مقالات کاظمی ج ۲ ص: ۱۹۴ ناشر بزم سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان

میں آگ کی روشنی میں دیکھنا مراد ہے نہ کہ بعینہ آگ میں۔لہذا علمائے دیوبند آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ اطہر کو آگ میں نہیں مانتے۔

لیکن مولوی سعید کاظمی صاحب سے گذارش ہے کہ الحمدللہ ہم آپ کی امید کے مطابق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ جھنم کی آگ میں نہیں مانتے لیکن آپ کا مایہ ناز شیخ الحدیث مولوی غلام رسول سعیدی سایہ تو درکنار یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جسم اقدس کو جھنم کی آگ میں مانتا ہے۔العیاذ باللہ چنانچہ یہ شیخ صاحب لکھتا ہے:

پس معنیٰ حدیث یہ ہے کہ میں نے جھنم کو دیکھا اور اس میں اپنے اور تمہارے اشخاص کو دیکھا..................اور اگر خود جھنم میں دیکھنا بھی وارد ہو تو معاذ اللہ وہ کسی طرح تنقیص شان کا موجب نہیں کیوں کہ جھنم میں ہونا صرف کفار کے لیے موجب عذاب و اہانت ہے ہر ایک کے لیے نہیں۔ 1

اب غلام رسول سے سوال ہے کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حقیقی جسد اطہر کو آگ میں دیکھا یا جسم مثالی کو اگر آپ کہتے ہو کہ اپنے حقیقی جسم اقدس کو دیکھا تو یہ باطل ہے کیونکہ میرے پیارے نبی کا حقیقی جسم اقدس تو مسجد نبوی میں تھا یہ حقیقی جسم آگ میں داخل ہی نہیں ہوا۔

اور اگر آپ کہتے ہو کہ جسم مثالی کو دیکھا تو بتایئے کہ جسم مثالی کی وہاں ہونے کی کیا وجہ تھی؟ مثلاً اگر فرشتے وہاں جائیں گے تو ضرور کسی ڈیوٹی ادا کرنے کے لیے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جسم اقدس وہاں کس ڈیوٹی پر مأمور تھا؟ سچ بات یہ ہے کہ بکواس کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی۔

1 توضیح البیان لغلام رسول سعیدی ص:۲۲۷ ناشر حامد اینڈ کمپنی لاہور

# غلام رسول سعیدی کا ایک اشکال اور اس کا حل

غلام رسول صاحب لکھتا ہے:

پس سرفراز کا حدیث کے ترجمہ میں اپنی طرف سے یہ بڑھانا کہ اس آگ کی روشنی میں میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا علمی بے مائیگی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

آگے لکھتا ہے:

اور پھر کس قدر حیرت ہے کہ سرفراز صاحب نے اپنے ناپاک عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے حدیث میں تصرف کیا اور روشنی کا لفظ بڑھا کر سایہ کے جواز کا چور دروازہ نکال لیا۔

جواب: بلاشبہ حدیث کے عربی الفاظ میں صرف آگ میں دیکھنے کا ذکر ہے آگ کی روشنی کا نہیں لیکن چونکہ آگ میں سایہ دیکھنا ناممکن ہے جیسے کہ میں نے پہلے ذکر کیا کہ دنیا کی آگ میں بھی کسی کو اپنا سایہ نظر نہیں آسکتا اس لیے یہاں پر چونکہ حقیقی معنی متعذر ہوگئی تو امام اہل سنت نے آگ سے مجازاً آگ کی روشنی مراد لیکر آگ کی روشنی میں دیکھنے کا ترجمہ کیا جو بلاشبہ صحیح اور حق ہے لیکن سعیدی صاحب کا اس پر یہ اعتراض کرنا کہ سرفراز صاحب نے حدیث میں اپنی طرف سے تصرف کیا وغیرہ وغیرہ محض دشمنی اور ضد پر مبنی ہے کیوں کہ مجازی معنی مراد لینا یہ کوئی جرم نہیں لیکن اگر جرم ہے تو یہ وہی جرم جس کا بعینہ اسی حدیث میں خود غلام رسول بھی مرتکب ہوا ہے۔ چنانچہ یہ صاحب لکھتا ہے:

باقی جھنم میں دیکھنے کا مطلب مجازاً یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خود یا صحابہ کو جھنم کے قریب یا اس کے کنارے دیکھا ہو۔ 1

اب قارئین سے التماس ہے کہ کیا مجھے بھی یہ حق ہے کہ غلام رسول سے پوچھوں کہ

1 توضیح البیان لغلام رسول سعیدی ص: ۲۲۷ ناشر حامد اینڈ کمپنی لاہور

کیا اس حدیث میں قریب یا کنارے کا لفظ موجود ہے؟ اگر نہیں تو آپ خود اپنے عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے اس حدیث میں تصرف کر کے علمی بے مائیگی کی صفت کے ساتھ متصف ہو چکے ہیں۔

نہ دیتے تم ہمیں صدمے نہ یوں فریاد ہم کرتے
نہ کھلتے راز سر بستاں نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ کے نفی پر بریلویوں کے دلائل اوران کا جائزہ

وکیل بریلویت مولوی سعید احمد کاظمی اپنے دعوے پر دلائل پیش کرنے سے پہلے لکھتا ہے:

عقائد و اسلام کے بعد فضائل و مناقب کی طرف آیئے تو اس (یعنی ظنی دلیل) سے بھی تنزل اختیار کرنا پڑیگا۔ یعنی ضعیف حدیثیں بھی اس باب میں معتبر ہونگی۔ جیسا کہ خود محدثین کرام نے جا بجا اس کی تصریح فرمائی ہے اور ائمہ اور فقہاء نے فضائل اعمال میں ضعیف ترین احادیث کو معمول بہا قرار دیا ہے۔ 1

اور آگے ص: ۱۱ میں لکھتا ہے:

الحاصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا سایہ نہ ہونا بھی باب فضائل و مناقب سے ہے۔

جواب: اولاً: بقول آپ کے مسئلہ ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ضعیف روایات بھی معتبر ہونگی لیکن جب وہ بھی ضعیف ہوں نہ؟ یہاں پر معاملہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں روایات

1 مسئلہ ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی نظر لسعید احمد کاظمی ص: ۹ تا ۱۰ اور مقالات کاظمی ج ۲ ص: ۱۴۳ تا ۱۴۴ ناشر بزم سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان

ضعیف نہیں بلکہ موضوع اور بے سند و بے بنیاد ہیں۔

ثانیاً: سایہ کے نہ ہونے میں کوئی فضیلت نہیں کیوں کہ اگر آپ کہو گے کہ سایہ نہ ہونے کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوری مخلوق ثابت ہونگے اور یہ آپ کی فضیلت ہے تو میں کہوں گا نوری مخلوق ہونے میں کوئی فضیلت نہیں کیوں کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ اشرف المخلوقات خاکی مخلوق ہے۔

اور اگر آپ کہو گے کہ سایہ نہ ہونے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ اطہر لوگوں کے قدموں کے آنے سے محفوظ رہیگا تو گذارش یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر سایہ مبارک سے افضل ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ اطہر کو بچانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت میں سے ہوتا تو اللہ پاک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اقدس اور قدمین مبارکہ کو زمین پر آنے نہ دیتے۔ اور ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ اور دیگر متعدد مقامات پر چلے پھرے اور لیٹے تو اس سے معلوم ہوگیا کہ سایے کا نہ ہونا کوئی فضیلت نہیں ہے۔

اب ملت بریلویہ کے دلائل ملاحظہ فرمائیں:

## دلیل:۱-

مولوی اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نور ص:۱۱۹ میں لکھتا ہے:

اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن یریٰ له ظل فی شمس ولاقمر۔ 1

(حضرت ذکوان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

1 الخصائص الکبریٰ لعبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱) ج۱ ص:۱۲۲ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت

سایہ سورج اور چاند میں نہیں دیکھا جاتا تھا۔

جواب: اولاً: یہ روایت بھی نور نبیک من نورہ کی طرح محولہ کتاب میں موجود نہیں ہے حکیم ترمذی کی کتاب نوادر الاصول دار الجیل بیروت سے چھپی ہوئی ہمارے سامنے ہے لیکن اس میں اس روایت کا نام ونشان نہیں ہے۔

ثانیاً: اس کتاب کے مصنف حکیم ترمذی صاحب کے متعلق بھی اچھی خبر نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن سلمی سے نقل کرتے ہیں:

قال ابو عبد الرحمٰن السلمی اخرجو الحکیم من ترمذ و شهدو علیه بالکفر و ذالك بسبب تصنیفه کتاب ختم الولایة و کتاب علل الشریعة وقالو انه یقول ان للاولیاء خاتما کالانبیاء لهم خاتم وانه یفضل الولایة علیٰ النبوة. 1

عبارت کا مفہوم: ابو عبدالرحمٰن سلمی کہتے ہیں کہ حکیم ترمذی کو لوگوں نے اپنے علاقے ترمذ سے نکال دیا تھا اس لیے کہ اس نے ختم الولایۃ اور علل الشریعۃ کے نام سے کتابیں لکھی تھیں اور وہ کہتا تھا کہ اولیاء میں اسی طرح خاتم ہوتا ہے جس طرح انبیاء میں خاتم ہوا کرتا ہے اور وہ ولایۃ کے عہدے کو نبوۃ کے عہدے پر فضیلت دیتا تھا۔

نیز اس کے متعلق حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کمال الدین بن العدیم سے نقل کرتے ہیں:

هذا الحکیم الترمذی لم یکن من اهل الحدیث ولا روایة له ولا اعلم له تطرقه و صناعته .........وطعن علیه ائمة الفقهاء والصوفیة واخرجوه بذالك عن السیرة المرضیة وقالو ا انه ادخل فی علم الشریعة ما فارق به

1 سیر اعلام النبلاء لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبی( المتوفی ۷۴۸)ج ۱۰ ص:۴٦۷ ناشر دار الحدیث القاهره

الجماعة وملأ كتبه القظيعة بالاحاديث الموضوعة و حشاها بالاخبار التى ليست بمروية ولا مسموعة. 1

عبارت کا مفہوم: یہ حکیم ترمذی اہل روایت اور اہل حدیث اورفن حدیث والوں میں سے نہیں ہے اس پر فقہاء اور صوفیاء نے جرح کی ہے اور اس کو پسندیدہ سیرت سے خارج سمجھا ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس شخص نے علم شریعت میں ایسی باتیں داخل کیں جن کے ذریعے اہل اسلام میں تفریق ڈال دی اور اس نے اپنی کتابوں میں ایسی ایسی موضوع روایات ذکر کردیں جو اس سے پہلے نہ کبھی روایت کی گئیں اور نہ ہی کبھی سنی گئیں۔

تو قارئین کرام یہ سایہ والی روایت بھی اسی مصنف کی کتاب نوادر الاصول کے حوالے سے بیان کی جاتی ہے جس مصنف کا حال آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا۔

ثالثاً: اس روایت کی سند الخصائص الکبریٰ للسیوطی میں اس طرح نقل کی گئی ہے:

اخرج الحكيم الترمذى من طريق عبد الرحمٰن بن قيس الزعفرانى عن عبد الملك بن عبد الله بن الوليد عن ذكوان ۔الخ

یہ سند موضوع ہے اس لیے کہ اس روایت کی سند میں پہلا راوی عبدالرحمٰن بن قیس الزعفرانی کذاب اور متروک ہے۔البتہ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں:

كذبه ابن مهدى وابو زرعة وقال البخارى ذهب حديثه وقال احمد لم يكن بشئ. 2

1 لسان الميزان لابن حجر عسقلانى( المتوفى ٨٥٢)ج٥ ص:٣٠٨ – ٣٠٩ناشر ادارة تأليفات اشريفية ملتان باكستان 2 ميزان الاعتدال لمحمد بن احمد بن عثمان الذهبى (المتوفى ٧٤٨)ج٢ ص:٥٨٣ ناشر دار المعرفة بيروت

عبارت کا مفہوم: عبدالرحمٰن بن مھدی اور ابو زرعۃ نے اس کو جھوٹا بتایا ہے۔اور امام بخاری نے فرمایا اس کی حدیث (اعتبار کرنے) سے چلی گئی اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ راوی کالعدم ہے(یعنی اس کی روایت کالعدم ہے)

نیز اس روایت کی سند میں دوسرا راوی عبدالملک بن عبداللہ بن الولید ہے۔کتب رجال میں بسیار رلاش کے باوجود اس راوی کا ترجمہ تو درکنار بلکہ کہیں ذکر بھی نہیں ملا اور محدثین کے نزدیک اس قسم کا راوی مجہول کہلاتا ہے اور اس کی روایت بھی مجہول وضعیف کہلاتی ہے۔(اس اصول کی تفصیل ماقبل میں گذر چکی ہے)

نیز اس راوی کے متعلق حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تو صاف فرماتے ہیں کہ یہ راوی مجہول ہے۔چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

ومن ذالك ما ذكره الحكيم الترمذی فی نوادر الاصول عن عبد الرحمٰن بن قيس وهو مطعون عن عبد الملك بن عبد الله بن الوليد وهو مجهول عن ذكوان منه انه كان لا ظل لشخصه فی شمس ولا قمر. 1

عبارت کا مفہوم: ان روایتوں میں ایک وہ روایت ہے جسے حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں عبدالرحمٰن بن قیس کے ذریعے جو کہ خود مجروح ہے اس نے نقل کی ہے عبدالملک بن عبداللہ بن الولید سے جو کہ مجہول ہے ذکوان کی روایت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا سایہ نہ تو سورج میں نظر آتا تھا اور نہ ہی چاند میں۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس روایت کے دو راویوں میں سے پہلا راوی یعنی عبدالرحمٰن بن قیس مجروح اور دوسرا یعنی عبدالملک بن عبداللہ بن الولید مجہول ہے۔

1 شرح الشفا لعلی بن سلطان القاری( المتوفی ۱۰۱۴)ج ۱ ص:۷۵٤ ناشر دار الکتب العلمية بيروت

نیز اس رایت کی سند میں تیسرا راوی ذکوان ہے یہ بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا حالانکہ اس ذکوان راوی کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہی ثابت نہیں کیوں کہ یہ صحابی نہیں ہے بلکہ تابعی ہے تو ایسی روایت فقہاء کے اصطلاح میں مرسل اور محدثین کے اصطلاح میں منقطع کہلاتی ہے۔لہٰذا اس جیسی سند سے جب کہ وہ صحیح اور متصل روایات کے خلاف ہو تو اس سے استدلال کسی بھی صورت میں صحیح نہیں ہوسکتا۔البتہ ذکوان کے تابعی ہونے پر ثبوت حاضر ہے:

حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی لکھتے ہیں:

رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان ابی صالح السمان الزیات او ابی عمرو المدنی مولیٰ عائشة و کل منهما ثقة من التابعین فهو مرسل. 1

عبارت کا مفہوم: حکیم ترمذی نے ذکوان اس سے مراد ابوصالح السمان الزیات ہے یا ابوعمرو المدنی مولیٰ عائشۃ ہے دونوں ثقہ ہیں تابعی ہیں اس لیے یہ روایت مرسل ہے۔

## سعید احمد کاظمی کا بریلویت کو دلاسہ اور اوران کی مایوسی

سعید احمد صاحب لکھتا ہے:

اس میں شک نہیں کہ حدیث ذکوان ضعیف ہے لیکن ایسی نہیں کہ بالکل ساقط الاعتبار ہو چہ جائیکہ اسے موضوع کہا جائے۔ 2

جواب: ہم نے میزان الاعتدال کے حوالے سے اس سند کے راوی عبدالرحمٰن بن

---

1 شرح الزرقانی علیٰ المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة لابی عبد الله محمد بن عبد الباقی (المتوفی ١١٢٢)ج٥ ص:٥٢٥ ناشر دار الکتب العلمیة بیروت 2 مسئلہ ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی نظر لسعید احمد کاظمی ص:٣٨ در مقالات کاظمی ج ٢ ص ١٨١ تا ١٧٢ ناشر بزم سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان

قیس کو کذاب ثابت کیا ہے اور مولوی احمد رضا خان بریلوی لکھتا ہے:

علی قاری شرح نزھہ میں فرماتے ہیں موضوع اس روایت کو کہا جاتا ہے جس کے راوی پر کذب کا طعن ہو۔ 1

تو جب عبدالرحمٰن بن قیس پر کذب کا طعن ثابت ہو چکا تو پھر بھی اس سند کو موضوع ہونے سے کیا چیز مانع ہے؟

لہٰذا مولوی احمد رضا خان کی نقل کردہ ملا علی قاری کی عبارت کے مطابق یہ روایت موضوع ہے۔ مولوی سعید کاظمی کا یہ قول کہ موضوع نہیں ہے علمی دلائل کے میدان میں غلط ہے۔

نیز سعید صاحب کا یہ کہنا کہ ''بالکل ساقط الاعتبار نہیں ہے'' محض دل بہلانے والی بات ہے کیوں کہ جس روایت کی سند میں صحت کا کوئی شرط بھی نہ پایا جائے تو بھی وہ روایت کیسے قابل اعتبار ہو سکتی ہے؟

## دلیل:۲-

مولوی سعید کاظمی صاحب لکھتا ہے:

مفردات امام راغب اصفہانی مطبوعہ مصر ص:۳۱۷ میں ہے:

وروی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا مشیٰ لم یکن لہ ظل. 2

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو حضور کا سایہ نہ ہوتا۔

جواب: یہ روایت مفردات امام راغب ناشر دار القلم الدار الشامیۃ - دمشق بیروت ص:۵۳۶ میں بے سند موجود ہے اور بے سند روایت کی دین میں کوئی حیثیت نہیں۔

1 فتاویٰ رضویہ لاحمد رضا خان ج ۵:۴۶۴ ناشر رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

2 مسئلہ ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی نظر لسعید احمد کاظمی ص:۲۸ در مقالات کاظمی ج ۲ ص:۱۶۲ ناشر بزم سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان

چنانچہ مولوی احمد رضا خان بریلوی لکھتا ہے:

حدیث ماننے اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیہ مرف نسبت کرنے کے لیے ثبوت چاہیے بے ثبوت نسبت جائز نہیں ہے۔ 1

نیز یہی مولوی احمد رضا خان کہتا ہے:

امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ اولیاء وعلماء ومحدثین وفقھاء سب کے امام ہیں فرماتے ہیں:

الاسناد من الدين لو لاالاسناد لقال فی الدين من شاء ما شاء. 2

اگر اسناد نہ ہوتا تو جس کا جو دل چاہتا دین میں کہ دیتا۔

## دلیل:۳۔

مولوی سعید احمد کاظمی لکھتا ہے:

علامہ خفاجی نسیم الریاض ج ۳ ص:۳۱۹ مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں:

وهٰذا رواه صاحب الوفا عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال لم يكن لرسول الله صلى الله عليه وسم ظل. 3

ترجمہ: اور اس کو صاحب وفا نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔

جواب: یہ روایت بھی پچھلی روایت کی طرح بے سند ہے جس کی دین میں کوئی

1 عرفان شریعت لمولوی احمد رضا خان بریلوی (متوفی ۱۳۴۰) ص:۸۴ ناشر سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد 2 فتاوی رضویہ لاحمد رضا خان بریلوی ج ۲۶ ص:۵۹۰-۵۹۱ ناشر رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور 3 مسئلہ ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی نظر لسعید احمد کاظمی ص:۲۹ در مقالات کاظمی ج ۲ ص:۱۶۳ ناشر بزم سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان

حیثیت نہیں لہٰذا اس روایت کا بھی وہی جواب ہے جو پہلی روایت کا جواب ہے۔

## دلیل:۴۔

مولوی سعید احمد کاظمی لکھتا ہے:

علاوہ ازیں یہ حدیث صرف ذکوان سے نہیں بلکہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی مروی ہے جیسا کہ زرقانی علی المواہب میں ہے:

فھو مرسل لکن روىٰ ابن المبارك وابن الجوزی عن ابن عباس لم یکن للنبی صلی الله علیه وسلم ظل. 1

جواب: اس روایت بیان کرتے وقت علامہ زرقانی نے یہ نہیں بتایا ہے کہ ابن مبارک نے اس روایت کو کہاں نقل کیا ہے اسی طرح یہ بھی نہیں بتایا کہ ابن الجوزی نے اس روایت کو کہاں نقل کیا ہے جب تک اس روایت کی سند متصل ظاہر نہیں ہوگی تب تک یہ روایت مقبول نہیں ہوسکتی کیوں کہ بے سند روایت کی دین میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۵۔مولوی اچھروی صاحب اپنی کتاب مقیاس نور ص:۱۲۱ میں لکھتا ہے:

وقال عثمان رضی الله تعالیٰ عنه ان الله ما اوقع ظلك علیٰ الارض لئلا یضع انسان قدمه علیٰ ذالك الظل. 2

فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ بے شک یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہیں ڈالا تا کہ اس سائے پر کوئی انسان قدم نہ رکھے۔

جواب: یہ روایت تفسیر مدارک للنسفی ناشر دار الکلم الطیب۔بیروت میں ج۲ ص:۴۹۲ میں موجود تو ہے لیکن یہ روایت بھی بے سند ہے لہٰذا اس روایت کا جواب بھی وہی ہے جو جواب پچھلی دو روایتوں کا ہے۔

1 مسئلہ ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی نظر لسعید احمد کاظمی ص:۳۹ در مقالات کاظمی ج۲ ص:۱۷۳ انا شر بزم سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان 2 تفسیر النسفی ج۳ ص:۱۱۳

# سعید احمد کاظمی کی بے جا چیلنج اور اس کا جواب

قارئین کرام اس کے علاوہ سایے کی نفی پر بریلویوں کے دلائل چند علماء کرام کی عبارات ہیں چنانچہ سعید احمد کاظمی لکھتا ہے:

اپنے مخالفین کی خدمت میں ایک دفعہ پھر گذارش کروں گا اور مخلصانہ عرض کروں گا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مان کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے جسم اقدس سے سایہ کی نفی کرنے میں حسب ذیل اعلام امت ہمارے مقتدا ہیں (پھر آگے متعدد علماء کرام کے نام ذکر کے لکھتا ہے) اگر ہمارے خلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی نفی اور جسمانی سایے کے ثبوت میں ایسے ہی محققین اعلام امت کے صریح اور واضح اقوال آپ کے پاس ہیں تو از راہ کرم قائلین کے اسمائے گرامی کے ساتھ اسی طرح دکھائیں جیسے ہم نے مسلم بزرگان دین کے ارشادات اور ان کے اسماء گرامی کی فہرست آپ کے سامنے پیش کی ہے۔

اولئك آبائی فجئنی بمثلهم　　اذا جمعتنا یا جریر المجامع

ورنہ برائے کرم غور فرمایئے کہ کیا ان اعلام امت نے معاذ اللہ قرآن حدیث کے خلاف اپنی طرف سے ایک جھوٹی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دی؟ 1

جواب: اولاً تو کاظمی صاحب نے بعض بزرگوں کو بے جا فہرست میں شمار کیا ہے۔ مثلاً حکیم ترمذی نے کس عبارت میں کہا ہے کہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ اطہر نہیں تھا؟ محض کسی مسئلے میں روایت نقل کرنا اس روایت سے ثابت شدہ مفہوم پر عقیدے رکھنے کو مستلزم نہیں ہے جیسے کہ محدثین تو اپنی کتابوں میں موضوع روایتیں بھی نقل کر دیتے ہیں لیکن ان محدثین کا عقیدہ ان روایات کے موافق نہیں ہوتا کما لا یخفی علی اہل العلم۔ تو حکیم ترمذی کے

1 مسئلہ ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تحقیقی نظر لسعید احمد کاظمی ص: ۴۳ تا ۴۴ در مقالات کاظمی ج ۲ ص: ۱۷۷ تا ۱۷۸ ناشر بزم سعید مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کچہری روڈ ملتان

صرف سایے کی نفی پر روایت نقل کرنے سے اس کی طرف یہ نظریہ منسوب کرنا اہل علم کے شان کے لائق نہیں ہے۔الا یہ کہ کوئی محدث کوئی نظریہ قائم کرکے اوراس کے موافق کوئی روایت پیش کرے تو بلا شبہ اس وقت اس نظریے کی نست اس کی طرف صحیح ہوگی۔اسی طرح بعض دیگر بزرگوں مثلاً ابن مبارک ابن الجوزی وغیرہ کو بھی اپنی فہرست میں بے جا ذکر کیا ہے۔

ثانیاً: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ اطہر کے ثبوت پر اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ ''رأیت ظلی و ظلکم ''میں نے اپنا اور آپ کا سایہ دیکھا کیا آپ کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان رأس نہیں آتا اسی طرح ہم نے ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول پیش کیا کہ ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا سایہ اطہر دیکھا تو کیا آپ کو امہات المؤمنین کا قول بھی رأس نہیں آتا ؟معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے موجودگی میں غیر معصوم کا قول اختیار کرنا یقیناً پرلے درجے کی گمراہی ہے۔

مزید میں اپنے اس جواب کی تائید غلام رسول سعیدی بریلوی کے قول سے پیش کرتا ہوں تاکہ انصاف پسند افراد کے لیے حق کی پہچان آسان ہوجائے۔

مولوی غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:

یادرکھیے جب کوئی مسئلہ حدیث سے ثابت ہواوراس کے معارض اور مخالف کتاب وسنت میں کوئی قطعی دلیل نہ ہوتو ایسی صورت میں اس حدیث پر عمل کرنا ہی صحیح دین ہے اور کوئی شخص اپنی جگہ پر کتنا ہی بڑا بزرگ اور عالم دین کیوں نہ ہولیکن جب وہ حدیث صریح کے خلاف کوئی بات محض اپنی رائے سے بلا دلیل کہتا ہوتو صحیح اورصریح حدیث کے مقابلے میں اس کی ذاتی رائے کو چھوڑ دینا ہی ہدایت اور راہ استقامت ہے۔بعد کا کوئی شخص علم و فضل میں کتنا ہی فائق کیوں نہ ہوصحابہ سے نہیں بڑھ سکتا اور جب یہ اصول ہے قول صحابی بھی

اگر حدیث رسول کے معارض ہوتو حدیث کے مقابلے میں اس قول کو چھوڑ دیا جاتا ہے تو سوچیے جس حدیث کے خلاف صحابہ کی بات نہ سنی جاتی ہوتو ان کے خلاف بعد میں کسی بزرگ یا ماوشما کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے۔ 1

آگے لکھتا ہے:

امام شافعی کی شخصیت ان کی علمی وسعت اور زہدو تقویٰ اپنی جگہ پر یہ تمام امور مسلم ہیں لیکن جب وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح کے مخالف کوئی بات محض اپنی رائے سے پیش کریں گے تو شنوائی نہیں ہوگی۔ 2

اور آگے لکھتا ہے:

ممکن ہے آپ کے لیے امام شافعی کی رائے کافی ہو لیکن ہم دامن رسالت چھوڑ کر کہاں جائیں اور جا بھی کہاں سکتے ہیں۔ 3

باقی جہاں تک تعلق ہے کاظمی صاحب کے اس قول کا کہ کیا ان اعلام امت نے معاذ اللہ قرآن حدیث کے خلاف اپنی طرف سے ایک جھوٹی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کردی؟

تو اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ان حضرات کو سایہ اطہر والی روایات پر واقفیت نہ ہوسکی ہو اس لیے انہوں نے سایے کی نفی والی موضوع اور بے سند روایات پر اعتماد کرکے یہ بات کی ہو۔ باقی ان حضرات نے جان بوجھ کر اس بات کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کیا ہے بلکہ نادانستہ طور پر روایت کی حقیقت تک نہ پہنچنے کی وجہ سے پے در پے ایک دوسرے پر اعتماد کرکے انہوں نے اس بات کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کردی ہے۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ اصلی کتابوں کی عدم دستیابی ہو۔

1 ذکر بالجہر لغلام رسول سعیدی ص:۱۰۵ ناشر فرید بک سٹال اردو بازار لاہور 2 ذکر بالجہر لغلام رسول سعیدی ص:۱۰۷ 3 ذکر بالجہر لغلام رسول سعیدی ص:۱۲۵ ناشر فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

# ایک مشہور اشکال اور اس کا جواب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ اطہر کیسے ثابت ہوسکتا ہے کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ہمیشہ بادل نے سایہ کیا ہوتا تھا۔

جواب: بلا شبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بادل کا سایہ کرنا ثابت ضرور ہے لیکن کسی بھی صحیح صریح حدیث میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ یہ سایہ ہمیشہ ہوتا تھا۔ بلکہ بخاری شریف کی صحیح احادیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بادل کے سایہ کرنے کی نفی موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

حدیث: ۱-عن عروۃ بن زبیر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ............نزل بھم فی بنی عمرو بن عوف وذالك یوم الاثنین من شھر ربیع الاول وقام ابوبکر للناس وجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صامتاً فطفق من جاء من الانصار ممن لم یر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحی ابابکر حتیٰ اصابت الشمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل ابو بکر حتیٰ ظلل علیہ بردائہ فعرف الناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. 1

عبارت کا مفہوم: حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم (جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عمرو بن عوف قبیلے میں پیر کے دن اترے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو کر بیٹھ گئے تو جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے نہیں دیکھا تھا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام ڈالتے جاتے لیکن جب

1 صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری (المتوفی ۲۵۶) ج۵ ص: ۶۰ ناشر دار طوق النجاۃ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سورج یعنی اس کی دھوپ پہنچی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی چادر سے سایہ کیا تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز سے پہچان لیا۔ 1

اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بسا اوقات دھوپ بھی پہنچتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سایے کی بھی ضرورت محسوس ہوتی تھی تو کبھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ پر سایہ کرتے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی درخت کے نیچے آ کر سایہ طلب کرتے جیسے کہ بخاری شریف کی ایک حدیث میں آیا ہے:

حدیث :۲-عن جابر بن عبد الله قال غزونا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم غزوة نجد فلما ادرکته القائلة وهو فی واد کثیر العضاه فنزل تحت شجرة واستظل

عبارت کا مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ نجد میں شریک تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند آنے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ایسی وادی میں تھے جہاں درخت زیادہ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے آئے اور سایہ طلب کیا۔

ان احادیث سے معلوم ہو گیا کہ بادل کا سایہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ نہیں ہوتا تھا لہٰذا دھوپ کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ اطہر متحقق ہو سکتا ہے۔اس عنوان پر اور بھی متعدد احادیث موجود ہیں لیکن اختصار کی خاطر اس پر اکتفا کرتے ہیں۔

---

1 صحیح البخاری لمحمد بن اسماعیل البخاری( المتوفی ۲۵۶)ج۵ ص:۱۱۶ناشر دار طوق النجاة

# مؤلف کی دیگر کتب










